ذکرِ اویس رحمۃ اللہ علیہ

از قلم

شیخ القرآن استاذ العلماء
حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی صاحب مدظلہ

ناشر
مکتبہ اویسیہ رضویہ
بہاولپور، پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذکرِ اویس

از قلم

فیض ملت استاذ العلماء حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی صاحب مدظلہ

باھتمام

صاحبزادہ عطاء الرسول اویسی

ناشر

مکتبہ اویسیہ رضویہ جامع مسجد سیرانی بہاولپور

انتساب

سُلطان الاولیاء الکاملین بُرہان الاصفیاء الواصلین آفتاب سلسلۂ اویسیہ
حضرت خواجہ محمد عبداللہ المعروف الشیخ

محکم دین سیرانی قدس سرہٗ

(کے نام)

جن کے فیض کمال سے اس فقیر بے نوا کو سلسلہ اُویسیہ قادریہ میں منسلک
ہونے کا شرف نصیب ہوا۔

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ
بہاول پور پاکستان
(۲۴ ذیقعد ۱۴۰۵ھ بمطابق ۲۵ فروری ۱۹۸۶ء)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝

مالک الملک لاشریک لہٗ   وحدہٗ لا الٰہ الّا ہُو
عاشقاں جان و دل نثار کنند   بر درِ لا الٰہ الّا ہو

ثنائے تو اے قادرِ کردار   بروں از حد است و فزوں از شمار
ازل تا ابد گر شود صرفِ آں   نیاید بگفتن یکے از ہزار

التفاتِ دلِ عشاق سوئے حضرتِ تست   جان مشتاق اسیرِ نظرِ رحمت تست

حیرت اندر حیرت است و بستگی در بستگی
گر گمان گردد یقین وگہ یقین گردد گمان

والصّلوٰۃ والسّلام علیٰ حبیبہٖ سیّد المرسلین
امام المتّقین خاتم النّبیّین مُحمّدٍ وّ اٰلِہٖ
و ازواجہٖ و ذرّیاتہٖ و اتباعہٖ اجمعین

بَلَغَ العُلیٰ بِکَمَالِہٖ
کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ

۱- صلّی اللہ و من یحف بعرشہٖ
واَلا طہرٌ علی النبیّ الامجد

۲- ما ان مدحت محمّداً بمقالتی
لٰکن مدحتُ مقالتی بمحمّدٍ

ترجمہ: ۱- اللہ تعالیٰ اور عرش کے گرد فرشتوں اور پاک بندوں کا نبی محترم پر درود
سلام بھیج۔

۲- میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف اپنے کلام سے نہیں کرتا بلکہ میرے
کلام کی تعریف آپکی مدح سے ہوتی ہے یعنی انکی تعریف سے میرے کلام کو
چار چاند لگتے ہیں۔

اما بعد! عرصہ سے ارادہ تھا کہ سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مفصل کتاب لکھوں لیکن طباعت کی مایوسی سے باز رہا۔ اللہ تعالیٰ بھلا کرے مولانا محمد بلال صاحب اویسی خطیب جامع مسجد دربار والی کا جنہوں نے کم مائیگی کے باوجود اس کی طباعت کی حامی بھر لی۔ کتابت کے لیے حوالہ کر دی گئی ہے۔ لاشعوری میں کتاب میں چند ابحاث محل نظر شامل ہو گئے۔ احباب کے انتباہ پر دوبارہ نظر ثانی کر کے دوبارہ کتابت کرائی۔

ناظرین و قارئین کرام سے استدعا ہے کہ کتاب کے استفادہ پر فقیر کو اور ناشر کو دعاؤں سے نوازیں۔ اگر خامی محسوس فرمائیں تو ستر عیوب سے کام لیتے ہوئے فقیر کو اغلاط سے آگاہ فرمائیں۔ تاکہ آئندہ اشاعت میں اس کی تصحیح کی جا سکے۔

مدینے کا بھکاری۔

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ بہاولپور پاکستان

۲۴ ذیقعدہ ۱۴۰۵ھ مطابق ۲۵ فروری ۱۹۸۶ء

مُقدّمہ

۱۔ جملہ محبُوبانِ خدا کا اتفاق ہے کہ اولیاء اللہ کے ملفوظات واذکار کا مطالعہ یعنی ان کا پڑھنا سُننا قرآن مجید واحادیث شریف کے بعد بہترین عبادت ہے کیونکہ ان کی ہر بات قرآن وحدیث پر مشتمل بلکہ عملی تفسیر ہوتی ہے۔

۲۔ انکے مطالعہ سے حُسن عمل کی رغبت پیدا ہوتی ہے دنیا و مافیہا سے نفرت اور گناہوں سے توبہ نصیب ہوتی ہے نور ایمان حاصل ہوتا ہے۔ خوفِ خُدا دل میں پیدا ہوتا ہے۔ آخرت کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ مردہ دل زندہ ہو جاتے ہیں اور انکے کمالات وکرامات پڑھنے۔ سننے سے ان کی محبّت لازمہ فطرت ہے اور حبّ اولیاء بہشت کی کنجی ہے حضرت شیخ فرید الدین عطّار رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔ ؎

حُبّ درویشان کلید جنّت است
دشمن ایشان لائق لعنت است

حُبّ درویشاں

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قیامت کب آئے گی۔ آپ نے فرمایا تو نے قیامت کے لیے اپنے نیک اعمال میں سے کون سے نیک عمل جمع کئے ہیں جو قیامت کے آنے کی بابت سوال کرتا ہے) اس نے عرض کیا کہ میں نے تو قیامت کے لیے کچھ تیاری نہیں کی ہے البتہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دوست رکھتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ

• یعنی تو اس کے ساتھ ہو گا جسکو تو دوست رکھتا ہے۔ اگر خدا کو دوست رکھتا ہے تو اسکے لیے جو اور رحمت میں ہو گا۔ اگر اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دوست رکھتا ہے تو انکی قربت میسّر ہو گی۔ اگرچہ انکا مقام اس قدر بلند اور معزز ہے کہ وہاں تک کسی کی رسائی نہ ہو گی۔ لیکن محبت اور متابعت کا نور آپکے محبوں اور متبعوں پر چمکے گا اور آپکی معیت و قربت نصیب ہو گی۔

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ

• عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا کہ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس شخص کے لیے کیا حکم ہے کہ جس نے کسی کو نہ دیکھا ہو اور نہ ہی ملاقات کی ہو اور نہ ہی اس کی صحبت میں رہا ہو۔ اور نہ ہی اسکے عمل پر عمل کیا ہو مگر اس کو دوست رکھتا ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ ؂

فائدہ:۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جو شخص کسی کے نقشِ قدم پر چلتا ہے اسے اس بزرگ کا مرتبہ و مقام نصیب ہو جاتا ہے۔ (شرح مشکٰوۃ و رسائل و مکاتیب)

تجربہ شاہد ہم نے مشاہدہ اور تجربہ کیا ہے کہ محبوبانِ خدا کی تاریخ اور ان کے ملفوظات کا مطالعہ کرنے والے رقیق القلب اور خوف خدا اور آخرت کی طرف رجوع والے ہوتے ہیں اور ان کے مطالعہ سے سب سے

بڑھ کر یہ فائدہ ہے کہ مرنے کے بعد دل میں امنگ ہوتی ہے کہ قبر و حشر میں ان کی رفاقت نصیب ہو۔ عالم کشف و رؤیا والوں نے شہادت دی کہ واقعی ان کی آرزو پوری ہوئی۔

نزولِ رحمت

۳۔ حضرت خواجہ خواجگان بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت تین اوقات میں نازل ہوتی ہے۔

۱۔ سماع کے وقت (جو شرعی اصول کے مطابق ہو) ورنہ ......

۲۔ اولیاء اللہ کے حالات لکھتے اور پڑھتے وقت[1]

۳۔ حضرت سلطان الاولیاء خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ذکر اولیا کے وقت رحمت حق تعالی نازل ہوتی ہے فرمایا کہ ذکر اولیا کے وقت رحمت حق تعالیٰ نازل ہوتی ہے فرمایا کہ میں شیخ نجم الدین صغری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا کہ منازل امیرالمؤمنین علی رضی اللہ عنہ میں ہے کہ ذکرِ اولیاء عبادت ہے اور ذکر کرنے والے کے نامۂ اعمال میں عبادت کا ثواب درج کیا جاتا ہے۔

حدیث

● تذکرۃ الاولیاء کے دیباچہ میں حضرت شیخ عطار رحمۂ اللہ تعالیٰ علیہ نے عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِيْنَ تَنَزَّلُ الرَّحْمَةُ کو حدیث بتایا ہے یہ حدیث لفظاً نہ سہی معنیً ضرور صحیح ہے جنکے عمل (ذکر الٰہی

---

[1] اسرار الاولیاء حضرت ... رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ ۱۲۔

کی یہ تاثیر ہے تو عامل پر کیوں نہ نزول رحمت ہو۔ اور کنز الاعمال شریف میں ہے۔ ذِكْرُ الصَّالِحِيْنَ طاعة و كفارة (الحدیث)
اس سے ثابت ہوا کہ ان کے نام اور ذکر لازماً نزولِ رحمت کا موجب ہیں۔

حکایت

- یحییٰ اعمار رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ کے انتقال کے بعد کسی نے انکو خواب میں دیکھ کر ان کا حال دریافت کیا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ اے عمار میں تجھ سے سخت باز پرس کرتا مگر چونکہ ایک دن تو کسی مجلس میں میری تعریف کر رہا تھا۔ کہ میرا ایک دوست "ولی" بھی وہاں آنکلا اور میرا ذکر سُن کر لطف اندوز ہوا۔ لہذا میں نے اس کے لطف اندوز ہونے کے سبب تجھ کو بخش دیا۔ ورنہ تو دیکھتا کہ تیرے ساتھ کیا معاملہ کرتا۔

فائدہ:۔ شیخ بو علی دقاق رحمہ اللہ تعالےٰ علیہ سے لوگوں نے پوچھا کہ کیا اہل اللہ کا ذکر سننے سے کچھ فائدہ ہو سکتا ہے جبکہ ہم ان کی باتوں پر عمل نہیں کر سکتے۔ فرمایا ہاں۔ اس میں دو فائدے ہو سکتے ہیں۔

۱۔ اگر مرد طالب ہو گا تو اس کی طلب بڑھ جائے گی۔ اور ہمت زیادہ قوی ہو جائے گی۔

۲۔ اگر کوئی شخص مغرور و متکبر ہو گا تو اس کا غرور و تکبر اسکے سر سے نکل جائے گا اور اس کی اپنی برائی بھلائی نظر آنے لگے گی اور اگر وہ اندھا نہ ہو گا تو خود مشاہدہ بھی کریگا۔

فائدہ:۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ مرید کو اقوال واحوال بزرگان سننے سے کیا فائدہ ہوتا ہے فرمایا کہ ان کی باتیں اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں سے ایک لشکر کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اگر مرید کا دل شکستہ ہوتا ہے تو ان بزرگوں کی حکایت سننے سے اس کا شکستہ دل جڑ جاتا اور قوی ہو جاتا ہے اور اس لشکر کی مدد حاصل ہو جاتی ہے اور اس کی دلیل خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے قولہ تعالیٰ۔

وَ كُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ط

ترجمہ:۔ اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تم سے پہلے پیغمبروں کا حال کہتا ہوں تاکہ تیرا دل انکا ذکر سننے سے آرام حاصل کرے اور قوی ہو جائے۔

بوعلی سینا کی تمنا

- بوعلی سینا کا قول ہے کہ مجھے دو آرزوئیں ہیں

۱۔ اہل اللہ کی باتیں سنتا رہوں۔ یا ان میں سے کسی کو دیکھتا رہوں اور اس وقت تک میں ایک امی کی باتیں مانتا ہوں۔ کہ کوئی بات ہو جب تک میں اہل اللہ کے حالات پڑھ نہ سکوں۔

۲۔ میں چاہتا ہوں کہ کوئی ایسا شخص ہو کہ جو اہل اللہ کی باتیں کرے اور میں سنوں یا میں کہوں۔ اور وہ سنے اگر بہشت میں بھی ان کا ذکر نہ ہوگا تو بوعلی سینا کو ایسی بہشت نہیں چاہیئے۔

فائدہ:۔ امام یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے پوچھا کہ جب ایسا زمانہ

آجاتے کہ اولیار اللہ ہماری آنکھوں سے پوشیدہ ہو جائیں۔ تو کیا کرنا چاہیئے تاکہ ہمارا ایمان سلامت رہے۔ آپ نے جواب دیا کہ ہر روز آٹھ ورق ان کے ملفوظات وارشادات پڑھ لیا کرو۔

صحبت اولیاء

۵۔ شیخ شرف الدین یحییٰ منیری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں کہ بزرگوں کے تذکرے اور ملفوظات کا مطالعہ کرنا ایسا ہے جیساکہ ان کی حیات میں ان کی صحبت میں رہ کر انکی زبانی سے سننا اور استفادہ حاصل کرنا۔

حضرت مولانا روم نے کیا خوب فرمایا ہے۔ ؎

یک زمانہ صحبت با اولیار
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

ترجمہ:۔ اولیار کرام کی لحہ کی صحبت صدیوں کی بے ریا طاعت سے بہتر ہے۔

صُحبت کی اقسام

صُحبت (ہم نشینی) کا دوسرا نام ہے اور ہم نشینی کئی طرح کی ہوتی ہے۔

۱۔ توجہ قلبی سے ظاہری جسمانیت کے حضور جیسے صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو نصیب ہوا۔

۲۔ ظاہری جسمانیت کے حضور موجودگی کے باوجود عداوت اور دشمنی برتنا جیسے کفار ومشرکین کو بد قسمتی نے محروم بنایا۔

۳۔ ظاہری جسمانیت کے حضور لیکن قلب سے نہ صرف دور بلکہ بغض وعداوت

سے بھرپور جیسے منافقین کو دارین کی شقاوت نصیب ہوئی۔

۴۔ ظاہر جسمانیت کی غیر حاضری لیکن دل محبت و عشق سے معمور جیسے سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جملہ امت حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اور نادیدہ عشاقانِ محبوب خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۵۔ نادیدہ محبوب یا غائبانہ کسی کے اوصاف حمیدہ کا ذکر خیر یا کم از کم اس کے تصور کا استغراق۔

فائدہ:۔ اس وقت ہمارا موضوع سخن یہی پانچویں قسم ہے اس سے نہ صرف دل بیدار رہے گا بلکہ تا مطالعۂ حالات [illegible] قسمت کا [illegible] ہوتا رہے گا اور وہ وقت اطاعت الٰہی میں لکھا جائیگا اور کل قیامت کو اسی محبوب کیساتھ اٹھنا نصیب ہو۔ امام اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی طرف ایک شعر منسوب ہے کہ ؎

احبّ الصالحین ولست منھم
لعلّ اللہ یرزقنی صلاحًا

ترجمہ:۔ میں محبوبان خدا سے محبت کرتا ہوں۔ اگرچہ میں ان سے نہیں۔ لیکن مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ مجھے انکے طفیل خیر و بھلائی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

دعویٰ کی دلیل

ہمارے اس دعویٰ کی دلیل اصحاب کہف کے کتے کا بہشتی ہونا کافی ہے کہ ؎

پئے نیکاں گرفت مردم شد

ترجمہ:۔ نیکوں کے قدموں کے صدقے آدمی

کل قیامت میں عجیب منظر ہوگا کہ بہت بڑے بڑے دین کے ٹھیکیدار حاجی۔ نمازی، نیک لیکن خاتمہ برباد اور کفر وارتداد کی زد میں آکر دوزخ کی طرف گھسیٹتے جارہے ہوں گے۔ اور سگ اصحاب کہف کو بلعم باعور کی شکل وصورت میں لاکر بہشت کو لے جاجارہا ہوگا۔ اس وقت یقین آئیگا کہ صحبت محبوبان خدا کا فائدہ کتنا بلند و بالا ہے یہ ان بدقسمتوں کی خام خیالی ہے کہ انبیاء واولیاء کسی کو فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ ہاں وہ بھی ٹھیک کہتے ہیں کیونکہ قیامت میں انہیں انبیاء و اولیائ سے انہیں کوئی فائدہ نہ پہنچے گا اور بحمدہ اللہ تعالےٰ ہم فقیروں کا عقیدہ ہے کہ ہم یہاں ہیں تو انکے صدقے جی رہے ہیں اور اٹھیں گے تو بھی ان کے صدقے۔

اعلیٰحضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ نے فرمایا۔ ؎

آئے ہم یہاں تمہارے لیے اٹھیں بھی وہاں تمہارے لیے

لفظ قطب سے استدلال

اولیائے کرام کے القاب میں سے ایک لقب لفظ قطب بھی ہے۔ بنی چکی کا کیل یہ اشارہ اس طرف ہے کہ جس طرح چکی کا کیل درمیان میں چکی کے دونوں حصوں کو قابو کئے ہوئے ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ کا ولی آسمان وزمین کو تھامے ہوئے ہے۔ حدیث شریف میں

لا تاتی الساعۃ حتیٰ لا یقال اللہ اللہ

(بخاری)

ترجمہ۔ قیامت نہیں آئے گی یہاں تک کہ جب اللہ اللہ کا ذکر کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔

فائدہ :۔ اس سے معلوم ہوا کہ چودہ طبق محبوبانِ خدا کے طفیل قائم ہیں پھر اسی چکی کے کیل نے واضح کر دیا کہ جو دانہ کیل کے دامن میں ہے وہ چکی کی زد سے محفوظ ہے اور جو اس کے دامن سے دور رہا پس گیا۔ بلا تمثیل محبوبان خدا کے دامن کو تھامنے والا دارین کا بادشاہ بنا جو ان سے مستغنی ہوا وہ جہنم میں گیا۔ حضرت بلال حبشی و سلمان فارسی اور صہیب رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہم محبوب خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو لپٹے تو کروڑوں غوثوں، قطبوں کے شہنشاہ بن گئے ابولہب، ابوجہل، عتبہ، شیبہ باوجودیکہ قریشی، ہاشمی مطلبی تھے لیکن تباہ و برباد ہوئے۔ واضح ہوا کہ محبوبانِ خدا کا پیار اور محبت دارین میں رنگ لاتی ہے۔

بشر حافی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کی محبت سے نجات

حضرت قاسم بن منبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ میں نے خواب میں دیکھ کر پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک فرمایا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا اے بشر! میں نے تجھے بخش دیا اور جو لوگ تیری نماز جنازہ میں شریک ہوئے انہیں بھی بخش دیا میں نے عرض کیا الٰہی اور ہر اس شخص کو بھی بخش دے جسکو مجھ سے محبت ہے۔ خدا نے فرمایا۔

وَ بِكُلِّ مَنْ اَحَبَّكَ ط

اور قیامت تک کے ہر اس شخص کو بھی بخش دیا جسے تم سے محبت ہے۔

(شرح الصدور ص ۱۲۸)

فائدہ :۔ اس حکایت سے معلوم ہوا کہ اللہ والوں کی محبت سے آدمی بخشا جاتا ہے اس لیے ان [illegible] چاہیئے اور ان کے بغض و

حسد سے بچنا چاہیئے۔

فائدہ:۔ محبت کی ایک علامت یہ ہے کہ ان کا ذکرِ خیر ادب و احترام سے لیا جائے اور ان کی سیرت اور کردار کو اپنایا جائے۔

محبوبانِ خدا کی عبادت کی برکت

حضرت عبداللہ بن الصالح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ابو نواس سے خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک فرمایا۔ کہا کہ میں تھا تو گناہ گار مگر ہمارے قبرستان میں ایک رات کوئی اللہ تعالیٰ کا مقبول بندہ آیا۔ اس نے اپنی چادر بچھا کر دو رکعت نماز اور دونوں رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر ان دو نفلوں کا ثواب قبرستان والوں کو بخشا پس اس اللہ کے مقبول بندے کے اس اجر و ثواب سے اللہ تعالیٰ نے تمام قبرستان والوں کو بخش دیا۔ اور میں بھی بخشا گیا۔ (شرح الصدور ص ۱۲۰)

فوائد:۔ معلوم ہوا کہ کچھ پڑھ کر یا کوئی دوسرا نیک عمل کر کے مثلاً کچھ پکا کر مساکین کو کھلا کر اس کا ثواب میت کو بخشا جائے تو میت کو اس سے فائدہ پہنچتا ہے اس لیے اموات کے لیے ضرور کچھ پکا کر یا پڑھ کر اس کا ایصال ثواب کرنا چاہیئے۔

۲- جن محبوبان کے اعمال سے یہ فائدہ نصیب ہوتا ہے ان کے ساتھ نسبت جوڑنے میں بھی فائدہ ہوتا ہے اور نہ صرف دنیا میں بلکہ آخرت میں بھی۔

اولیاء کرام کی نسبت کا قرآنی فیصلہ

قیامت میں جہاں نفسی نفسی ہوگی، ماں، باپ، بہن بھائی، دوست، آشنا

چھوڑ جائیں گے وہاں محبوبانِ خدا ہی کام آئیں گے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ

ترجمہ:۔ اس دن پکے دوست دشمن ہوں گے سوائے متقین کے یعنی اولیاء کرام۔

غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ارشادات

۱۔ قطب ربانی محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں روز قیامت رب تعالیٰ کے دربار سے قدم نہ ہٹاؤں گا۔ جبکہ تک اپنے ایک ایک مرید کو داخل جنت نہ فرمالوں اور فرماتے ہیں۔

مَنِ اسْتَغَاثَ بِیْ فِیْ کُرْبَةٍ کَشَفْتُ عَنْهُ

(بہجۃ الاسرار)

ترجمہ:۔ جو کوئی مشکل و تکلیف و مصیبت میں مجھ سے فریاد کرے میں اس کی مصیبت کو اس سے دور فرمادوں مشکلیں کھول دوں۔

۲۔ فرماتے ہیں میرا مرید مشرق میں ہو اور میں مغرب میں اور وہاں اس کا قدم پھسلے واللہ میں اسے گرنے نہ دوں وہیں سے ہاتھ بڑھا کر دستگیری فرماؤں اور فرماتے ہیں۔

ان لَمْ یَکُنْ مُرِیْدِیْ جَیِّدًا فَاَنَا جَیِّدٌ

(بہجۃ الاسرار)

ترجمہ:۔ اگر میرا مرید زبردست نہ ہو نہ سہی میں اس کا آقا عبدالقادر تو قوت والا ہوں اور فرماتے ہیں۔

اِنَّ یَدِیْ عَلٰی مُرِیْدِیْ کَالسَّمَآءِ عَلَی

لِلْاَرْضِ۔ (بہجۃ الاسرار)

ترجمہ:۔ بے شک میرا ہاتھ میرا پنجہ میرے مرید کے سر پر ایسا ہے کہ جیسے آسمان زمین پر۔ ؎

جان و دل سے تم پہ میری جان قربان غوث پاک
تم میرے ایمان جاں ہو جانِ ایماں غوث پاک

امام شعرانی کے حوالہ جات سے

امام شعرانی قدس سرہٗ نے العہود المحمدیہ میں فرمایا۔

۱۔ كُلُّ مَنْ كَانَ متعلّقًا بِنَبِيٍّ اَوْ رَسُوْلٍ اَوْ وَلِيٍّ فَلَا بُدَّ اَنْ يَّحْضُرَهٗ وَ يَاْخُذَ بِيَدِهٖ فِي الشَّدَائِدِ۔

ترجمہ:۔ جو کوئی کسی نبی یا رسول یا ولی سے تعلق رکھنے والا ہو گا۔ ضرور ہے کہ وہ نبی و ولی اس کی مشکلوں کے وقت تشریف لائیں گے۔ اور اسکی دستگیری فرمائیں گے

۲۔ المیزان الشریعۃ الکبریٰ میں ہے۔

جَمِيْعُ الْاَئِمَّةِ الْمُجْتَهِدِيْنَ يَشْفَعُوْنَ فِيْ اَتْبَاعِهِمْ بِلَاحَظُوْنَ هُمْ فِيْ شَدَائِدِهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدُّنْيَا وَالْبَرْزَخِ وَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُجَاوِزُ وَالصِّرَاطَ۔

ترجمہ:۔ بے شک پیشوا یا ان فقہاء علماء و صوفیہ اولیاء اپنے اپنے پیروں کی شفاعت کرتے ہیں یا جب اس کا حشر ہو یا جب انکے کسی ایک پیرو کی روح نکلتی ہے یا جب منکر نکیر سوال کرتے ہیں۔ تمام آئمہ مجتہدین اپنے پیروؤں کی شفاعت کرتے ہیں اور دنیا و قبر حشر میں ہر جگہ سختیوں کے وقت انکی نگاہ داشت فرماتے ہیں یہاں تک کہ وہ صراط سے پار ہوتے ہیں۔

۳۔ اسی میزان میں ہے کہ ۔

اِنَّ اَئِمَّۃَ الْفُقَہَاءِ وَ الصُّوفِیَّۃِ فَہُمْ یَشْفَعُوْنَ فِی مُقَلِّدِیْہِمْ وَ یَلَاحَظُوْنَ اَحَدَہُمْ عِنْدَ طُلُوْعِ رُوْحِہٖ وَ عِنْدَ سُؤَالِ مُنْکِرٍ وَ نَکِیْرٍ وَ عِنْدَ النَّشْرِ وَالْحَشْرِ وَالْحِسَابِ وَالْمِیْزَانِ وَالصِّرَاطِ وَلَا یَغْفُلُوْنَ عَنْہُمْ فِی مَوْقِفٍ مِنَ الْمَوَاقِفِ۔

ترجمہ:۔ بیشک پیشوایان فقہاء وصوفیہ، اولیاء اپنے اپنے پیروں کی شفاعت کرتے ہیں اور جب انکے کسی ایک پیرو کی روح نکلتی ہے یا جب منکر نکیر سوال کرتے ہیں یا جب اسکا حشر ہو یا جب انکا نامۂ اعمال کھلے یا جب اس سے حساب لیا جائے یا جب اسکے عمل تُلیں یا جب وہ صراط پر چلے ہر وقت ہر حال میں اسکی نگہبانی کرتے ہیں ہرگز کسی جگہ غافل نہیں ہوتے۔

فائدہ:۔ یہ تمام وسیلے اور ذریعے اور حمائتی و مددگار جو کچھ بھی ہیں یہ سب حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی خاص رحمت ہے۔

کتاب ہذا کی ضمانت

فقیر کو بچپن میں اپنے پیر پیران حضرت خواجہ اُویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حالات والدگرامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سنایا کرتے تھے۔ اس وقت سے زمانہ فراغ تعلیم تک اس تلاش میں رہا۔ کہ کوئی کتاب مل جائے جس میں تفصیلی حالات ملیں۔ ۱۹۶۷ء میں بہاولپور اقامت کے دوران "حیات اویس" حاصل ہوئی جسکے مصنف ومترجم (حضرت سید منظور حسین رضوی خلف سید میر حسن رضوی قادری نسبًا سید حسنی حسینی و ارادۃ چشتی (رحمہا اللہ تعالیٰ علیہما) ہیں فرمایا

کہ اصل کتاب بزبان فارسی حضرت مولانا احمد بن محمود اویسی کی ۱۲۵۶ھ کی تالیف کردہ ہے اس کا نام "لطائف نفیسہ در فضائل اویسیہ" ہے ترجمہ کا نام "حیات اویسیہ" رکھا۔ اللہ تعالیٰ قبول ومنظور فرمائے۔

یہ ترجمہ ۱۳۵۵ھ سے شروع ہوا۔ ۱۳۵۶ھ میں ختم ہوا۔ فقیر نے اکثر مضامین اسی "حیات اویسیہ" سے اور بہت سے مضامین دیگر کتب سے بھی اس مجموعہ کا نام ذکر اویس رکھ کر باری تعالیٰ سے طالب دعا ہوں۔ کہ اسے قبول ومنظور فرما کر فقیر کے لیے توشۂ راہ آخرت اور عوام کے لیے مشعل راہ ہدایت بنا دے۔

آمین ثم آمین

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ بہاولپور پاکستان

(۲۶ ذلیقعد ۱۴۰۵ھ بمطابق ۲۵ فروری ۱۹۸۶ء)

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ نے فرمایا۔

ہم گئے قبر اویس قرنی پر کہ سنیں
عشق میں پھنستی ہیں کس دام بلا میں جانیں

قبر عاشق سے صدا آئی کہ کیا حال کہیں
کبھی زندہ کبھی مردہ ہوئے ہم الفت میں
شوق نظارہ مگر دل سے نہ باہر نکلا

ان اشعار کی شرح فقیر کی شرح حدائق الحقائق فی الحدائق جلد اوّل میں پڑھیئے۔

(اویسی غفرلہٗ)

قصائد

در مدح حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ
از سیدنا چراغ دہلوی قدس سرہٗ

۱۔ بے چارہ ناتوانم حضرت اویس قرنی
برلب رسیدہ جانم حضرت اویس قرنی

ترجمہ: اے خواجہ اویس قرنی رحمہ اللہ میں عاجز و ناتواں ہوں اے خواجہ اویس قرنی میری جان بلب ہے۔

۲۔ نام تو بر زبانم در داست صبح و شامم
جز ایں دیگر ندانم حضرت اویس قرنی

ترجمہ: آپکا نام صبح و شام میری زبان کا ورد ہے اسکے سوا میں کچھ نہیں جانتا اے خواجہ اویس قرنی۔

۳۔ تو عاشقِ رسولی دربارِ گاہ قبولی
دوری زہر ملولی حضرت اویس قرنی

ترجمہ:۔ آپ عاشق رسول اور مقبول بارگاہ ہیں اے خواجہ قرنی آپ ہر رنج و ملال سے دور ہیں۔

۴۔ تو کاشف القلوبی ہم ساتر العیوبی
ہم شافع الذنوبی حضرت اویس قرنی

ترجمہ:۔ آپ کاشف القلوب اور عیوب چھپانے والے ہیں اے خواجہ اویس قرنی آپ گناہوں کی شفاعت کنندہ ہیں۔

۵۔ شہبازِ آسمانی عنقاءِ لامکانی
فیاض دوجہانی حضرت اویس قرنی

ترجمہ:۔ آپ شہباز آسمان اور لامکان کے عنقا ہیں اے خواجہ اویس قرنی آپ فیاض دوجہاں ہیں۔

۶۔ یا شافعی الشفیعی در منزلت رفیعی
در عاشقاں بدیعی حضرت اویس قرنی

ترجمہ:۔ اے شافع اے شفیع آپ بلند منزلت ہیں اے خواجہ اویس قرنی آپ عاشقوں میں بھی عجیب ہیں۔

۷۔ ہم واقف نہانی اسرارِ غیب دانی
ہم خواجۂ زمانی حضرت اویس قرنی

ترجمہ: آپ مخفی آرار کے واقف اور غیبی رموز کو جاننے والے ہیں اے خواجہ اویس قرنی آپ زمانہ کے سردار ہیں۔

۸۔ رحمے نما بعالم غم کرد پائمالم
رسوا مکن بعالم حضرت اویس قرنی

ترجمہ:۔ جملہ عالم پر رحم فرما مجھے غم نے پامال کر دیا اے خواجہ اویس مجھے دنیا میں رسوا نہ فرما۔

۹۔ نظر بحال زادے کرے بخاک سیارے
رحمے بدل بد نگارے حضرۃ اویس قرنی

ترجمہ میرے حال زار پر رحم فرما اس خاکسار پر نظر کرم ہو اے خواجہ میرے برے دل پر رحم ہو۔

۱۰۔ عاجز نصیر لطف تو ہست اظہر
حالم بما بنگر حضرت اویس قرنی ؛

ترجمہ:۔ عاجز نصیر (خواجہ نصیر الدین) چراغ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ) پریشان ہے اے خواجہ اویس آپ کا لطف بہت زیادہ ظاہر ہے میرا حال دیکھ کر (لطف فرما) (اویسی غفرلہ)

حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ قصیدہ فقیر کو حضرت خواجہ محمد صالح صاحب اویسی (مدظلہ العالی)؎ سجادہ نشین دربار حضرت خواجہ حافظ عبد الخالق اویسی حنفی قدس سرہ العزیز سے حاصل ہوا۔

؎ افسوس کہ حضرت موصوف کا رمضان المبارک ۱۴۱۵ھ کو وصال ہو گیا۔
(انا للہ وانا الیہ راجعون) اویسی غفرلہ۔

۲- قصیدۂ مدحیہ (عربیہ)

سَقَى اللّٰهُ قَوْمًا مِنْ شَرَابِ وَدَادِهٖ

۱- فَهَامُوْا بِهٖ مِنْ بَيْنِ بَادٍ وَحَاضِرِ

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ ایک گروہ کو اپنی دوستی کی شراب پلا دیتا ہے اور وہ گروہ دور و نزدیک میں اس دوستی کے سبب سرگران رہتا ہے۔

• يَظُنُّهُمُ الْجُهَّالُ مَجْنُوْنًا وَمَا بِهِمْ

۲- جُنُوْنٌ سِوَى الْحُبِّ عَلَى الْقَوْمِ ظَاهِرِ

ترجمہ:- اور جاہل لوگ اس گروہ کو دیوانہ سمجھنے لگتے ہیں حالانکہ سوائے محبت کے اس گروہ سے اور کچھ ظاہر نہیں ہوتا۔

سَقَوْا بِكُؤُسِ الْحُبِّ رَاحًا مِنَ النَّدٰى

۳- فَرَاحُوْا سُكَارٰى بِالْحَبِيْبِ الْمُسَامِرِ

ترجمہ:۔ یہ لوگ دیوانگی نہیں ہوتی۔ اوراس گروہ کو دوستی کے سبب سے شراب محبت کے پیالے کے پیالے پلاتے ہوئے ہوتے ہیں رات کو۔

۴۔ نیاحُونہٗ فی ظلمۃ اللّیل عبدُنا
و قد خلوا منھو اُویس بن عامرٍ

ترجمہ:۔ وہ اپنے حبیب کے ساتھ حالتِ مستی میں رہتے ہیں اور رات کی تاریکی اور خلوت میں راز و نیاز کی باتیں کرتے ہیں اور انہی میں اویس ہیں۔

۵۔ شھیرٌ یمانی ذوالمجد و العلی
لنا فیہ عالی الفخر التفاخرِ

ترجمہ:۔ بن عامر یمنی ہیں جنکے عظمت اور علو مرتبت کا ہمارے دلوں پر سکہ بیٹھا ہوا ہے اور فخر کرنے کے واسطے ان کی شان بڑی قابل فخر ہے۔
از حضرۃ امام یافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ (روض الریاحین حکایت نمبر ۲۵)

۳۔ قصیدۂ مدحیہ (فارسی)

۱۔ دوستی از عشق بالا تر بود !
عشق زہر و دوستی شکر بود !

ترجمہ: دوستی عشق سے بھی بالا تر ہے۔ عشق زہر اور دوستی شکر ہے۔

۲۔ سوئے آں دریا کہ طوفانِ خدا ست
دوستی غوّاص مردانِ خدا ست

ترجمہ:۔ اس دریا کی طرف جو طوفان خدا ہے۔ دوستی مردان خدا کی غواص ہے۔

۳۔ سربمہر دوستی ویسِ قرن !
بے خطا چوں نافہ مشکِ ختن !

ترجمہ:۔ اویس قرنی کی دوستی سربمہر ہے مشک ختن کے نافہ کی طرح بے خطا ہے۔

۴۔ از دم بوئے خُدا مدہوش بود
دوستی مصطفےٰ در جوش بود

ترجمہ: آپ دم خدا کی خوشبو سے مدہوش تھے دوستی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پرجوش تھے۔

چون شہ گوہراز نبی پرواز کرد !

۵۔ سنگ را گوہر فروش راز کرد

ترجمہ:۔ جب نبی علیہ السلام کے شہ پارے موتیوں دانتوں نے پرواز کی۔

آں بہار ہشت جنت در قفا

ساربانِ موج رحمت بر بیار

غائبانہ سی رود گوہر فگند

ہر یکے خندیدن مہر بلند

ہر گہر کز رشتہ بیرون میکشید

دیگرے را بستہ در خوں میکشید

دوستی ایں نوع کن گر دوستی

کال دو روزے تکیہ ایں بوستی

ہم چو شاخِ گل سراپا گوش باش

غنچہ شو در خرقۂ خاموش باش

(حیات اویس ص۲۷)

۴۔ قصیدۂ مدحیہ (فارسی)

از حضرت کبیر زلالی (رحمۃ اللہ تعالیٰ)

حبذا قومیکہ دید حق بود دیدار شان

محو باشد در شہود سرِ غیب اسرار شان

جملہ در کہف فنا از ہستی خود خفتہ اند

لیک پندارند خواب آلودگان بیدار شان

اگرچہ اند ایند خورشید جمالِ خود بکل

مشرق و مغرب گرفتہ پرتو انوار شان

از خدا خواہند سرِ ذات خود در ذات او

[illegible]

ریختہ بارانِ عرفان از سحابِ مکرمت

شیشہ حرف غیر از صفحۂ پندار شان

کار شان جز نفی ذات و صفت و فعل خویش نیست

کہ خدا چہ بود کہ جامی را کنی در کار شان

(حضرت عارف باللہ ملا عبدالرحمٰن جامی مصنف شرح ملا جامی)

بوئے جان من از سوئے عدن

از دمے جان پرور ویس قرن

سر بمہر دوستی ویس قرن

بے خطا چون نامۂ مشک ختن

قرنہا اندر سجود آمد زمین در ہر زمن

بایزید اندر خراسان یا اویس اندر قرن

قرنہا باید کہ تا صاحبدے پیدا شود

بایزید اندر خراساں یا اویس اندر قرن

ایں چنیں فرمود وصفش مصطفےٰ !

از یمن می آیدم بوئے خدا

(نفحات الانس فارسی واردو) از عارف جامی)

منقبت[۱]

عاشقِ دلِ سوختہ محبوب من

ترجمہ:۔ میرے حبیب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

اسمۂ خواجہ اُویس اندر قرن

ترجمہ: کے سچے عاشق جنکا اسم گرامی حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہے۔

---

[۱] ترجمان اویس مریدکے شیخوپورہ

کافراں کردند چوں دندان شہید

ترجمہ:۔ جب سُنا کہ کافروں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

ایں خبر در گوشِ آں عاشق رشید

ترجمہ:۔ علیہ وآلہ وسلم کے دانت مبارک شہید کر دیئے ہیں تو

چوں شنید آں پیکرِ مہر وفا

از دہاں دنداں ہمہ کردہ جُدا

ترجمہ:۔ یہ سنتے ہی پیکر مہر و وفا حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے تمام دانت نکال دیئے۔

گفت دو دندان محبوبِ خُدا

بیش قیمت از ہمہ دندان ما

ترجمہ: اور فرمایا میرے تمام دانتوں کی قیمت سے نبی کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے دو دانت زیادہ قدر و قیمت رکھتے ہیں۔

(حضرت خواجہ سید پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہٗ گولڑوی (علیہ الرحمت)

اشعارِ اُویسیہ

(فارسی)

خواجۂ ما حضرت اُویس قرن

عاشق مصطفٰے و حبیب ذوالمنن

فیض او عام است در عالم بطون

نام براوج است در زمرۂ لایحزنون

ما ہمہ ریزہ خوار از فیضِ لیغمائے او

را چنین فرمان آمدہ از مصطفائے او

ایں اویس ادنٰی غلامست از غلامان او

بے پایان امیدوار داز فیضان او

؎ الاویس صـ۸ - ۱۲

پیش کردہ نمک خوار اویسیاں و قادریان !
(فقیر ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ)
(بہاولپور پاکستان)

(مدح)

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ !

اے سرور یگانہ حضرت اویس قرنی
محبوب زمانہ حضرت اویس قرنی !

کرنا نظر جو مجھ پر آیا ہوں تیرے در پر
اے عاشقوں کے رہبر حضرت اویس قرنی

تم گنج سرمدی ہو مقبول ایزدی ہو
محبوب احمدی ہو حضرت اویس قرنی !

جو رمز ہے تمہاری اللہ کو ہے پیاری
واقف ہے خلق ساری حضرت اویس قرنی

تو شہنشاہ نرالا تیرا ہے بول بالا
مطلوب کملی والا حضرت اویس قرنی

از محمد افضل درگاہ حضرت خواجہ عبدالخالق صاحب خلیفہ خواجہ اویس قرنی

اجازت نامہ

بپاس خاطر عزیز القدر مولوی فیض احمد زید درجاتہٗ
ہوا ہے۔
(برائے خواندن اجازت است)

(محمد سلطان بالا دین اویسی)
پنجشنبہ ۲۸ ، ذوالحجہ ۱۳۸۲ھ

قصیدۂ مقدّمہ

حضرت خواجہ اُویس قرنی (رضی اللہ تعالےٰ عنہ)

اسناد : یہ قصیدہ مبارکہ فقیر اویسی غفرلہٗ کو حضرت سلطان السالکین حضرت محمد سلطان بالا دین اویسی (شہزاد دربار حضرت عبدالخالق رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے عنایت فرمایا اور یہ قصیدہ مبارکہ سلسلہ اویسیہ کے اوراد و وظائف میں داخل ہے اس کا ورد آپکے مشائخ کرام (رحمہم اللہ تعالیٰ) بھی کرتے تھے اور آپکا بھی معمول تھا۔

فقیر اویسی غفرلہٗ کو اپنے خادم خاص مولوی محمد بخش صاحب اویسی (مرحوم) سے لکھوا کر عطا فرماتے ہوئے اس کے ورد کی تلقین فرمائی۔ بہت پرلطف قصیدہ ہے فقیر کے ورد میں ہے اور فقیر تمام پیر بھائیوں سے اپیل کرتا ہے کہ اسے حرزِ جان اور وردِ لسان بنا یئے بلکہ اسے علیحدہ چھاپ کر پیر بھائیوں تک پہنچایئے۔

اس کا ورد ظاہری اسباب و ضروریات کا کفیل اور روحانی فوائد کا بہترین سرمایہ ہے جیسے فقیر کو حضرت موصوف (رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے پڑھنے کی اجازت بخشی تھی۔ فقیر تمام پیر بھائیوں کو اجازت بخشی تھی۔ فقیر تمام پیر بھائیوں کو اجازت بخش کرتا ہے۔ لیکن اپنے شیخ سے بھی اجازت لینا بہتر ہے۔

روزانہ ایک دفعہ (صبح کی نماز کے بعد) پڑھتے وقت کسی سے گفتگو نہ کریں

قصیدۂ مقدّسہ

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالٰے عنہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو رحمٰن اور رحیم ہے۔

۱۔ صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی رَاْسِ فَرِیْقِ النَّاسِ

ترجمہ:۔ اے اللہ تمام لوگوں کے سروں پر درود بھیج۔

۲۔ مِنْہُ لِلْخَلْقِ اَمَانٌ بِزَمَانِ اِلْیَاسِ

ترجمہ:۔ قیامت میں صرف انہی سے مخلوق کو امان ہو گی۔

۳۔ صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی مَنْ ھُوَ فِیْ حَیِّ غَدًا

ترجمہ:۔ اے رب تعالیٰ اس ذات پر درود بھیج جس ذات نے۔

۴۔ کُلٌّ مَنْ یَظْمَاءُ یَسْقِیْہِ رَحِیْقَ الْکَاسِ

ترجمہ: ہر پیاسے کو خالص شرابًا طہورا کے پیالے بھر بھر کر پلائیں گے۔

۵ صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی مَنْ بِرَجَاءِ الْکَرَمِ

ترجمہ:۔ اے رب تعالیٰ! اس ذات پر درود بھیج جسکے لطف وکرم سے ہزاروں امیدیں وابستہ ہیں۔

۶۔ خُصَّ مَنْ جَآءَ اِلَیْہِ لِعُمُوْمِ النَّاسِ

ترجمہ:۔ ان کا کرم اپنے پرائے کے لیے ہے جو بھی آیا محروم نہ رہا۔

۷۔ صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی مُوْنِسِ کُلِّ الْبَشَرِ

ترجمہ:۔ اے رب تعالیٰ ہر بشر کے مونس وغمخوار پر درود بھیج۔

۸۔ مُبَدِّلِ الْوَحْشَۃِ فِی الْقَبْرِ[1] بِاسْتِیْنَاسٍ

ترجمہ: ہر قبر میں اپنے انس سے قبر والے کی وحشت دور فرمائیں گے۔

۹۔ صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی رُوْحِ رَئِیْسِ الرُّسُلِ

ترجمہ:۔ اے رب تعالیٰ رسُل کرام علیہم السلام کے روح اور ان کے سردار پر درود بھیج

۱۰۔ فَنَفْتَدِیْ نَحْنُ عَلٰی اَرْجُلِہٖ بِالرَّاسِ

ترجمہ:۔ ہم تو انکے قدموں پر سر قربان کرنے والے ہیں۔

---

[1] اس سے واضح ہے کہ حضرت اویس قرنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ کہ قبر میں حضور نبی کریم روف الرحیم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جلوہ گری ہوتی ہے تفصیل کے لیے فقیر اویسی کا رسالہ۔ ہر قبر میں حضور کی زیارت پڑھیے

۱۱۔ صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی ذِیْ نِعَمٍ دَائِمَۃٍ
ترجمہ:۔ اے رب تعالیٰ دائمی نعمتوں والے نبی علیہ السلام پر درود بھیج

۱۲۔ نِعَمُ الْیَوْمَ عَلَی الْخَلْقِ بِلَا مِقْیَاسٍ
ترجمہ:۔ مخلوق پر آج بھی ان کی ان گنت نعمتیں ہیں !

۱۳۔ صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی صَاحِبِ شَرْعٍ حَسَنٍ
ترجمہ:۔ اے رب تعالیٰ بہترین شریعت والے نبی (علیہ السلام) پر درود بھیج

۱۴۔ فَرَّقَ النَّاسَ مَتٰی جَآءَ مِنَ الْاَنْسَاسِ
ترجمہ:۔ جنہوں نے تشریف لاتے ہی اچھے برے سے ممتاز بنا لیا ہے

۱۵۔ صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی ذِیْ کَرَمٍ اُمَّتَہٗ
ترجمہ: اے رب تعالیٰ لطف و کرم والے نبی علیہ السلام پر درود بھیج جسکی امت

۱۶۔ تَدْخُلُ الْجَنَّۃَ فِی الْحَشْرِ بِلَا وِسْوَاسٍ
ترجمہ: قیامت میں بلا خوف و خطر بہشت میں داخل ہو گی.

۱۷۔ صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی مَنْ ھُوَ لَوْلَاہُ لَمَا
ترجمہ:۔ اے رب تعالیٰ ان پر درود بھیج کہ اگر وہ نہ ہوتے

۱۸۔ یَشْمَلُ النَّاسِیَۃَ الْکَوْنُ مَعَ الْحَسَّاسِ
ترجمہ:۔ تو عدم وجود کو ... مشتمل نہ ہوتا !

۱۹۔ صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی مَنْ ھُوَ مِنْ عِصْمَتِہٖ

ترجمہ:۔ اے رب، تعالیٰ اس ذات پر درود بھیج جنکی عصمت کی برکت سے

۲۰۔ یَعْصِمُ الْحَقُّ مُحِبِّیْہِ مِنَ الْخَنَّاسِ

ترجمہ: حق تعالیٰ آپ کے عشاق کو خناس سے محفوظ رکھتا ہے

۲۱۔ صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی مَنْ ھُوَ مَنْ عَاذَ بِہٖ

ترجمہ: اے رب تعالیٰ اس ذات پر درود بھیج جنکی ذات سے جس نے پناہ لی تو

۲۲۔ لَمْ تَصِلْ قَطُّ اِلَیْہِ یَدُ الْوَسْوَاسِ

ترجمہ:۔ اسے کبھی شیطان نہ بہکا سکے گا۔

۲۳۔ صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی مَنْ ھُوَ مَنْ بَارَقَہٗ

ترجمہ: اے رب تعالیٰ اس ذات پر درود بھیج جنکی جس پر تلوار چمکی۔

۲۴۔ السَّیْفُ قَدْ اَذْھَبَ قَطْعًا بَصَرَ الشَّمَاسِ

ترجمہ: تو یقیناً دشمن کی آنکھ کو مٹا ڈالا!

۲۵۔ صَلِّ یَارَبِّ عَلٰی صَاحِبِ نَوْعِ الشَّرَفِ

ترجمہ: اے رب تعالیٰ شرافت والے نوعِ انسانی پر درود بھیج

۲۶۔ مَیَّزَ النَّاسَ بِہٖ الْفَضْلُ مِنَ الْاَجْنَاسِ

ترجمہ: جنہیں تیرے فضل نے نوعِ انسانی کے جنس سے ممتاز بنایا۔

۲۷۔ صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی مَنْ بِنَخِیْلِ الْکِرَامِ

ترجمہ:۔ اے رب تعالیٰ اس ذات پر درود بھیج جنکی نخیل کرم کے

۲۸۔ فِیْ رِیَاضِ الْاُمَمِ اَلْیَوْمَ لَنَا الْغِرَاسِ

ترجمہ: آج بھی رحم میں ہمارے لیے باغات موجود ہیں۔

۲۹۔ صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی مَنْ لِغَنَآءِ الْکِرَامِ

ترجمہ: اے رب تعالیٰ اس ذات پر درود بھیج جسکا غناتے کرم

۳۰۔ مِنْ بُیُوْتِ الْفُقَرَآءِ یَذْهَبُ بِالْاِفْلَاسِ

ترجمہ فقراء کے گھروں سے افلاس کو مار بھگاتا ہے۔

۳۱۔ صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی عِتْرَتِہِ الطّٰهِرَاتِ

ترجمہ: اے رب درود بھیج آپ کی عزت پاک پر۔

۳۲۔ وَ عَلَی الصَّحْبِ مَعَ الْحَمْزَۃِ وَالْعَبَّاسِ

ترجمہ: اور آپکے صحابہ کرام اور حمزہؓ و عباس پر!

۳۳۔ صَلِّ یَا رَبِّ عَلٰی مَنْ لِاُوَیْسٍ مِنْہُ

ترجمہ: اے رب تعالیٰ اس ذات پر درود بھیج جنکے علاقے اویس کا

۳۴۔ طَهُرَ الْقَالِبُ وَالْقَلْبُ مِنَ الْاَدْنَاسِ

ترجمہ: جسم اور دل غلّ و غش پاک و صاف ہوا!

آغاز حالات سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ

نام آپکا نام حضرت اویس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تھا۔ یہی نام احادیث مبارکہ میں آیا ہے چونکہ آپ قبیلۂ اویس سے تھے۔ اور کنیت ابو عمر و اسی لیے ابو عمر و اویسی مشہور ہوئے [۱]

اسماء الرجال میں ہے لیکن حضرت ملّا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اویس کو اوس کی تصغیر بتائی [۲]

احادیث [۳] مبارکہ میں آپکے والد کا نام عامر وارد ہے اور آپکی والدہ کا نام بدار بتایا جاتا ہے۔

نسب اگرچہ کسی مستند و معتبر روایت سے آپکے والد کے نام کے سوا آپکے خاندان پر مزید معلومات حاصل نہیں ہو سکے۔ لیکن بعض مؤرخین نے مندرجہ ذیل نسب لکھا ہے۔ اویس بن عامر بن عبد اللہ بن ہلال بن اُھیب بن جبشر بن خرمش بن غالب بن فہر بن قریش بن نضر بن کنانہ [۴] الخ

---

[۱] حیات اویس چونکہ حضرت سلطان العلماء و برہان المحدثین علامہ سلطان علی قاری رحمہ اللہ الباری نے سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی محدثانہ شان سے سوانح لکھی ہے اور اپنی تصنیف میں جابجا آپکی تعریف و توصیف فرمائی ہے اسی لیے حاشیہ پر آپکی مختصر سوانعمری حاضر ہے ۔ ۱۲

[۲] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۵ صـــــ

[۳] ایضاً و معدن العدنی قلمی مملوکہ فقیر اویسی غفرلہٗ ۔

[۴] حیات اُویس ص ۹

(ف) اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ قریشی تھے۔

- اویس بن عامر بن جزء بن مالک بن عمرو بن مسعدہ بن عمرو بن سعد بن عصوان بن قرن بن ردمان بن ناجیہ بن مراد المرادی القرنی۔
- اویس بن عامر بن جزء بن مالک بن عمرو بن سعد بن عصوان بن ردمان ناجیہ بن مالک مذحج بن زید۔

لیکن یہ نسب نامے رسمی ہیں حقیقی نسب نامہ تو عشق ہے جیسے حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بزبان عارف ملا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہٗ یوں بیان کیا ہوگا۔

ے بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی
کاندرین راہ فلاں بن فلاں چیزے نیست

لطیفہ کسی نے حضرت سیّد پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی قدس سرہٗ سے نام و نسب پوچھا تو بتایا۔ مہر بن سیالوی بن تونسوی بن مہاروی قدست اسرارہم۔

واقعی انسان جب کسی کے عشق سے سرشار ہوتا ہے تو اسے اپنا نام و نسب بھول جاتا ہے حضرۃ استاذی المعظم محدث پاکستان الحاج علامہ سردار احمد صاحب لائلپوری (رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ) جب سے بریلی شریف سے منسلک ہوئے اور اپنے وطن مالوف کو یاد تک نہ کیا۔ تو آپ کو علماء و مشائخ اور عوام نے اعلیٰحضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے کنبہ اور خاندان کا ایک فرد سمجھ رکھا تھا۔

بہرحال حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات کی طرح آپ کا نسب بھی ایک معمہ ہے جو کسی سے حل نہ ہوسکا۔ جتنا ہمیں معلوم ہوسکا لکھ دیا۔

ترجمہ ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ

شارح مشکوٰۃ و دیگر تصانیف

تعارف حضرت علی بن سلطان محمد القاری الہروی المکی الحنفی المعروف حضرت ملا علی قاری گیارہویں صدی ہجری کے ممتاز اور جید علمائے کرام میں سے مانے جاتے ہیں۔ آپکے علمی کارنامے اور تحقیق تشریحات احادیث آج تک خراج تحسین حاصل کر رہے ہیں۔ آپ نے خاص طور پر فقہ و حدیث، اور دریافت علوم و کلام پر بڑا کام کیا۔ ان موضوعات پر آپ کی علمی کوششیں آج تک اہل علم کے لیے مشعل راہ کا کام دے رہی ہیں آپ کی قابلیت اور مقبولیت کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ آپکی تصانیف پر بہت سے علماء فقہا، محدثین، مؤلفین نے خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

ولادت باسعادت آپ ہراتؔ[1] میں پیدا ہوئے۔ علم حاصل کرنے کے لیے مکہ مکرمہ چلے گئے۔ وہاں آپ نے وقت کے چوٹی کے علماء سے حاصل کیا۔ جن حضرات سے آپ نے زمانہ طالب علمی میں روحانی اور علمی استفادہ کیا ان میں سے علامہ احمد بن حجر الہیتمی المکی شیخ ابی الحسن البکری، شیخ عطیہ السلمی تلمیذ شیخ الاسلام مولانا ابی الحسن، مولانا سید زکریا تلمیذ العالم الربانی، مولانا شیخ اسماعیل الشروانی تلمیذ، خواجہ عبداللہ سمرقندی

[1] ہرات غالباً غزنی، کابل (افغانستان) کے علاقوں میں سے ہے۔

جو خلیفہ مجاز حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم تھے۔ ان کے اسمائے گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں یہ لوگ دنیائے اسلام کی مایہ ناز شخصیتوں میں شمار ہوتے ہیں۔

علم حاصل کرنے کے بعد آپ نے ساری زندگی مکہ مکرمہ میں ہی گزاری اپنی قابلیت کی وجہ سے علمی دنیا کی مایہ ناز ہستی بن گئے آپ نے فن خطاطی میں بھی کمال حاصل کیا۔ یہ فن آپ نے مشہور زمانہ خطاط شیخ حمداللہ اماسی سے سیکھا اور بعد میں اسی فن کو ذریعہ معاش بنایا۔

آپکی تصنیفات

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ حنفی مکتب فکر کی ترجمانی میں شہرہ آفاق تھے۔ آپ کا طرز تحریر بہت دلنشین اور مؤثر تھا۔ آپ کے ہم عصر ادبار، علماء آپ کے طرز انشاء کو چومتے اور طرز اسلوب تحریر سے متاثر ہوتے بغیر نہ رہتے چونکہ آپ بڑے اعلیٰ درجہ کے خطاط تھے اس لیے آپکا یہ فن بڑا مقبول تھا۔ سال میں ایک "مصحف" لکھتے اور ہدیہ پر دیتے تھے۔ اس سے جو ہدیہ ملتا سال بھر اپنی مختصر سی ضروریات پر خرچ کرتے۔

آپکی تجدیدی اور اجتہادی تشریحات نے اہل علم کو بڑا متاثر کیا ہے۔ آپکے اندازِ فکر نے اپنے معاصرین اور مابعد علماء کے ایک طبقہ کو تشریح حدیث اور تفہیم قرآن پر کام کرنے کا ایک نیا انداز بخشا۔ اس صدی کے اکثر علماء کی تصانیف کا بغور مطالعہ کیا جائے تو ہم تسلیم کیے بغیر نہیں رہ سکتے کہ عالم اسلام کے مختلف حصوں میں علمائے کرام کی علمی کاوشوں کا رخ حضرت ملا قاری رحمہ اللہ تعالےٰ علیہ کے اندازِ فکر سے ہم آہنگ ہے۔

برصغیر پاک و ہند میں شاہ عبدالحق محدث دہلوی (جو کہ آپکے ہم سبق تھے اور شاگرد بھی تھے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ شام میں محمد بن علی حصکفی رحمۂ اللہ تعالیٰ علیہ (مصنف درالمختار) مصر میں مولانا زین العابدین رحمۂ اللہ تعالیٰ علیہ بن ابراہیم بن نجیب مصری جیسے مشاہیر کی حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصانیف سے متاثر دکھائی دیتی ہیں۔

ان حضرات نے تشریحات حدیث تدوین فقہ میں قابلِ قدر آثار چھوڑے ہیں۔

حضرت ملا علی قاری رحمۂ اللہ تعالیٰ علیہ نے تصانیف کا ایک گراں قدر ذخیرہ دین و دنیا کے لیے یادگار چھوڑا ہے۔

آپکی تصانیف کی مکمل فہرست علی پاشا کے کتب خانے میں موجود ہے اس فہرست میں آپکی تصانیف کی تعداد ایک سو دو بیان ہوئی ہے لیکن یہاں چند مشہور و معروف کتابوں کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ انوار القرآن و اسرار الفرقان (یہ تفسیر ہے)

۲۔ تحفۃ الحبیب فی موعظۃ الخطیب۔

۳۔ شرح شفاء للقاضی عیاض

۴۔ شرح صحیح مسلم۔

۵۔ الاعلام لفضائل بیت الحرام۔

۶۔ انوار الحج فی اسرار الحج وغیرہ کے علاوہ۔

۷۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ المصابیح۔

مؤخر کتاب نے دنیائے اسلام میں جتنی شہرت اور مقبولیت حاصل کی شاید ہی کسی دوسری کتاب کو میسر آئی ہو۔ اسکے کئی ایڈیشن چھپے اور کئی ممالک میں شائع ہوئے ہر دور کے علمائے کرام نے مرقاۃ کو پڑھ کر حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ علیہ کی قابلیت

کا اعتراف کیا۔

وفات آپکا وصال شریف شوال ۱۰۱۴ھ میں مکہ مکرمہ میں ہوا۔ اور جنت المعلی میں دفن ہوئے۔

نوٹ: مزید تفصیلات کے لیے حدائق الحنفیہ" التعلیق المجد و فوائد جامع وغیرہ کا مطالعہ کیجئے۔

ازالۂ وہم والدین کریمین کے کفر پر رسالہ لکھا۔ لیکن بعد کو توبہ کی تفصیل کے لیے دیکھئے۔ فقیر کی کتاب " الدر الکامنہ فی ایمان عبد اللہ و آمنہ۔

وطن احادیث سے آپکا وطن قرن ثابت ہے اور قرن ملک یمن میں ہے

ازالۂ وہم صراح میں بھی قرن بفتح القاف والسار۔ ایک جگہ کا نام لکھا ہے جسے بوجہ احرام حج اہل نجد کا میقات کہتے ہیں۔ حضرت اویس رضی اللہ تعالےٰ عنہ اسی قرن سے منسوب ہیں (لیکن یہ غلط ہے)

تحقیق شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ جو قرن اہل نجد کا میقات ہے وہ را کو ساکن پڑھنے سے صحیح ہے۔ اور جو را کو حرکت سے پڑھتے ہیں آپکو اس سے نسبت دینا غلط ہے۔ کیونکہ آپ قرن بن رومان بن مراد سے منسوب ہیں جو آپ کے اجداد تھے۔ (اور وہ مفتوح الراء ہے)

۲۔ صاحب قاموس اور شیخ محمود نے رسالہ بحر الرموز (ملفوظات حضرت جلال الدین اویسی) میں تحریر فرمایا ہے کہ قرن یمن کے ایک محلہ کا نام ہے اور وجہ تسمیہ قرن کی یہ لکھی ہے کہ جب سب سے پہلے محلہ قرن کی بنیاد رکھو کر ستون قائم کیا گیا تو

ٹ مکہ معظمہ کا مشہور قبرستان ہے

زمین کے نیچے سے گلنے کا ایک سینگ نکلا تھا۔ اور چونکہ عربی زبان میں سینگ کو قرن کہتے ہیں۔ اسی لیے اس محلہ کا نام بھی قرن مشہور ہو گیا اور حضرت خواجہ بھی اسی محلہ میں رہنے کے باعث قرنی مشہور ہو گئے۔ (حیات اویس صـ۱۰)

۳۔ ایک اور کتاب میں لکھا ہے کہ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے شہر مخابندر کے باہر دریائے شور کے کنارے پر بہت ریاضت و مجاہدہ کیا ہے اور شہر مخابندر ملک یمن میں شہر زبید سے تین روز کے فاصلہ پر واقع ہے شہر زبید کبھی اس قدر وسیع شہر تھا کہ اس میں بارہ ہزار مسجدیں تھیں۔ اور اسی شہر میں باہر کی طرف شمالی سمت میں حضرت خواجہ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار مبارک بھی ہے۔

اسی جگہ آپ کا مکان بھی تھا اور اسی شہر میں رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مرقع شریف بھی ہے۔ جو حضرت خواجہ کو اسی شہر میں پہنچا تھا۔ اسی شہر میں آپ نے اپنے دندان مبارک بھی شہید کر کے دفن کئے تھے۔ اور اس جگہ ایک درخت پیدا ہو گیا تھا۔ اور قسم قسم کے پھل اس میں لگتے تھے۔ ان پھلوں کی گٹھلیوں کی حجاج تسبیحاں بنایا کرتے تھے۔ (عجائب البلدان وحیات اویس صـ۱۰)

فائدہ: ۔ آج کل ہم نے اس قسم کی تسبیاں دیکھی ہیں نہ سنی ہیں۔ ممکن ہے ان حضرات کے زمانے میں ایسی تسبیاں ہوں (واللہ تعالیٰ اعلم)

یمن یہ ایک بہت بڑا ملک ہے وہاں کے لوگ نہایت رقیق القلب اور حق شناس ہوتے ہیں۔ حدیث شریف میں بھی اسکی تعریف آئی ہے کہ۔

"اِنِّی لَاَجِدُ نَفَسَ الرَّحْمٰنِ مِنْ قِبَلِ الْیَمَنِ"

یعنی بے شک یمن سے بوئے رحمت آتی ہے۔ !

عالم از نورِ تجلیٔ الٰہی پر شد!
از دمِ ویس قرن بوئے خدامی آید

ترجمہ:۔ تجلی الٰہی سے جہاں پر ہو گیا کہ اویس قرنی کی سانس سے خدا تعالیٰ کی خوشبو آتی ہے۔

فائدہ:۔ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ یمن (بفتح الیار والمیم) یمین کعبہ سے ہے۔ اور یمنی و یمانی (بالیار) یمن و یمانی سے منسوب ہیں بعض نے اسے بتشدید الیار بھی لکھا ہے (اشعۃ اللمعات جلد نمبر ۴)

ولادت تلاش بسیار کے باوجود آپ کی ولادت کے متعلق صحیح معلومات نہیں ہو سکے اور نہ ہی آپکے ابتدائی حالات کا کوئی علم ہو سکا۔ اور نہ ہی نشوونما اور دورِ جوانی وغیرہ کے کوئی حالات ملتے ہیں۔

آپکے والدِ گرامی آپکی کم سنی میں فوت ہو گئے اور والدہ ضعیف و ناتوان تھیں انکی خدمت میں ہی زندگی بسر فرمائی۔ اور بچپن سے ہی شتربانی شروع کر دی اس کا معاوضہ والدہ ماجدہ کی خدمت پر صرف کرتے۔ ان سے جو کچھ بچ جاتا وہ راہ خدا میں لٹا دیتے۔

حلیہ مبارک آپکا رنگ گندمی۔ قد میانہ اور جسم مبارک فربہ تھا۔ ناک شریف پر گوشت زیادہ تھا۔ بعض نے آپکو لاغر اندام۔ پتلی کمر اور دھنسا ہوا شکم بتایا ہے۔ آپکی داڑھی مبارک گھنی اور بال پراگندہ الجھے ہوئے۔ اور گرد آلود رہتے تھے۔ آنکھیں سیاہ نیلگوں تھی۔ تھوڑی پیشانی کی طرف اٹھی ہوئی تھیں دونوں کاندھوں میں فاصلہ زیادہ تھا اور آپکے سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی پر سفید برص کا نشان تھا۔ آپکی شکل مبارک مہیب (ہیبت ناک) افسردہ حالی اور پریشانی اور وارفتگی

ظاہر کرتی تھی۔ گویا آپکا حلیہ مبارک آپکی حقیقتِ حال کی صحیح تصویر تھی۔ آپکا شہود حق میں کمال استغراق درگاہِ بے نیاز میں خشوع و نیاز خود رفتہ ہونا اور فنا فی اللہ ہو جانا اس سے صاف صاف ظاہر ہوتا ہے یہی ایک رتبہ عظیم ہے جو کسی دنیا دار کو میسر نہیں ہے۔

حدیث مبارک ایسے حضرات کے لیے وارد ہے۔

رُبَّ اشعث مُدُفوعٍ بِالْاَبواب الخ

بلکہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس روایت کے صحیح مصداق ہیں گویا یہ روایت حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہی بتائی ہے یہ روایت تفصیلاً آرہی ہے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

فائدہ: حلیہ کا مضمون "احیاء العلوم وکیمیائے سعادت امام غزالی قدس سرہٗ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ از شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ سے لیا گیا ہے

جسم مبارک پہلے آپکے جسم میں برص کے نشانات تھے آپ نے اسی کے دور کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی جو قبول ہوگئی صرف ہتھیلی پر بقدر ایک درہم سفیدی باقی رہی تھی۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ نے خود اللہ تعالیٰ سے اپنے جسم میں کوئی سفید نشان دینے کے لیے التجا کی تھی تاکہ اسکو دیکھ کر اسکو یاد کیا کریں۔ چنانچہ وہ قبول ہوگئی تھی اسے آگے تفصیل سے عرض کیا جائیگا۔ (انشاء اللہ)

درود شریف مشتمل بر حلیہ

خواجہ اُویس قرنی

● اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ اَخْبَرَ بَعْضَ صَحَابَتِہٖ وَ قَرَابَتِہٖ بِعَلَامَۃِ اُوَیْسِ الْقَرَنِیِّ وَ شَفَاعَتِہٖ۔

۲۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ اَشْھَلَ الْعَیْنَیْنِ بَعِیْدُ مَابَیْنَ الْمَنْکِبَیْنِ۔

۳۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ اَخْبَرَ اَنَّہٗ مُعْتَدِلَ الْقَامَۃِ شَدِیْدِ الْاٰدَمَۃِ ذُوْ رَاْفَۃٍ وَرَحْمَۃٍ یَشْفَعُ فِیْ کَثِیْرٍ مِنْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ

۴۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ اَخْبَرَ فِیْ صَحِیْحِ خَبَرِہٖ اِنَّہٗ ضَارِبٌ بِذَقْنِہٖ اِلٰی صَدْرِہٖ۔

۵- اللھم صل وسلم علیٰ سیدنا و مولانا محمدٍ و علیٰ اٰل سیدنا محمدن الذی اخبرنی صحیح اقوالہٖ انہٗ رأم ببصرہٖ الیٰ موضع سجودہٖ واضع یمینہٖ علیٰ شمالہٖ۔

۶- اللھم صل وسلم علیٰ سیدنا و مولانا محمد وعلیٰ اٰل سیدنا و مولانا محمدن الذی اخبر وھو فی مجلسہٖ انہٗ کان یقرأ القراٰن ویبکیٰ علیٰ نفسہٖ۔

۷- اللھم صل وسلم علیٰ سیدنا ومولانا محمدن الذی اخبر فی خبرہٖ ان تحت منکبیہ لمعۃ بیضاء تسلیمًا کثیرًا کثیرًا ط (النسیم یمن ص۱۷ تا ص۱۸)

تعلیم وتربیت

اگرچہ آپ نے ظاہری تعلیم حاصل نہیں کی۔ لیکن سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی عقیدت محبت کے روحانی توسل سے نہ صرف آپ حضور پُرنور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روحانی تربیت یافتہ تھے۔ بلکہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں آپ کو مرتبہ محبوبیت بھی حاصل تھا۔ جیسے کہ روایت میں ہے کہ فخر کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کبھی کبھی وفورِ شوق میں اپنے پیراہن کے بند کھول کر سینہ مبارک بطرف یمن کرکے فرمایا کرتے۔

اِنِّیْ لَاَجِدُ نَفَسُ الرَّحْمٰنِ مِنْ قِبَلِ الْیَمِیْنِ۔

یعنی میں نسیم رحمت یمن کی طرف پاتا ہوں۔

؎

بوئے جان مے آید از سوئے عدن

از جان پرور ویس قرن

ترجمہ:۔ عدن سے محبوب کی خوشبو آتی تھی۔ یعنی اویس قرنی جان پرور سے۔

حضرت علامہ عبدالقادر اربلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مشہور تصنیف تفریح الخاطر میں لکھتے ہیں کہ۔

واعلم ایضًا انّ افاضۃ ارواح الکمل علی وجوہ احدھا تربیتھم فی عالم الظّاھر بالمشافھۃ والمواجھۃ و ثانیھا بغیر رؤیۃ و قد تکون ھٰذہ التّربیّۃ فی زمن المربّی اَو المربّیّ او بعد زمن المربّی فالاوّل کتربیّۃ النّبیّ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و اٰلہٖ وسلّم اویسان القرنی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ فی زمنہٖ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلّم و کتربیّۃ جعفرنِ الصّادق رضی اللّٰہ عنہ الخالق ابا یزیدنِ البسطامی قدس اللّٰہ سرّہٗ السّامی والثانی کتربیّۃ النّبیّ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہٖ و اٰلہٖ وسلّم بعد زمنہٖ و ثالثھا تربیّتھم بالرّؤیا و یسمّعون ھاتین التربیّتین ای الثانیۃ والثّالثۃ فیض البرکات ورابعھا تربیّہ ارواحھم المجرّدۃ کتربیّۃ روح النّبیّ صلی اللّٰہ تعالے

عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ جَمِيْعَ الْاَنْبِيَاءِ عَلٰى نَبِيِّنَا وَ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَ يَسْمَعُوْنَ هٰذِهِ التَّرْبِيَتَهِ الرُّوْحِ الخ

ترجمہ:۔ جاننا چاہیئے کہ کامل لوگوں کی ارواح کا فیض کئی طرح سے ہوتا ہے

۱۔ عالم ظاہر میں بالمشافہ تربیت اور تربیت کبھی مربی اپنی زندگی میں کرتا ہے اور کبھی مرنے کے بعد۔ اوّل جیسے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زندگی میں اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی۔ اور حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو یزید بسطامی قدس سرہٗ کی تربیت کی اور

۲۔ وہ تربیت جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم انتقال فرمانے کے بعد فرمارہے ہیں۔

۳۔ عالم خواب میں تربیت۔ ان میں سے دوم اور سوم کا نام فیض و برکت رکھتے ہیں۔

۴۔ ارواح مجردہ کی تربیت کرنا جیسے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک نے تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تربیت کی اس تربیت کا نام تربیت روح ہے۔

تبصرہ اویسی غفرلہٗ

انبیاء واولیاء علی (نبینا وعلیہم السّلام) کے فیوض وبرکات انہی چاروں قسموں پر مبنی ہیں لیکن افسوس کہ آج کے دور میں بعض لوگ ان چار قسموں کا نہ صرف انکار بلکہ ماننے والوں کو مشرک یا کم از کم بدعتی اور توہم پرست کہا جارہا ہے۔ اور مجھے تعجب ان حضرات پر ہے جو اپنے آپ کو روحانی سلاسل سے منسلک رکھنے کے باوجود شرک کے مفتیوں کے فتاویٰ کو درخورِ اعتنار سمجھنے لگ گئے ہیں جس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ اب روحانیت سے ہم نہ صرف دور ہوتے جارہے ہیں۔ بلکہ اس رنگ میں رنگے جا

رہے ہیں جس رنگ میں شرک کے مفتی نجد سے رنگے جا چکے ہیں۔

فائدہ

ان روحانیات کے دلائل تفریح الخاطر کا مقدمہ مختصراً اور امام سنت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی کتاب "حیات الموت" کا (مفصلاً) مطالعہ ضروری ہے۔

خوراک حضرت امام غزالی قدس سرہٗ نے لکھا کہ سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے وقت کے امام و مقتدا تھے وہ دنیا سے بالکل دل برداشتہ ہو گئے تھے اور انہوں نے ترک دنیا پر بڑی بڑی سختیاں برداشت کی تھیں لوگ انہیں دیوانہ سمجھتے تھے قومی بھائیوں نے علیحدہ مکان بنوا دیا تھا اسی میں رہتے تھے تین سال بعد آپ کو کسی نے نہ دیکھا آپ کا معمول تھا۔ اذان صبح سے گھر سے نکل جاتے اور بعد نماز عشاء واپس لوٹتے۔ واپسی پر راستہ سے چھوہاروں کی گٹھلیاں چن کر لاتے انہیں کھا لیا کرتے بس یہی آپ کی غذا تھی۔ کبھی معمولی قسم کے چھوہارے مل جاتے تو انہیں افطار کے لیے رکھ لیتے کبھی گٹھلیاں بیچ کر افطار کے لیے چھوہارے خرید لیتے تھے۔ کبھی جو کی روٹی کھجور کے شیرہ کے ساتھ گزارہ کر لیتے۔ (احیاء العلوم و کیمیائے سعادت)

فائدہ:۔ حضرت اصمع علیہ الرحمۃ کی روایت ہے کہ رات کو جو کچھ دانہ پانی اور کپڑا آپ کے پاس بچتا۔ آپ سب خیرات کر کے بارگاہ الٰہی میں یہ عرض کرتے۔

"بار الٰہا اگر کوئی بھوکا پیاسا یا ننگا مر جائے تو مجھ سے مواخذہ نہ کرنا۔

(حیات اویس ص۱۰ در روح البیان)

۱؎ احیاء العلوم و کیمیائے سعادت ۱۲۔

۲؎ حیات اویس ص۱۴ و تفسیر روح البیان۔ ۱۲

انتباہ یہ ہے خوف خداوندی ! باوجودیکہ مال و دولت نہیں ہے بلکہ زندگی کی بسر اوقات نہایت عسرت و تنگ دستی کی زد میں ہے لیکن اس وقت بھی غریبوں کا خیال ہے اللہ تعالیٰ ایسے حضرات کے متعلق فرماتا ہے۔

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ سے اسکے علم والے ہی ڈرتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا حقیقی علم والے یہی حضرات ہیں۔

لباس کوڑیوں سے چیتھڑے اٹھا لاتے اور انہیں دھوکر جوڑ لگا کر خرقہ سی لیا کرتے وہی آپکا پہناوا تھا آپکی وارفتگی پر بچے جب ہنستے اور پتھر پھینکتے تو آپ فرماتے۔ بھائیو چھوٹے چھوٹے کنکر مارو۔ ایسا نہ ہو کہ خون بہہ جائے اور وضو جاتا رہے جس سے میں نماز نہ پڑھوں۔

(حیات یحییٰ منیری و تذکرۃ الاولیاء و حیٰوۃ الذاکرین)

فائدہ:۔ کتاب فصل الخطاب میں خواجہ محمد پارسا رحمہ اللہ تعالےٰ علیہ نے حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے لکھا ہے کہ میں نے سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیوند لگے ہوئے کمبل میں اور اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو اونٹ کی پشم کے پیوند لگے ہوئے لباس میں دیکھا ہے۔

تذکرۃ الاولیاء میں بھی اسی طرح لکھا ہے کہ آپ کے پاس اونٹ کے بالوں کا ایک کمبل تھا۔ لباس میں ایک تہبند یا ازار اور ایک چادر کافی تھی کبھی یہ کپڑے بھی پھٹ جاتے تھے تو کسی سے سوال نہ کرتے لوگ آپکو مسکین سمجھ کر روٹی وغیرہ دے دیتے اور شرح تعرف میں لکھا ہے کہ آپکے پاس بالوں کا ایک

چادرہ اور ایک پاجامہ تھا۔

حکایت حیواۃ الذاکرین میں لکھا ہے کہ آپ کوڑیوں پر سے چیتھڑے چن لاتے اور اپنا لباس بنا لیتے تھے۔ ایک روز کوڑی پر ایک کتا بیٹھا تھا آپکو دیکھ کر بھونکنے لگا آپ نے اس کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ بھونکتا کیوں ہے جو کچھ تیرے پاس ہے تو کھا اور جو کچھ میرے پاس ہے میں کھاؤنگا اگر میں بخیریت پلصراط سے گزر گیا تو میں تجھ سے بہتر ورنہ میں تجھ سے بھی بدتر ہوں (روح البیان)

نکتہ:۔ صاحب روح البیان فرماتے ہیں کہ مخلوق دو قسم ہے سعید تمام مخلوق سے بہتر ہے (شقی (بدبخت) تمام مخلوق سے بدتر ہے۔

سیدنا اُویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بجا فرمایا۔ اس لیے کہ اہل علم اولیاء اللہ مخلوق سے کسی فرد کو اپنے اوپر ترجیح نہیں دیتے اس لیے کہ وہ اپنے ماسوا مخلوقات کی ہر شے کو اپنے سے بہتر سمجھتے ہیں۔ (حدیث شریف) میں ہے کہ بہت سے جانور اپنے سوار سے بہتر ہوتے ہیں اسی لیے اہل اللہ تمام مخلوقات کے ہر فرد کے حقوق کی پابندی اور انکی برتری کا اعتراف کرتے ہیں۔

فائدہ:۔ نصر بن اسماعیل نے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ اُویس گھوریوں سے ریزے چن کر لاتے تھے اور دھو کر کچھ صدقہ کر دیا کرتے اور کچھ کھا لیا کرتے اور فرماتے اے پروردگار عالم میں تیرے ہی لیے یہ تکالیف برداشت کرتا ہوں اور بھوکا رہتا ہوں (حیات اُویس صـ ۱۵)

ازالۂ وہم:۔ سید محمود قادری شیخانی مرحوم نے لکھا کہ آپ کی یہ حالت

وارفتگی استغراق و مشاہدہ حق کی وجہ سے تھی اسے جنون پر محمول کرنا جہالت و نادانی ہے۔ (حیوٰۃ الذاکرین)

بسر اوقات

امام یافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب روضۃ الریاحین میں اور علی ہجویری رحمہ اللہ تعالےٰ علیہ نے کتاب کشف المحجوب میں تحریر فرمایا ہے کہ جب امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل قرن سے آپ کا دریافت فرمایا تو لوگوں نے کہا کہ یا حضرت وہ تو ایک دیوانہ ہے آبادی سے دور ویرانہ ہی میں پڑا رہتا ہے نہ کسی سے ملتا ہے جو کچھ لوگ کھاتے ہیں وہ کھاتا ہے۔ غم اور خوشی سے ناواقف ہے جب لوگ ہنستے ہیں تو وہ روتا ہے اور جب لوگ روتے ہیں تو وہ ہنستا ہے۔

۲- کتاب بحر السعادت میں لکھا ہے کہ آپ مخلوق سے اس لیے بھاگتے ہیں اور علیحدہ رہتے تھے کہ کہیں آپکے زہد و تقویٰ میں خرابی پیدا نہ ہو جائے۔

۳- آپ پر خوف باری تعالیٰ سخت طاری رہتا تھا۔ اور آپ جنگلوں میں بسر کیا کرتے تھے۔ سلک السلوک میں حضرت شیخ نخشبی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے لوگوں سے حضرت خواجہ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پتہ پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ یا امیر المومنین وہ ایک شتربان ہے جنگل میں اونٹ چراتا رہتا ہے اور شہر میں کبھی بھی نہیں آتا۔

شتربانی

مجالس المومنین میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ شتربانی کیا کرتے تھے اور یہی ان کا ذریعہ معاش تھا۔ اسکی مزدوری سے اپنی اور اپنی والدہ کی خورد و نوش

کا انتظام کرتے تھے۔ اور یمن میں آپ جیسا مفلس و بے نوا اور کوئی نہ تھا جس گلی کوچے سے گزرتے لوگ آپ سے گھن کرتے اور آپ پر پتھر پھینکتے اور خاک سر پر اچھالتے۔

فائدہ اس تنگ حالی اور افلاس کے سبب اگرچہ اہلِ دنیا کی ظاہری نگاہوں میں آپ حقیر و فقیر متصور ہوتے تھے مگر اہلِ باطن کی حقیقت میں نظروں میں آپ معزز اور ممتاز تھے اور آپکا مرتبہ ارفع و اعلیٰ تھا۔

رہائش گاہ حضرت خواجہ قدس سرہٗ گھر بار لباس و غذا اور دوسرے دنیوی علائق سے ہمیشہ آزاد رہے نہ ہی مکان کی پرواہ نہ اچھا کھانے کی فکر۔ جنگل میں درختوں کے سائے یا بوسیدہ سائبان مکان کی جگہ استعمال فرماتے۔

اگرچہ آپکو برادری نے ایک علیحدہ مکان بنوا دیا تھا۔ لیکن آپ اس میں بہت کم ٹھہرتے۔ آپکا معمول تھا کہ صبح سے جنگلوں میں نکل جاتے اور رات کے اکثر اوقات گزار کر نامعلوم کس وقت واپس لوٹتے۔

مشغلہ شب و روز حضرت خواجہ بیکار۔ بیٹھنے کو برا جانتے تھے اکثر دو کام کیا کرتے تھے۔ یا تو لوگوں کے اونٹ چراتے یا پھر کھجور کی گٹھلیاں زمین سے چُن کر بازار میں فروخت کرتے اور پھر اپنے رب کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے خدایا جسم کے لباس اور پیٹ کی غذا کے علاوہ میرے پاس کچھ نہیں ہے عبادت کی یہ کیفیت تھی کہ اکثر راتیں اور دن عبادت میں گزر جایا کرتے تھے۔ دن میں اکثر روزہ سے رہتے شام کو [illegible] مشغول ہو جاتے جب کبھی

حلقۂ ذکر و شغل میں شریک ہوتے تو اکثر دلوں کو بے چین کر دیا کرتے تھے۔ فجر سے ظہر اور ظہر سے عصر اور عصر سے مغرب ہو جاتی مگر آپکی عبادت اور تسبیح و تہلیل کا سلسلہ ختم نہ ہوتا۔ کبھی نیند کا غلبہ ہوا کرتا تو اپنے رب سے عرض کرتے خداوندا میں سونے والی آنکھ اور نہ بھرنے والے پیٹ سے پناہ مانگتا ہوں۔

ذکر کی تاثیر

امام اسید بن جابر کہتے ہیں کہ ہمارے حلقۂ ذکر میں اُویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شریک ہوا کرتے مگر دلوں پر سب سے زیادہ اثر اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کے ذکر کا ہوا کرتا تھا۔

ظاہری نمود و نام اور اہل دنیا کے اختلاط سے بھاگتے تھے ایک عالم مستی تھا جو ہر وقت چھایا رہتا تھا۔ بعض ظاہر بین آنکھیں ریا کار سمجھتی تھیں۔ راہ چلتے پریشان کیا جاتا تھا۔ بڑے اور بچے تمسخر کرتے تھے مگر آپ بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرتے تھے۔

علیک سلیک

عام علیک سلیک سے دور اور گوشہ نشینی اور خاموشی انکی زندگی کا ایک کا عام مدعا تھا اہل دنیا کی نظروں سے بچنے کی فکر ہمیشہ لاحق رہتی تھی۔ جب کوئی سلام کرتا تھا۔ تو خندہ پیشانی سے سلام کا جواب دیتے اور فرماتے کہ خدا تم کو زندہ رکھے۔ مزاج پرسی کے جواب میں الحمد للہ اور دعائے خیر فرماتے۔ کبھی خود بھی ملنے والوں سے فرمایا کرتے کہ میرے لیے دعا خیر کرو۔ خدا تم کو اس کا اجر عطا فرمائے۔

عبادت و ریاضت

حضرت خواجہ اویس قرنی قدس سرہٗ ایک شب

میں فرماتے ہیں۔

هٰذِهٖ لیلة الرکوع۔

ترجمہ: یہ شب رکوع کی ہے۔

اور پوری رات رکوع میں گزار دیتے۔ دوسری شب فرماتے۔

هٰذِهٖ لیلة السجود۔

ترجمہ: یہ شب سجدہ کی ہے۔

اور پوری رات سجدہ میں ختم فرما دیتے لوگوں نے عرض کی کہ آپ اتنی طاقت رکھتے ہیں کہ دراز راتیں ایک حالت میں گزار دیں فرمایا دراز راتیں کہاں ہیں؟ کاش ازل سے ابد تک ایک رات ہوتی جس سے ایک سجدہ کر کے نالہائے بسیار اور گریہائے بے شمار کرنے کا موقع نصیب ہوتا۔ افسوس کہ راتیں اتنی چھوٹی ہیں کہ صرف ایک دفعہ سُبحان ربی الاعلیٰ کہنے پاتا ہوں کہ دن ہو جاتا ہے۔

نیم شب کہ ہمہ مست خواب خرش باشد
من و خیال تو و نالہ ہائے درد آلود

(لبشیر القاری شرح بخاری)

تقویٰ و پرہیزگاری

تقویٰ و طہارت کا یہ عالم تھا کہ تین دن اور تین رات نہ کھایا نہ پیا۔ راستہ میں ایک ڈلی پڑی ملی۔ اسے کھانا ہی چاہا تو معاً خیال آیا کہ حرام نہ ہو۔ فوراً پھینک کر چل دیئے لیکن رازق مطلق نے غیب سے بہشتی طعام سے نواز ہی دیا۔

حکایت

حضرت ربیع بن خثیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملنے گیا دیکھا کہ فجر کی نماز میں مشغول ہیں۔ نماز کے بعد تسبیح و تہلیل میں مشغول ہو گئے میں منتظر رہا کہ فارغ ہو جائیں تو ملاقات کروں، مگر وہ تا ظہر فارغ نہ ہوئے میں نے ظہر کی نماز کو ملنا چاہا لیکن وہ تسبیح و تہلیل سے فراغت ہی نہیں پاتے۔ اسی طرح تین شب و روز میں اسی انتظار میں رہا اندریں اثناء نہ میں نے آپکو کھاتے پیتے دیکھا اور نہ ہی آرام فرمایا۔ میں نے جب چوتھی رات بغور دیکھا تو آپکی آنکھوں غنودگی دیکھی اس پر آپ نے فوراً دعا کی کہ اے اللہ بہت سونے والی آنکھ اور بہت ذلیل خوار پیٹ سے میری پناہ!

میں نے یہ حال دیکھ کر دل میں سوچا کہ آپکی اتنا زیارت غنیمت ہے۔ آپکو مل کر پریشان نہ کرو۔ اسی پر اکتفا کر کے واپس چلا آیا۔ (کیمیائے سعادت و تذکرۃ اولیاء)

فائدہ:۔ زائر کا اگرچہ مزور (جس کی زیارت کی جائے) پر حق ہے تو مزور کا بھی زائر پر حق ہے وہ یہ کہ اسکا وقت ضائع نہ کیا جائے اور نہ ہی اسکے معمولات میں خلل اندازی کی جائے اور نہ ہی بلا وجہ اس پر ایسا بوجھ ڈالا جائے کہ جس سے وہ بجائے راحت کے تکلیف محسوس کرے۔

فضائل ومناقب از سرورِ کون و مکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

• کُل کائنات بلکہ خلاق ہژدہ عالم جن کا مدح سرا ہے اسی ممدوح خالق و مخلوق نے ہمارے خواجہ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح سرائی فرمائی ہے۔

یاد رہے کہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپکے عظمت و شان میں جن احادیث و روایات کو اپنی کتاب جمع الجوامع میں بیان کیا ہے انہی کو شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح مشکوٰۃ کے آخری باب تذکرہ یمن و شام کے تحت اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رسالہ معدن العدنی میں نقل کیا ہے ہم ان کو ذیل میں درج کرتے ہیں۔

احادیث مبارکہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قبیلہ مراد کا ایک شخص ہے اس کا نام اویس ہے وہ تمہارے پاس یمن کے وفود میں آئیگا اسکے جسم پر برص کے داغ ہیں جو سب مٹ چکے ہیں صرف ایک داغ جو درہم کے برابر ہے باقی ہے وہ اپنی ماں کی بہت خدمت کرتا ہے جب وہ خدا کی قسم کھاتا ہے تو خدا اسکو پوری کرتا ہے اگر تم اسکی دعائے مغفرت لے سکو تو لینا۔ (رواہ مسلم) (مشکوٰۃ باب ذکر الیمن والشام)

۲- فرمایا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تابعین میں سے بہترین وہ مرد ہوگا جس کا نام اُویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوگا۔
(رواہ الحاکم وابن سعد وغیرہ۔ وغیرہ)

۳- امام مسلم نے مذکورہ بالا الفاظ کے بعد اضافہ کیا کہ اسکی ماں ہوگی جس کی وہ خدمت کرتا ہوگا اگر وہ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر عرض کرے اللہ تعالیٰ اسکی قسم پوری کرے گا۔ اسکے بدن میں ایک سفید داغ ہوگا۔ اے صحابہ تم اگر ملو تو اس سے دعا کرانا۔

۴- فرمایا (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) میری امت میں میرا دوست اویس ہوگا۔
(ابن سعد)

۵- فرمایا (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) میری امت میں بعض ایسے بھی ہیں جو برہنہ رہنے کے سبب سے مسجد میں نہیں آسکتے ان کا ایمان لوگوں سے سوال کرنے نہیں دیتا ہے انہی میں سے اُویس اور ہرم بن حبان ہیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما (حلیہ ابن نعیم)

۶- فرمایا (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میری امت میں ایک اُویس نامی شخص ہوگا۔ ربیع ومضر (قبیلے) کے آدمیوں کے برابر میری امت کی شفاعت کریگا۔
(ابن عدی)

۷- فرمایا (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میری امت میں میرا دوست اُویس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہوگا۔ (ابن سعد)

۸- فرمایا (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) تابعین میں ایک اُویس ہوگا۔ اس کے بدن پر سفید داغ پیدا ہونگے۔ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے گا۔ اے الٰہ العالمین میرے بدن سے یہ داغ دور فرما دے لیکن ایک داغ کا نشان رہ جائے

جس سے تیری نعمتوں کی یاد دہانی ہوتی رہے ہے چنانچہ اس کی دُعا سے صرف ایک نشان باقی ہے اسے دیکھ کر وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے۔ تم میں جسے وہ ملے تو اس سے اپنے لیے دعائے مغفرت کرالے (ابو یعلی)

۹۔ فرمایا (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میری امت میں سے ایک آدمی کی شفاعت سے قبیلہ مضر و ربیع کے آدمیوں سے زیادہ لوگ بہشت میں جائیں گے۔ اور اس کا نام اُویس ہوگا۔ (ابن شیبہ، مستدرک)

حدیث شفاعت کی تفصیل اہلسنت کے نزدیک محبوبان خدا کی گنہگاروں کے لیے شفاعت برحق ہے۔

شنیدم کہ در روز امید و بیم
بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم

نجدی، وہابی اور بعض دیوبندی شفاعت کے منکر ہیں۔ یہ ان کی معتزلہ و خوارج کی طرح بدقسمتی ہے ورنہ آیات قرآنی و احادیث نبوی شفاعت کے بارہ میں سورج سے بھی زیادہ روشن ہیں۔ منجملہ انکے حدیث سیدنا اویس بھی ہے (رضی اللہ عنہ) یاد رہے کہ حدیث میں ربیعہ و مضر کی بکریوں کے بال برابر شفاعت کا ذکر بھی ہے اور ربیعہ و مضر یہ قبائل تھے جو عرب میں لاتعداد بکریوں اور بھیڑوں کے مالک تھے۔ یہ بھیڑ بکریاں اپنے بالوں کی کثرت کی وجہ سے سارے عرب میں مشہور تھیں اللہ تعالیٰ نے حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا اتنا جلدی فرمائی کہ اتنی تعداد میں امت محمدیہ (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) گنہگار بخش دیئے۔

اور حدیث شریف میں ہے کہ حضور نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم نے انکے ہاں حضرت عمر و حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بھیجا تھا۔ اب اسکے فوائد ملاحظہ ہوں۔

ف ۱۔ حضور سرورِ عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خلفاء راشدین میں سے دو راشد خلفاءؔ کا بھیجنا صحاح ستہ کی صحیح مسلم کے علاوہ صحیح سند سے ثابت ہے اس سے کسی کو انکار کی گنجائش ہی نہیں اس سے واضح ہوا کہ آپکو ہر امتی کے حالات کا علم ہے خواہ وہ کہیں اور کسی حال میں ہو۔ اسی لیے آپ نے سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نہ صرف نام بلکہ انکی بیماری اور انکے جسم کے سفید داغ کا بھی پتہ دے دیا۔

۲۔ یہ قرب و بعد اور حجابات تو ہمارے لئے ہیں ولایت اور نبوت کے لیئے یہ کچھ نہیں۔ تبھی تو رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم اگرا ویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات ہو بہو جانتے دیکھتے تھے۔ تو حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حضور نبی پاک صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کوائف سے لاعلم اور بے خبر نہ تھے۔

۳۔ احکام شرع کا دارو مدار ظاہر پر ہے اسی لئے باوجودیکہ میاں عاشق و معشوق حجاب نہ تھا۔ لیکن حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صحابی نہیں تابعی مانا گیا ہے۔

۴۔ افضل کا مفضول سے دعا کی طلب تو ہین نہیں۔

۵۔ محبوبانِ خدا کے پاس مشکل کشائی اور طلب دعا کے لئے جانا سنت ہے ورنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے خلفاء کو حضرت اویس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس ہرگز نہ بھیجتے۔

۶۔ محبوبانِ خدا کے مقامات کی تلاش اور انکے متعلق معلومات حاصل کرنا سنت صحابہ رضی اللہ عنہم ہے۔

۷۔ شفاعت کی وسعت جس سے ... کا ابطال اور اہل سنت کی

حقانیت واضح ہو جاتی ہے مثلاً صرف اور صرف اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شفاعت کے متعلق فرمایا کہ قبیلہ بنو مضر و بنو ربیع کی بکریوں کے بال برابر امت محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے مسلمانوں کی مغفرت ہو گی اور بحکم حدیث شریف ان قبائل کی بکریوں کی تخصیص بھی اسی لیے کہ اس زمانہ میں ان بکریوں کے بالوں سے تعداد میں بڑھ کر اور کوئی بکریاں نہ تھیں اور ان قبائل (مضر و ربیع) کی تخصیص بھی اس لیے کہ اس دور میں ان کے علاوہ بڑھ کر تعداد میں بکروال اور کوئی قبیلہ نہ تھا۔ اس پر غور و فکر فرمانا کہ عام بکری کے بال بھی گنتی میں لاکھوں تک تعداد پہنچ جاتی ہے۔ پھر بال کی کثرت میں ضرب المثل بکری کا کیا حال ہو گا۔ پھر ایک بکری نہیں بلکہ دو قبیلوں کی بکریوں کی بات ہے اور وہ بھی جو اپنے زمانے کے مانے ہوئے بکروال جنکے فرد واحد کی بکریاں ہزاروں سے کم نہ ہونگی اسی لیے ہم اہلسنّت کا موقف ہے کہ۔

کسی کو ناز ہو گا عبادت کا اطاعت کا
ہمیں تو ناز ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا

۸۔ فریدالدین رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب (تذکرۃ الاولیاء) میں فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بسا اوقات یمن کی طرف منہ کر کے فرماتے ہیں۔

اِنِّیْ لَاَجِدُ نَفَسُ الرَّحْمٰنِ مِنْ قِبَلِ الْیَمَنْ،،

ترجمہ:۔ مجھے یمن کی طرف سے اللہ کی خوشبو آتی ہے۔

ف:۔ اس حدیث کی تفصیل آئے گی۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

۹۔ مقام قاب قوسین او ادنیٰ اور مقعد عند ملیک مقتدر پر حضور سرور عالم

نورِ مجسم شفیع معظم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ سر تا قدم گلیم نور میں چھپ کر آرام فرما رہا ہے عرض کی یا الٰہی یہ کون ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یہ اویس قرنی ہے۔ ستر سال کے بعد آرام کر رہا ہے اور عرض کی کہ میں اسے مخفی رکھوں (تفریح الخاطر)

۱۰- غلبۂ حق میں مستغرق اور بوئے رحمٰن کا خواجہ کا وجود۔

۱۱- ام الانوار یعنی حقیقت محمدیہ میں مصروف خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ۔

۱۲- حضور سرورِ عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خواجہ کے لیے کہتے و اشوقاہ الخ

۱۳- بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایسے حلیہ کا شخص آئے تو ہمارے آنے تک اسکو روکنا۔

۱۴- خواجہ کے نہ ملنے سے سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو (استغراق (بے ہوشی) ہوئی۔

۱۵- حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا صحابہ کرام کو فرمانا۔ "احب الاولیاء اُویس قرنی ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

۱۶- اللہ تعالیٰ کے پوشیدہ محبوبوں کے سردار حضرت خواجہ اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

۱۷- شب معراج اور خواجہ اویس کا استغراق۔

۱۸- ملکوت میں خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوشبو کی مستی۔

۱۹- ستر ہزار ہم شکل اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (قیامت میں)

۲۰- ربیع و مضر کے ریوڑ کے بالوں برابر گنہگار بخشانے والا۔ حضرت خواجہ اویس

رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۲۱۔ اللہ تعالیٰ خواجہ اویس کو بہشت سے روک کر فرمائیگا۔
اے اویس امت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بخشوالو پھر بہشت میں جاؤ۔ انکے علاوہ اور فضائل ومناقب اور انکی تفصیل آنے والے اوراق میں ملاحظہ فرمائیں۔

انتباہ ۱۸۔ فضائل سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایات مستندہ ہیں ان میں اگر کوئی روایات ضعیفہ ہیں بھی تو وہ بھی بقاعدۂ اصول حدیث در ضعیف حدیث ایسے ہی موضوع (حدیث) بتائید صحیح معنیً صحیح ہوجاتی ہے[1] بلکہ ان روایات کی سندات مختلفہ پر نظر کرنے سے حدیث اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وجود کا منکر بعد اطلاع احادیث صحیحہ گمراہ اور ضال ومضل ہے۔

---

[1] رسالہ اصول فقہ اسماعیل (قتیل) دہلوی مطبوعہ مجتبائی دہلی۔

ملاقات نبوی

(علیٰ صاحبہا السلام)

سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق متقدمین سے لیکر تا حال تین طبقات ہیں۔

۱۔ سرے سے لیکر حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وجود کے منکر۔ ان کا کہنا ہے کہ اویس کوئی شخصیت نہیں ہے صرف لوگوں کو اپنے خیالات کا نام اویس ہے انکی تائید و تردید عنقریب آئیگی۔

۲۔ بعض حضرات آپکے صحابی رسول (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے مدعی ہیں ان کی تائیدات مع تحقیق آئے گی۔

۳۔ حق اور صحیح یہ ہے کہ حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تابعی اور اپنے وقت کے غوث اور مستور الحال تھے۔ اسی پر امت کے علماء و مشائخ کا اجماع ہے باوجود حضور سرورِ عالم نبی معظم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہم زمان ہونے کے آپکی زیارت نہ کرسکے۔ اسکے چند وجوہ ہیں انکو ہم تفصیل سے عرض کرتے ہیں۔

ماں کی خدمت

اکثر علماء و مشائخ نے اپنی تصانیف میں حضرت خواجہ کا خدمت نبوی میں حاضر نہ ہونے کا سبب یہی تحریر فرمایا ہے کہ آپ کی

والدہ آپکو اپنے سے جدا نہ ہونے دیتی تھیں۔ اور آپ دن رات انکی خدمت واطاعت میں رہتے تھے۔ انکی نافرمانی سے بہت ہی ڈرتے تھے شریعت کے حکم کیمطابق اپنی والدہ کی خدمت کو ضروری جانتے تھے۔ یہی وجہ کتب حیوٰۃ الذاکرین لوامع الانوار فی طبقات الاخیار اور بحر الرموز وغیرہ میں لکھی گئی ہے اور کتاب نور المریدین شرح تعرف میں مولانا اسماعیل رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ چونکہ خواجہ اس قدر استطاعت نہ رکھتے تھے۔ کہ اپنی والدہ کو بھی حضور کی خدمت اقدس میں لے جاسکتے اور نہ انکو ایک لمحہ کے لیے تنہا چھوڑ سکتے تھے اس لیے زیارت سے معذور رہے۔

ماں مانع تھی

مولانا روم قدس سرہٗ اپنی مثنوی شریف میں فرماتے ہیں کہ خواجہ کی والدہ "ولیہ" تھیں۔ انکو خدمت نبوی جانے سے روکا کرتی تھیں اور فرمایا کرتی تھیں کہ تجھے میری خدمت گزاری ہی کرنی چاہیئے۔ یہی تیرے حق میں بہتر ہے چونکہ خواجہ اپنی والدہ کے سخت مطیع و فرماں بردار تھے۔ اس لیے انکی اطاعت ہی اپنے لیے لازمی قرار دی اور خدمت نبوی میں حاضر نہ ہو سکے۔

خطائے بزرگان گرفتن خطا است

شیخ شرف الدین یحیٰی منیری قدس سرہٗ اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں نیت کرنے کا طریقہ نہایت مشکل بھی ہے اور لطیف بھی ہر شخص کو نہیں آسکتا۔ صاحب دل جو کچھ کرتا ہے اپنی نیت کے مطابق کرتا ہے۔ کیونکہ ہر شخص کی نیت کا اندازہ اس کے ایمان سے ہوسکتا ہے مقلد کو چاہیئے کہ اپنے ایمان کے موافق تقلید کرے۔ اور دلیل بھی چاہیے تو اپنے ایمان کے موافق مشاہدہ کرنا چاہیئے تعجب ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو اپنے اہل و

عیال سب کو مکہ معظمہ میں چھوڑ کر حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ میں ہجرت کر جائیں اور حضرت خواجہ صرف اپنی والدہ کو چھوڑ کر حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے ملاقات بھی نہ کر سکیں۔ لیکن جب ان دونوں بزرگوں کی نیت پر نظر کرتے ہیں تو دونوں برابر نظر آتے ہیں۔ اور بہت سے ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں کہ جنہوں نے احکام شریعت کے بعض نیک عمل کو ترک کر دیا۔ صرف اس لیے کہ اس میں ان کی نیت نہیں ہوئی ہے۔ جیسا کہ حضرت ابن سیرینؒ نے حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازہ کی نماز نہیں پڑھی پوچھا تو فرمایا میں نے نیت نہیں کی تھی۔

بزرگوں کا قول ہے کہ آپ کا نماز نہ پڑھنا دوسروں کے نماز پڑھنے سے زیادہ ثواب رکھتا ہے کیونکہ مردانِ خدا نہیں معلوم کس وقت کس خیال میں ہوتے ہیں اور انکے نماز پڑھنے اور نہ پڑھنے میں خدا جانے کیا مصلحت ہوتی ہے ان کا حج کے لیے جانا بھی صحیح اور نہ جانا بھی۔ صحیح خالی از علت نہیں ہوتا ان تمام باتوں کا دارومدار نیت پر ہی ہے۔ مگر عوام الناس جنکا ہر فعل رسوم و عادات کے تحت ہوتا ہے وہ اولیاء، انبیاء کے طریقوں اور انکی مصلحتوں کو کیا سمجھیں انکی ہر بات میں حکمت ہوتی ہے یہی حال حضرت خواجہ کا ہے کہ انہوں نے اپنی والدہ کی خدمت گزاری اور تابعداری میں رہنا اپنے لیے ضروری سمجھتے ہوئے حضور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہوئے اور آپکی صحبت میں رہنے کی نیت ہی نہ کی ہو گی۔

عہدہ قطبیت مانع تھا

حضرت ملا علی قاری رسالہ معدن العدنی میں تحریر فرماتے ہیں کہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں حضرت خواجہ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی قطب

وابدال تھے۔ کیونکہ آپ ہی مستور الحال رہتے تھے۔

قطب کی علامت

امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ اللہ جل شانہٗ، قطب و غوث کے احوال کو اپنی غیرت کے سبب عوام اور خواص دونوں سے پوشیدہ رکھتا ہے اس قول کو اس حدیث سے استدلال کیا جاسکتا ہے۔

(حدیث) اَوْلِیَائِیْ تَحْتَ قَبَائِیْ لَا یَعْرِفُہُمْ غَیْرِیْ۔

ترجمہ:۔ میرے دوست میری قبا کے نیچے ہیں ان کو سوائے میرے کوئی نہیں پہچان سکتا۔

خواجہ اُویس قطب

ہدایۃ الاعمی میں بھی یہی لکھا ہے۔ کہ عہد نبوی میں حضرت خواجہ مرتبۂ قطبیت رکھتے تھے۔

دو قطبوں کی ملاقات

علی حمزہ بن ملک بن حسن طوسی رحمۃ اللہ علیہ کتاب جواہر الاسرار میں تحریر فرماتے ہیں کہ دو قطبوں میں ملاقات نہیں ہوسکتی۔ جیسا کہ شیخ رکن الدین علاء الدولہ کی خواجہ عمادی سے اور حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عصام قرنی عم اُویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ملاقات نہیں ہوئی اسی وجہ سے بقول مولانا علی حمزہ کے حضرت خواجہ کی بھی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے ملاقات نہ ہوسکی۔

غلبہ استغراق مانع تھا

حضور داتا ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے کشف المحجوب میں اور صاحب مجالس المومنین نے اور تذکرۃ الاولیاء میں حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ خواجہ

نے جو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نہ کی۔ اس کے دو سبب تھے۔

۱۔ غلبۂ حق۔

۲۔ والدہ محترمہ کی خدمت گزاری۔

جو کہ چلنے پھرنے سے معذور تھیں۔ اور نہایت ضعیف اور نابینا تھیں۔

دلائل ابوبکر بن اسحاق محمد بن ابراہیم بن یعقوب بخاری کلابادی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب التعرف لمذہب التصوف میں لکھا ہے کہ۔

جب کسی مرتبۂ فنا حاصل ہو جاتا تو وہ خود کو بھی بھول جاتا ہے اور لوگ اس کو دیوانہ اور بے ہوش و بے خبر سمجھنے لگتے ہیں۔ اس لیے کہ تن پوشی اور حفظِ نفس حاصل کرنے کا مادہ اس میں سے زائل ہو جاتا ہے۔ نہ مخلوق اس کی محبت کی روادار رہتی ہے نہ اسکو ان سے مل کر راحت پہنچتی ہے چونکہ وہ اپنی ساری عقل کو مطلق یادِ حق میں متوجہ رکھتا ہے۔ اس لیے خلق کی صحبت اور نفس کی محافظت کی اسکو قطعی پرواہ اور توجہ نہیں رہتی۔ یہ حال دیکھ کر اسکو دیوانہ یا پاگل کہنے لگتے ہیں۔ امت محمدیہ میں اس قسم کے مجاذیب اور دیوانے بہت ہوئے ہیں منجملہ انکے کہ ایک حضرت ہلال (مغیرہ بن شعبہ کے غلام) بھی تھے۔

مسئلہ شرح واقعات و حالات اور اقوال مشائخ سے یہ ثابت ہے کہ حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحبِ استغراق اور فانی الصفتہ تھے۔ یعنی آپ پر کچھ اس قسم کے حالت اور کیفیت غالب رہتی تھی۔ کہ آپ اپنے آپکو بھی نہیں پہچانتے تھے آپ اپنی تمام خواہشات کو فنا کر چکے تھے۔ پھر اگر ایسے شخص سے حالتِ سکر (بے ہوشی) میں اور غلبۂ حال کے سبب بظاہر خلافِ شرع امور قولاً اور فعلاً سرزد ہو جائیں تو وہ سب قابل عفو و درگزر ہیں وہ قطعی اس میں معذور ہیں اس

سے کچھ مواخذہ نہ ہوگا (یہ شریعت طریقت کا مسئلہ متفق علیہ ہے)

قاعدۂ اسلام اکابر بزرگ اور کامل اولیاء اللہ سے جو کلمات (افعال واقوال) خلاف شرع صادر ہوتے ہیں وہ سب غلبۂ حال میں ہوتے ہیں اور نیت ان کی بخیر ہوئی ہے۔

دلیل شرع تعرف میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے ایک شخص نے آکر آپکو سلام کیا آپ نے سلام کا جواب نہ دیا۔ اس شخص نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی شکایت کی۔ آپ نے حضرت عبداللہ سے وجہ دریافت فرمائی آپ نے جواب دیا کہ میں اس وقت اللہ تعالیٰ سے کلام میں اس قدر مشغول تھا اور اس کے دیدار میں ایسا محو تھا۔ کہ اس شخص کے سلام کرنے کی مجھے مطلق خبر نہیں ہوئی۔ لہٰذا معذور ہوں۔

حکایت شرح تعرف میں ایک روایت لکھی ہے کہ ایک بزرگ تھے حامد دوستان انکا نام تھا۔ وہ ایسے مغلوب الحال تھے کہ نماز بھی ترک کر دی تھی۔ جب کبھی انہیں نماز کے لیے کھڑا کرتے تھے تو امام کے تکبیر کہتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑتے تھے اور انکے مرتے دم تک یہی کیفیت رہی اور اسی حال میں دنیا سے رخصت ہو گئے۔

حکایت عجیبہ مصنف لطائف نفیسیہ اپنا آنکھوں دیکھا حال لکھتے ہیں کہ ایک درویش عبدالخالق[1] نامی ہانسی میں رہتے ہیں

---

[1] حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی قدس سرہٗ کے پیر و مرشد قدس سرہٗ ۱۲۔ اویسی غفرلہٗ۔

ان پر بھی غالب سکر اور فنائیت اس درجہ غالب ہے کہ نماز ادا نہیں کر سکتے۔ جب نماز میں کھڑے ہوتے ہیں تو امام کے تکبیر کہتے ہی بے ہوش ہو کر کھڑے کے کھڑے رہ جاتے ہیں۔ سجود و قیود وغیرہ وغیرہ کوئی ارکانِ نماز ادا نہیں کر سکتے جب امام اور مقتدی نماز سے فارغ ہوتے ہیں اور گانے والے صحن میں بیٹھ کر گاتے ہیں۔ اور انکے کان میں سرود کی آواز پہنچتی ہے تو کچھ دیر کے بعد اس حالت میں فرق آنا شروع ہو جاتا ہے اور عالم ہوشیاری میں آجاتے ہیں۔ بعض اوقات کئی کئی نمازوں میں برابر غفلت اور بے ہوشی طاری رہتی ہے نماز کے علاوہ بھی اگر صدائے اللہ اکبر یا کوئی آیۃ قرآن سن لیتے ہیں تو فوراً از خود رفتہ ہو جاتے ہیں پھر جب نغمہ و سرود بجایا جاتا ہے تو ہوش میں آتے ہیں انکی بھی ساری عمر اسی حال میں ہی گزری پھر لکھتے ہیں کہ۔

میں نے ان کی صحبت میں رہنے کا شرف حاصل کیا ہے اور انکی زبان فیض ترجمان سے ان کا حضرت خواجہ کی روحانیت سے فیض یاب ہونے کا تمام و کمال قصہ سنا ہے[1]۔ ان کے اوصاف و مناقب بہت ہیں۔ بخوف طوالت اسی قدر پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ (مزید تفصیل فقیر کی کتاب کشف الحقائق فی حالات خواجہ عبد الخالق میں ہیں۔

سوال:۔ شرح تعرف میں لکھا ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا مرتبہ سب سے بالا تر ہے اور جب کوئی پیغمبر مغلوب الحال نہیں ہوا اور اسکی شریعت ساقط نہیں کی گئی تو دوسروں کو یہ کب روا ہو سکتا ہے کہ مغلوب الحال ہو کر شریعت کو ساقط کر دے۔

---

[1] لطائف نفیسہ فارسی مصنفہ احمد بن محمود اویسی تالیف ۱۲۵۶ھ - ۱۲

جواب ۱۔ عام لوگ معذور ہیں اور معذور ہونا کسی تقصیر کے سبب ہوا کرتا ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے تقصیر سے پاک اور منزہ ہیں۔

۲۔ خالق اور مخلوق کے درمیان یہ حضرات انبیاء سفیر ہوتے ہیں ان سے شرلیعت قائم ہوتی ہے یہ دوسروں کو سیدھا اور درست کرتے ہیں۔ لیکن جب یہ خود ہی مستغرق ہوں گے تو دوسروں کو کیونکر سیدھا کر سکیں گے۔

خلاصہ و فیصلہ روایات اور اقوال شاہد ہیں کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں ملے تو محض اس وجہ سے کہ آپ مغلوب الحال فانی الصفتہ اور محو ذات تھے۔ لہٰذا آپ پر اعتراض و طعن و حرف گیری اور عیب لگانا نامناسب اور ناواجب ہے۔

اُم الانوار ۱۱۵۸ھ میں جب میں (مؤلف لطائف) لاہور جا رہا تھا۔ تو راستہ میں حضرت عبدالخالق اویسی قدس سرہٗ کا مکان پڑتا تھا انکی خدمت میں حاضر ہو کر انکے دیدار پر انوار سے مشرف ہوا۔ اور اس کتاب (لطائف) کو انکی خدمت میں پیش کیا۔ چونکہ انکی بصارت ظاہری اس قابل نہیں رہی تھی کہ وہ خود پڑھ سکتے۔ اس لیے مجھ کو فرمایا کہ تم ہی اس میں سے کچھ پڑھنا شروع کرو میں نے پڑھنا شروع کیا اور جب اس مقام پر پہنچا کہ حضرت خواجہ اپنی والدہ کی خدمت میں رہنے کی وجہ سے حضور سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی ملاقات سے محروم رہے تو فرمایا کہ ماں سے وہ حقیقی ماں جو اولاد آدم سے ہوتی ہے مراد نہیں ہے اور جن حضرات نے یہ سمجھا ہے انہوں نے سخت غلطی کی ہے یہ ایک پوشیدہ راز ہے جو ظاہر بین حضرات نہیں سمجھ سکتے دراصل واقعہ یہ ہے کہ جب خداوند عالم نے۔ کنتُ کنزاً مخفیًا فاحببت ان اعرف

فخلقت الخلق۔

ترجمہ:۔ میں پوشیدہ خزانہ تھا مجھے اپنی پہچان کا ارادہ پیدا ہوا پس میں نے مخلوق کو پیدا فرمایا۔" کے مطابق اپنے نورِ وحدت ظہور سے پیدا کیا اور دنیا کو پیدا کرنا چاہا تو اس وقت دریائے وحدت اور بحرِ نورِ مطلق جوش میں آیا اور اس میں حرکت پیدا ہوئی۔ پھر اسی دریائے وحدت سے مثل حباب کے نور محمدی کو پیدا کیا۔ جیسا کہ حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود فرمایا۔

"اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ ط"

اللہ تعالیٰ نے جو سب سے پہلے چیز پیدا کی تھی وہ میرا نور تھا۔ اور اس نور کا نام "اُمّ الانوار۔ نوروں کی ماں رکھا۔ جس طرح ماں سے بچے پیدا ہوتے ہیں اسی طرح جملہ مخلوقات اور موجودات کے انوار بھی ام الانوار سے پیدا ہوتے جیسا کہ خود نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰهِ وَالْمُؤْمِنُ مِنْ نُوْرِیْ۔

میں تو اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوں اور مومن میرے نور سے ہیں۔

اور نورِ محمدی کو نورِ مطلق سے اسی قدر اتصال ہے جس قدر بلبلہ کو دریا سے۔ اور حقیقت میں نہ کچھ فرق ہے نہ جدائی۔ کبھی نور محمدی حباب کی مانند بحرِ ذات مطلق میں گم اور ناپیدا اور کبھی اوپر جلوہ گر ہو جاتا ہے اسی طرح جب سالک تصفیہ وتزکیہ سے فارغ ہو کر اسم ذات میں مشغول ہو جاتا ہے اور مشغولی میں درجۂ کمال حاصل کر لیتا ہے تو اسم ذات کا نور بشری اوصاف اور طبعی کدورتوں کو پاک وصاف کر دیتا ہے۔ اور جب ذاکر اس میں محو ہو جاتا ہے اور نورِ مطلق کی شعاعیں اسکے رگ و پے میں بھڑکتی ہیں تو وہ خود نور بن جاتا ہے اور اپنے مرجع اور جائے قرار میں اسی طرح سے محو اور مستغرق ہو جاتا ہے جس سے نور محمدی عروج کر کے نور حقیقی میں مل جاتا

ہے اور کچھ فرق اور فصل نہیں رہتا مانند ایک قطرہ کے دریا میں اور مانند ایک ذرہ کے آفتاب میں مل کر گم ہو جاتا ہے۔ سالک کو اسکی جدائی کی طاقت نہیں رہتی مگر اس حالت میں جب کہ وہ ارشاد و تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہو۔

استدلال از قرآن مضمون مذکورہ بالا کی دلیل آیات ذیل ہیں۔

۱- كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ ط

۲- كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّ يَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ط

ترجمہ:۱۔ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے مگر خدائے تعالیٰ کی ذات پاک۔

۲۔ جو زمین پر ہے ہلاک ہونے والا ہے اور باقی رہے گی صرف تیری ذات اے بزرگی اور بخشش والے رب۔

غیر حاضری کی معقول وجہ حضرت اُویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی والدہ کی خدمت میں رہنے کے سبب رسول اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکے ظاہر ہو جاتا ہے کہ درحقیقت ماں سے مراد وہی امام الانوار (نور محمدی) ہے اور حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی نور کے شغل میں محو و مستغرق رہتے تھے اور اس کی جدائی کی طاقت نہ رکھتے تھے۔

مزید تائیدات مذکورہ بالا تقریر حضرت خواجہ عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے مؤلف سن چکا تھا اس کے بعد تمہیدات حضرت عین القضاۃ ہمدانی نظر سے گزری اس میں بھی اُم (ماں) سے ام الانوار ہی مراد لی ہے فرق

صرف اس قدر ہے کہ حضرت عین القضاۃ کے نزدیک ام الانوار نورِ ذات مطلق ہے اور خواجہ عبدالخالق نے اسکو نور محمدی سے تعبیر کیا ہے اگرچہ حقیقتاً اس میں کوئی فرق نہیں ہے جیساکہ ذیل میں دو آیات قرآنی سے ظاہر ہوتا ہے۔

۱- مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ۔

۲- وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔

ترجمہ ۱- جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے خدا تعالٰی کی تابعداری اور اطاعت کی۔

ترجمہ ۲- اور اے محمد (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) جب تو نے کافروں پر سنگریزے مارے تو تو نے نہیں بلکہ حقیقت میں وہ خدائے تعالے نے ہی مارے۔

عذر قبول عین القضاۃ ہمدانی تمہید ثانی میں تحریر فرماتے ہیں کہ چونکہ حضرت خواجہ رضی اللہ تعالٰے عنہ نے حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حقیقت کو دیکھ لیا تھا اس لیے آپ کی صورتِ ظاہر کو دیکھنے کا قصد نہ کیا کیونکہ جب صورت واقعی کے دیکھنے سے مطلب پورا ہو جاتا ہے۔ تو پھر صورت ظاہری آپ ہی حجاب ہوگی۔ (لطائف نفیسیہ)

جواب غافلاں جنہوں نے ماں کی خدمت کے عذر کو بیان کیا ہے وہ نہیں جانتے کہ ماں سے مراد ام الانوار ہے۔ وعندہٗ ام الکتاب (اور اسکے پاس حقیقت محمدیہ تھی۔) اور جب آپکے پاس حقیقی ام موجود تھی تو اس کو چھوڑ کر کس طرح جا سکتے تھے کیونکہ وہ تو اصلی ام (ماں) کو صورتاً دیکھتے تھے جبکہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خود بھی تھے۔ (یعنی ظاہری بشریت) یہ

تحقیق مسئلہ وحدۃ الوجود سمجھے بغیر سمجھ نہ آئیگی۔

عشق مجازی وحقیقی | جب مجنوں سے لوگوں نے کہا کہ لیلیٰ آئی ہے تو مجنوں نے کہا کہ میں خود لیلیٰ ہوں اور اپنا سر گریبان میں ڈال کر یہ اشارہ کیا کہ لیلیٰ مجھ میں ہے اور میں خود لیلیٰ میں ہوں اس طرح سے حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اصل اُم یعنی نور ذات حق میں ایسے مستغرق اور مشغول رہتے ہیں کہ ان کو کسی غیر کا خیال تک بھی نہ آسکتا تھا وہ اپنے آپکو سب میں اور سب کے ساتھ پاتے تھے اور۔

اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ۔"

تن زجان وجان زتن مستور نیست۔

لیک کس را دیدنی دستور نیست

کے مصداق تھے۔

دلیل نقلی | تمہید ہمدانی میں بعض وہ احادیث بھی لکھی ہیں جو آپکی تعریف وتوصیف میں آئی ہیں۔ مثلاً۔

حدیث:۔ مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقّ۔

ترجمہ:۔ جس نے مجھے دیکھا یقیناً خدا کو دیکھا۔

یہ حدیث آپ پر صادق آتی ہے کیونکہ جب آپ حقیقتِ محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم کا مشاہدہ کرتے تھے تو آپکو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی صورت ظاہری دیکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس لیے آپکی زیارت سے معذور رہے۔

نکتہ:۔ چونکہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی صورت اور آپکی جملہ حرکات حضرت خواجہ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قالب میں پنہاں وجلوہ گر تھیں اور پھر حضور پرنور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لباس خاص (خرقہ) جو آپ نے شب معراج زیب تن فرمایا تھا آپکو بھیج کر شفاعت آپکے پلہ سے باندھ دی تھی۔ یعنی شفاعت امت کے لیے حضرت خواجہ کو حکم دیا تھا۔ اسی لیے اسی ظاہری صورت کی طرف توجہ ہی نہ رہی۔

ف:۔ تاج الاولیاء حضرۃ خواجہ عبدالخالق الحافظ اویسی حنفی قادری رضی اللہ تعالے عنہ کی تحقیق اس سے قابل اعتماد ہے۔ کہ آپ سیدنا و مرشدنا حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بلاواسطہ فیض یافتہ ہیں جہاں پر آپ حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دیگر فیوض وبرکات سے سرفراز ہوئے ممکن ہے کہ یہ بھی آپ نے حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھ لیا ہو۔ کہ ماں کی خدمت کا کیا معنیٰ! جبکہ آپ زیارتِ رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسی نعمت عظمیٰ سے باز رہے۔

خلاصتہ التقریر

سیدی پیر عبدالخالق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ماں سے مراد حقیقتِ محمدیہ (علی صاحبہا السلام) جس کا دوسرا نام "اُم الانوار" ہے چونکہ سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسی اُم الانوار "حقیقت محمدیہ (علی صاحبہا السلام) میں مصروف تھے۔ تو پھر ظاہری بشریت کی طرف کیسے آسکتے تھے جبکہ خود یہی تسلسل بشری اسی حقیقت کی تابع تھی۔ بلکہ یہی شکل اس حقیقت کی متلاشی تھی چنانچہ مروی ہے کہ۔

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ وَ اَشْوَقَاهُ اِلٰی لِقَاءِ اِخْوَانِیْ۔

مجھے اپنے بھائیوں کے دیکھنے کا شوق ہے۔
فرماتے ہوئے بند قبا کھول کر کہتے کہ۔
انیّ لاجد نفس الرحمٰن من قبل الیمن۔''
بے شک میں رحمان کی خوشبو یمن سے ہی پاتا ہوں۔

بوئے جان می آید از سوئے یمن
از دم جان پرور ویس قرن

فیصلہ حق ہمارے پیران پیر خواجہ حافظ عبدالخالق قدس سرہٗ کی تقریر نہایت نفیس ہے ایک طرف تو مسئلہ حل کیا دوسری طرف۔ انی لاجدؒ ۔ والی حدیث کی تصدیق ہوئی۔ تیسرے یہ کہ اولیاء کرام کا ہر وہ عمل جو عوام کی نظروں میں ادنیٰ محسوس ہوتا ہے وہ درحقیقت اعلیٰ ہوتا ہے (فتاّمل)
فلہذا اہل علم کو چاہیئے کہ اولیاء کرام کے کسی ایک عمل پر اعتراض نہ کریں۔

حوالہ جات مولانا روم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شام کو روزانہ شہر سے باہر تشریف لے جا کر یمن کی طرف رخ مبارک کر کے قبا اقدس کے بند کھول کر فرماتے۔
انیّ لاجد نفس الرحمٰن من قبل الیمن۔
پھر آپ پر ایک عجیب وغریب کیفیت طاری ہو جاتی۔ ایسا استغراق ہو جاتا کہ اپنا سر اقدس کسی صحابی کے زانو پر رکھ کر محو یحق ہو جاتے۔ امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ

نفس الرحمٰن سے مراد سیدنا اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور چونکہ حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آپکو عالی مرتبہ جانتے تھے اسی لیے آپ کی شان میں فرماتے ہیں ؏

ہر ملک حیران ز حسن روئے تو

۲- شیخ شرف الدین یحییٰ منیری قدس سرہٗ اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں کہ مرتبہ ایک شتربان (سیدنا اویس رضی اللہ عنہ) کے سینۂ سوختہ سے ایک ایسی لطیف ہوا چلی کہ جس سے فرشتے بھی بیہوش ہو گئے۔ ہوش میں آکر حضرت جبرئیل علیہ السلام سے سبب پوچھا۔ آپ نے حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا۔

انی لاجد نفس الرحمٰن من قبل الیمن

مزید تفصیل آئیگی انشاء اللہ تعالےٰ۔

خلاصہ بحث

اہلِ حق کا طریقہ حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے معنوی طریقہ کے لیے کسوٹی ہے چونکہ حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لباس میں انکا اصل (حقیقت محمدیہ) شب و روز بسا رہتا تھا۔ اسی لیے بروایت مشہور ہے کہ انکے لباس سے اکثر اعجاز مصطفوی سرزد ہوتے رہتے تھے حالانکہ بروایت مشہور آپ مدینہ طیبہ میں کبھی گئے تک نہ تھے یعنی زیارت رسول (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بظاہر مشرف نہیں ہوئے تھے اور مصداق۔ ؎

پیش ہمہ عاقلاں یہ رعنائی یہ

در رہِ ما سوا تے سودائی بہ

سوال، مولانا رومی کی مثنوی سے حدیث کا حوالہ غیر معتبر ہے۔

جواب:۔ مولانا رومی قدس سرہٗ کی مثنوی شریف کی روایات سب مستند اور صحیح ہیں موجودہ دور کی کتابوں میں نہ ملنا انکی صحت کے منافی نہیں۔ اس کی نفیس تحقیق فقیر کی شرح مثنوی معنوی موسوم بہ" صدائے نووی کا مقدمہ ملاحظہ فرمائیے۔

مسئلہ وحدۃ الوجود کی جھلک

مقام تعجب اور حیرت ہے کہ یار بغل میں محو خواب ہے اور محبوب آنکھوں کے سامنے در پردہ بیدار اور باہر سے سینکڑوں صدائیں، شورش فراق کی چلی آرہی ہیں اور ہزاروں نالہائے سوزش اشتیاق سنائی دے رہے ہیں کبھی شوق میں یہ کہہ رہے ہیں کہ۔

و اشوقاہ الیٰ لقاء اخوانی"

ترجمہ:۔ مجھ کو اپنے بھائیوں کے دیکھنے کا شوق ہے۔

اور کبھی خوشبو کی تمنا میں بند قبا کھول رہے ہیں۔ کیونکہ فرمایا ہے کہ

انی لا اجد نفس الرحمٰن من قبل الیمن ط"

ے

بوئے جاں می آید از سوئے یمن
از دم جاں پرور ویس قرن

خلقت حیران اور ایک عالم سرگرداں ہے کوئی نہیں جانتا کہ یہ کیا ہے یہ بوالعجبیاں اور دیوانگیاں سب عشق کی ہیں اور انکو عاشق ہی جانتے ہیں۔ عاقل ہی دیوانوں کو پہچانتے ہیں نہ کہ عقلمندوں کو دیوانے۔ ے

عاشقاں را درد بدنامی خوش است
عاشقاں را سوز ناکامی خوش است

اولیاء تحت قبا

حضرت خواجہ اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن مخفی اولیاء کرام میں سے تھے جنکا مخفی رہنا ان کے اعلیٰ مراتب کے لیے ہوتا ہے اسکے لیے دلائل حاضر ہیں۔

عارفِ روم

مولانا روم قدس سرہٗ اپنی مثنوی میں فرماتے ہیں کہ کبھی اولیاء کرام ظاہر ہو کر مشہور ہو جاتے ہیں اور بعضے مستور الحال رہتے ہیں اور چھپے ہوؤں کا مرتبہ مشہور اولیاء سے زیادہ بلند ہوتا ہے اور اسی لیے مشائخ عظام کو ہمیشہ یہی تمنا رہی اور یہی آرزو رہی ہے۔ کہ کسی ایسے مستور الحال سے ملیں یہاں تک کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی انکی ملاقات کا شوق رہتا تھا۔

موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کا قصہ جو قرآن مجید میں موجود ہے اور ہمارے رسول محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم بھی " اشوقاہ الیٰ لقاء اخونی ۔ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ اور حضرتِ حق سے یہ تضرع و زاری کسی خاص بندہ سے ملاقات کی تمنا کیا کرتے تھے۔ اور حق تعالیٰ فرماتا تھا۔ کہ میرے خاص بندوں میں سے ایک خاص بندہ تمہارے پاس آئیگا۔ چنانچہ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا تھا۔ کہ خاصانِ خدا میں سے ایک شخص میرے دروازہ پر آئے گا۔ اور اگر اتفاقاً اس وقت مکان میں موجود نہ ہوں۔ تو اس کو میرے آنے تک بڑی خاطر و مدارت سے بٹھانا۔ اور اگر وہ نہ ٹھہرے تو جہاں تک ممکن ہو اس کا حلیہ خوب غور سے دیکھ لینا اور پھر اس حلیہ کو خوب یاد کر لینا۔ کیونکہ اس میں بڑا فائدہ ہے چنانچہ وہ خاص بندہ ایک روز آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دریافت کیا۔ اس وقت آپ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے۔ بی بی صاحبہ نے اس خاص بندہ کو بڑی عزت کے ساتھ اندر بلانا چاہا تاکہ اسکو بے حجابانہ دیکھ

سکیں۔ مگر اس نے کہا کہ اندر آنے کا میرا کیا کام ہے۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میرا سلام کہہ دینا۔ جب حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو بی بی نے سارا قصّہ بیان کیا۔ اور اس کا سلام بھی پہنچایا آپ نے اس کا حلیہ معلوم کیا تو آپ نے اس کا حلیہ اس طرح بیان کیا۔ جس کو مولانا روم نے اسے نظم میں بیان فرمایا ہے۔ اسکی تفصیل آتی ہے۔

حدیث شریف خواجہ فریدالدین عطار رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ جب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ، احب الاولیاء الی اللّٰہ لاتقیاء الاخفیاء۔

اولیاء میں سے خدا تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب وہ ہیں جو پرہیزگار اور مخفی ہیں۔

تو صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں تو یہ بات نہیں پائی جاتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ یمن میں اویس نامی ایک شتربان ہے اس کے قدم بقدم چلو گے۔ تو یہ مرتبہ حاصل ہوگا۔

٢۔ رسالہ بحرالرموز میں بھی یہی حدیث لکھی ہے مگر حیوٰۃ الذاکرین اور شرح تعرف عربی میں اسکو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے اس طرح بیان کیا ہے کہ۔

٣۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ "بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے ایسے برگزیدہ بندوں کو دوست رکھتا ہے جو مخلوق کی نظروں سے پوشیدہ رہتے ہیں۔ صحابہ کرام نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرمایئے وہ کون ہے۔ آپ نے

فرمایا وہ اویس قرنی ہے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

گروہِ اولیاء

شیخ محدث دہلوی کتاب اخبار الاخیار میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ حمیدالدین ناگوری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب اصول الطریق میں مردان خدا کے تین گروہ لکھے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔ اَلَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْھُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِہٖ وَ مِنْھُمْ مُّقْتَصِدٌ وَ مِنْھُمْ سَابِقٌ بِالْخَیْرَاتِ۔

ترجمہ:- ہم نے اپنے بندوں میں سے جن لوگوں کو منتخب کر لیا ہے ان میں سے بعض تو ایسے ہیں کہ جو اپنے نفس کو ابھرنے نہیں دیتے اسی کو ہمیشہ پامال کرتے رہتے ہیں بعض ایسے ہیں کہ میانہ روی ان کا شعار ہے۔ اور بعض ایسے ہیں کہ نیکیوں کی طرف لپکتے ہیں۔ یعنی حسن عمل کے میدان میں آگے آگے چلتے ہیں۔

پہلا گروہ معذوروں کا۔

دوسرا مشکوروں کا۔

تیسرا فائزوں کا۔

معذور

وہ ہیں جو خدا پر ایمان لائے اور اس کی توحید کا اقرار کیا۔ مگر آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکے اور آئے بھی تو دیر میں آہستہ روی سے آئے اور سارعوا (دوڑو) کے خطاب سے محروم رہے۔

۲۔ مقتصد یعنی مشکور

وہ ہیں جنہوں نے ایمان لاتے ہی توحید و رسالت کا اقرار کر لیا۔

۳- سابق بالخیرات یعنی فانی

وہ ہیں جنکو خطاب اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ۔ یاد تھا اور جواب قَالُوْا بَلٰی نہ بھولے تھے۔

دنیا میں بھی دعوت ایمان سے پہلے ہی بموجب خطاب ازلی اور جواب لم یزلی ایمان لا چکے تھے۔ اور شروع ہی سے اسرار الٰہی کی گہرائیوں میں پڑ گئے۔ ایسے حضرات بہت ہوتے ہیں مگر پوشیدہ ہی رہ کر چلے گئے دنیا میں کوئی انکو جان پہچان نہ سکا۔ اور اگر کسی نے ایسی چند ہستیوں کو جانا پہچانا بھی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے توسل سے اور آپکے توجہ دلانے پر ورنہ انکو بھی کوئی ہرگز نہ جانتا اور نہ ہی پہچانتا ایسے لوگوں میں سے ایک امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جو دعوتِ رسالت سے قبل ہی اس درد کے ہوا خواہ ہوتے۔ دوسرے مولا علی کرم اللہ وجہہ جنہوں نے سنِ بلوغت میں سے پہلے ہی دعوت رسالت کو قبول کر لیا۔

تیسرے حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ تعالی عنہ تھے یہ بھی دعوتِ اسلام سے قبل ہی طلب ہدایت میں دوڑ کر آئے اور خود ہی عہد میثاق کی صداقت کے متلاشی ہوئے۔

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی انہی میں سے ہیں۔ اگر رسول خدا (صلے اللہ علیہ وسلم) انکی تعریف نہ کرتے اور پتہ نہ بتلاتے تو آپکو کون جانتا۔ آپ کی زندگی کس شان سے گزری نہ ہی کچھ چھوڑا اور نہ ہی ساتھ لے گئے آزاد ہی آئے اور آزاد و شاد ہی چلے گئے۔

تیسرا گروہ غیرت مندوں کا ہے جو اس غیرت کے سبب جو ایک محب کو اپنے محبوب سے ہوتی ہے۔ پوشیدہ رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خود ہی بحکم اِنَّ اللّٰہَ غَیُوْرٌ

اپنے محبوبوں کو غیروں کی نظروں سے پوشیدہ رکھتا ہے اور محب اپنی محبت کو غیرت کے سبب عوام پر ظاہر ہونے نہیں دیتا۔

محبّت یا غیرت

غیرت کے لغوی معنی محبت کے ہیں جیسا کہ شیخ محب اللہ قدس سرہٗ اپنی کتاب ترجمۃ المراتب الاربعہ کے بعض حواشی میں تحریر فرماتے ہیں کہ رئیس الموحدین محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ نے فتوح کے ایک سو اٹھترویں باب میں لکھا ہے کہ محبوں کا گروہ جو غیرت سے موصوف ہے ان لوگوں کا ہے جو غیرت کے سبب لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہتے ہیں کیونکہ غیرت محبت کی صفت میں سے ہے اور چونکہ یہ محب ہیں عوام الناس کے سامنے نہیں آتے اور یہ مقام رسالت پناہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔ آپ نے اپنے ہی نفس کو ماسوائے اللہ تعالیٰ سے تعبیر کیا ہے یعنی اپنے ہی نفس کو سب سے زیادہ غیور فرمایا ہے اسی لیے آپ نے حق تعالیٰ کی محبت میں بچوں سے خوش طبعی کرنے اور اپنی بیبیوں اور آل اور اصحاب رضی اللہ عنہ سے دوستی کے پردہ میں چھپائے رکھا۔

فائدہ:۔ حضرت شیخ کے اس بیان سے تو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ حضرت خواجہ محب بھی تھے اور محبوب بھی نہ خود لوگوں میں ظاہر ہونا چاہتے تھے۔ نہ حق تعالیٰ ہی یہ روا رکھتا تھا کہ آپ لوگوں میں مشہور و منظور ہوں۔ چنانچہ فرماتا ہے کہ اَوْلِیَائِیْ تَحْتَ قِبَائِیْ لَا یَعْرِفُهُمْ غَیْرِیْ۔

ترجمہ:۔ میرے دوست میری قبا کے نیچے ہیں۔ ان کے سوائے میرے کوئی نہیں پہچان سکتا۔ (غیرت اصطلاح صوفیہ میں اسرار الٰہی کے پوشیدہ رکھنے کو کہتے ہیں۔

غیرت از چشم برم

روئے تو دیدن ندہم

● طریقت کے شہبازوں کو مسلم ہے کہ محبوبان خدا کا ایک گروہ ایسا بھی ہے جن کی اللہ تعالیٰ نے عوام کو آگاہی نہیں دی۔ اس گروہ کے سرتاج خواجہ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

حکایت حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنے سفرنامہ میں ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک دن امیر خراسان نے بادشاہ یمن کی موجودگی میں اپنے ملک کے جملہ اکابر گوشہ نشین درویشوں کو ملاقات کے لیے بلایا مگر خواجہ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہ بلایا۔ جب شاہ یمن چلا گیا تو خواجہ رضی اللہ عنہ نے دعا کی کہ بارِ خدایا تو نے جس طرح دنیا میں مجھے چھپایا ہے اسی طرح آخرت میں بھی اپنے لطف وکرم سے پوشیدہ رکھیو۔ ہاتف غیبی نے کہا کہ تیری دعا قبول کی۔ خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر عرض کی۔ یا الٰہی قیامت کے دن اٹھارہ ہزار عالم کے اجتماع میں جہاں حجاب اور پردہ نہ ہوگا مجھ کو کس طرح پوشیدہ رکھے گا۔ فرمان ہوا کہ اپنی قدرت سے تیری ہم شکل اور ہم صورت سات سو موحد پیدا کر دوں گا۔ اور تجھ کو ان میں چھپا لوں گا۔ میرے دوست میرے ہاں اس طرح پوشیدہ ہیں کہ میرے سوا انکو کوئی نہیں جان پہچان سکتا۔ کیوں کہ۔

اولیائے تحت قبائے لا یعرفھم غیری۔

حکایت سراج الہدایتہ (ملفوظات حضرت مخدوم جہانیاں قدس سرہٗ) میں لکھا ہے کہ ایک روز زمین کا بادشاہ آپ سے ملنے آیا۔ حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خانقاہ کا دروازہ بند کر لیا۔ اور اس کو اندر نہ آنے دیا مگر بادشاہ بھی اس وقت دروازہ پر کھڑا رہا کہ جب تک آپ نے اپنی کسی ضرورت سے خود ہی دروازہ نہ کھولا اور ملاقات نہ کر لی۔ واللہ اعلم!

مستجاب الدعوات خواجہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ شرح مشکوٰۃ میں تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کے پوشیدہ رہنے سے بڑی وجہ ایک یہ تھی کہ چونکہ آپ مستجاب الدعوات تھے۔ اور دعائے مغفرت آپکی ضرور قبول ہوتی تھی۔ اگر لوگوں میں یہ بات ظاہر ہو جاتی تو ہر نیک و بد مستور وغیرہ مستور آپکے پاس آتا اور آپکو سب کے حق میں دعائے بخشش و مغفرت کرنی دشوار اور ناممکن ہو جاتی اور یہ بھی ممکن نہ تھا کہ وہ کسی کو آنے سے منع فرماتے کیونکہ ایسا کرنے سے وحشت پائی جاتی اور سارا بھید کھل جاتا۔

فائدہ :- حضرت خواجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مستجاب الدعوۃ ہونے کے لیے یہی دلیل کافی ہے کہ حضور سرورِ کونین صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عمر و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو طلب دعا کے لیے بھیجا۔

حضور نہ بتاتے تو؟ قاضی عبدالصمد ملفوظات مخدوم نوح رحمۃ اللہ میں شرح مشارق اور روضۃ الریاحین مصنفہ حضرت امام یافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالوں سے لکھتے ہیں کہ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ چھپے ہوئے اولیاء اللہ میں سے تھے۔

اگر نبی علیہ السلام نہ بتاتے کہ اُویس مرادی ملک یمن کے شہر قرن کے رہنے والے ہیں تو انکو کوئی بھی نہ جانتا۔

مخفی خزانے

ایک بزرگ سے منقول ہے کہ ایک گروہ وہ ہے جو رات اور دن یہی دعا مانگتا ہے کہ

"اَللّٰھُمَّ اسْتُرْنِیْ فِیْ عِبَادِکَ وَ بِلَادِکَ۔"

ترجمہ: بار خدایا مجھ کو اپنے بندوں اور شہروں میں چھپا لے۔

(ف) انکے سرتاج حضرت خواجہ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہونگے۔ کیونکہ آپ کی بھی بعینہ یہی مراد ہوگی۔

قیامت میں ستر ہزار فرشتے

حضرت خواجہ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ دنیا میں شتربانی کے حلیہ میں رہے اور سوائے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کسی نے آپکو نہ پہچانا کہ یہ کون ہیں۔ اور انکا کیا مرتبہ ہے۔ قیامت کے روز بھی ستر ہزار فرشتے آپکی ہم شکل پیدا کیے جائیں گے۔ تاکہ آپکو کوئی نہ پہچانے گا۔ آپ دنیا میں بھی مخلوق سے چھپ کر عبادت باری تعالیٰ کرتے رہے اور قیامت کو چشم اغیار سے پوشیدہ رہیں گے۔ اولیائی تحت قبائی لا یعرفھم غیری۔

فنا فی اللہ

سلک السلوک میں لکھا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے دولت کدہ سے اس طرح باہر تشریف لائے کہ جس طرح کوئی باہر سے کسی کو بلاتا ہو۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خطاب ہوا کہ کس کی طلب ہے۔ عرض کیا الٰہی وہ کہاں ہے فرمان آیا کہ

فی مقعد صدقٍ عند ملیکٍ مقتدرٍ

سچائی کی نشست گاہ میں مقتدر بادشاہوں کے پاس)

کہا کیا وہ مجھ کو دیکھنا نہیں چاہتا۔ فرمایا وہ تجھ کو اگر دیکھے گا تو میرے لیے اور جو مجھ کو ہی دیکھتا ہو تو تجھ کو کیوں دیکھے اور تجھ کو ہمارے لیے نہ دیکھنے سے کیا فائدہ۔ لیکن اگر کوئی ہم کو تیرے بغیر دیکھے تو اسکو کچھ نقصان نہ ہو گا۔

(ف) یہ مقام فنائیت کا ہے کیونکہ حضرت خواجہ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے قبل فنار فی الرسول کے مقام کو طے کرتے رہے۔

خواجہ اویس شب معراج میں

ملفوظات مخدوم نوح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں حضرت مولانا جامی قدس سرہٗ سے منقول ہے کہ جب آنحضرت سرور کائنات فخر موجودات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم شب معراج میں فلک الافلاک پر پہنچے۔ تو کیا ملاحظہ فرماتے ہیں کہ کسی کی جسمانی روح کا قالب ربانی فیض و برکات کی چادر اوڑھے ایک تخت مرصع و نورانی پر بڑے اطمینان و فراغت کیساتھ بے نیازی کے انداز سے پاؤں پھیلائے ہوتے آرام فرما ہیں آپکے ہی استفسار پر حضرت جبرائیل امین نے عرض کیا کہ یہ مجال اور جراءت شیخ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قالب نے کی ہے جس نے آپکے عشق میں دم مارا ہے اور درد فرقت میں قدم اٹھایا ہے اور ابھی ایک لحظہ دم کے لیے آرام کر رہا ہے (تفریح الخاطر)

ایضاً

کتاب داد الٰہی (مصنفہ داد بن قائم قاضی متوطن ڈیرہ اسماعیل خان) میں بروایت صاحب مستقصی و امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مذکور ہے کہ شب معراج میں حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خراٹے کی آواز سن کر آں حضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ یہ کس کی آواز ہے تو غیب سے جواب ملا کہ یہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے اور میں نے چند فرشتوں کو اس آواز پر متعین کر دیا ہے کیونکہ یہ آواز مجھ کو بہت پسند ہے۔

(ف) شیخ شرف الدین یحیٰی رسالت مآب صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام مسلمان مومنوں کو ساتھ لیکر بہشت میں داخل ہونگے تو فرمائیں گے کہ خداوندا میری امت کے جملہ مومنوں نے تو مجھ کو اور میں نے انکو دیکھ لیا۔ بجز اویس قرنی کے کہ نہ اس نے مجھے دیکھا اور نہ میں نے اسکو دیکھا تو جواب ملے گا کہ تجھ کو جو دیکھتا ہے میرے واسطے دیکھتا ہے۔ اور جب خود مجھ ہی کو دیکھ لے تو اسکا مقصود حاصل ہو گیا پھر تجھ کو نہ دیکھنے سے اسکو کیا نقصان ہوگا۔ یعنی ظاہری صورت نہ دیکھنے کا کوئی حرج نہیں ورنہ حقیقت محمدیہ کے دیدار سے تو خوب سیراب ہوتے۔

ھ

ہر کہ در سر محبت بندہ شد
تا ابد ہم محرم دہم زندہ شد
ہر کہ اوز ادار دنیا پاک شد
نور مطلق شد اگرچہ خاک شد

اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور عدم شہرت

بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے بلند پایہ بزرگ تھے کہ جن کی تعریف و توصیف خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں تو پھر وہ اتنا مشہور کیوں نہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ اپنی چشم پوشی حقیقت میں سے دنیا کی برائیوں اور خرابیوں کو جانچ چکے تھے۔ اسی لیے خلقت سے عزلت اور تنہائی اختیار کی تھی اور دنیا اور اہل دنیا سے نفرت کرتے تھے۔ اور مطلق گمنامی کی زندگی بسر کرتے تھے نہ اس جہاں میں انکو کسی نے جانا پہچانا نہ اس جہاں میں ان کا پتہ چلے گا اور آپ کی روحانیت میں بھی آج تک یہ تاثیر اور خاصیت موجود ہے۔ طالبانِ عقیدت کیش خلوص و محبت کے ساتھ آپکی روحانیت کی طرف متوجہ و ملتجی ہو کر دیکھیں تو یقین ہے کہ آپ کی روحانیت کے فیوض و برکات سے ضرور مالامال ہونگے اور دنیا سے انقطاع کلی حاصل کر کے دنیا اور اہل دنیا کی سختیوں اور بلاکشیوں سے نجات پائیں گے جیسا کہ حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ نے رسالہ قدسیہ میں لکھا ہے کہ افضل التابعین حضرت خواجہ اُویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح پر فتوح کی طرف توجہ کرنے اور مشغول رہنے سے خدا کی محبت اور دنیا سے قطعی بے تعلق پیدا ہو جاتی ہے نیز اسی رسالہ میں ایک اور جگہ لکھا ہے کہ آپکی روحانیت کی طرف توجہ و اشتغال کے باعث دنیا کی علائق ظاہری و باطنی سے کلی تجرد اور قطعی انقطاع حاصل ہو جاتا ہے۔

تحقیق حدیث

اِنِّیْ لَاَجِدُ نَفَسَ الرَّحْمٰنِ مِنْ قِبَلِ الْیَمَنِ ؎ (حیات اویس)

اس حدیث شریف کے متعلق جو اکثر محدثین علماء اور عارفین کاملین نے اپنی تصانیف میں ذکر کیا ہے اور اس کے معنی لکھے ہیں ان میں سے چند کو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

شوقِ دید

مولانا رومی قدس سرہٗ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر روز غروب آفتاب کے وقت صحابہ کے ساتھ شہر سے باہر تشریف لے جاتے تھے اور یمن کی جانب رُخ فرما کر اس حدیث کو فرمایا کرتے تھے اور اسی وقت آپ پر ایک عجیب کیفیت طاری ہو جایا کرتی تھی۔ اور آپ خوشی سے بے ہوش ہو کر کسی صحابی کے زانو پر سر مبارک رکھ کر سو جاتے تھے۔ اسکے علاوہ اور کیا ہوتا تھا۔ یہ میں نہیں لکھ سکتا۔ کیونکہ اس کی مجھ کو اجازت نہیں ہے۔

اَلْعَاقِلُ تَکْفِیْہِ الْاِشَارَۃُ

بقول در خانہ اگر کس است یک طرف حرف بس است۔

(ف) شیخ فریدالدین عطار قدس سرہٗ تذکرۃ الاولیاء میں فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی کبھی یمن کی طرف روئے مبارک فرما کر یہ حدیث فرمایا کرتے تھے۔

(ف) شیخ ضیاء بخشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی سلک السلوک میں اسی طرح لکھا ہے۔ البتہ لفظی فرق ہے یعنی انہوں نے بجائے نفس کے لفظ ریح استعمال کیا ہے۔

لہ حیات اُویس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ۳۰

فرشتے بیہوش

شیخ شرف الدین یحییٰ منیری قدس سرہٗ اپنے مکتوبات شریف میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شتربان (یعنی خواجہ اویس) رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے سینۂ سوختہ سے ایک ایسی لطیف ہوا چلی کہ فرشتے بے ہوش ہو گئے۔ ہوش میں آجانے کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھنے لگے کہ ہم کو سات لاکھ برس کا زمانہ ہو گیا۔ مگر آج تک اس قسم کی خوشبو نہیں آئی تھی۔ جواب عہد سید قاب قوسین میں آتی ہے جبرئیل علیہ السلام نے حضور سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا۔

انّی لاجد نفس الرحمٰن من قبل الیمن۔

یعنی یہ نسیم رحمت یمن کے ایک مست الست شتربان کے سینہ کی ہے۔

؎

شور در شہر فگند آں بتِ زنار بدست
چوں خراماں زخرا بات بروں آمدہ است

(ف) صاحب مجالس المومنین شجرۃ الاولیاء مؤلفہ حضرت سید محمد نور بخش نور اللہ مرقدہٗ سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ بزرگ ہیں کہ جن کے مرتبہ ولایت کی تعریف حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے یوں فرمائی ہے۔

انی لاجد نفس الرحمٰن من قبل الیمن ط

اور جس کی تعریف حضور خود فرمائیں اسکو اوروں کی تعریف کی کیا ضرورت!

بودھے عشق

حضرت حیدر ابن علی آلاملی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے منبع الانوار

کے شروع میں جہاں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرتبہ اور بزرگی اور آپ کے ذوق وشوق کی کیفیت کو از روئے کشف بیان فرمایا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یمن کی طرف سے بو سونگھ کر حضرت خواجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حق میں اس طرح فرمایا یعنی **انی لا تنشق روح الرحمٰن من طرف الیمن۔**

سینہ بریان مولانا بدرالدین جعفر بدخشی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ خلاصۃ المفاخر میں تحریر فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم باوجود مرتبۂ نبوت کے یمن کی طرف رخ فرما کر اور اپنے سینہ سے کپڑا ہٹا کر فرمایا کرتے تھے۔

انی لاجد نفس الرحمٰن من طرف الیمن۔

اور اس سے خواجہ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی مراد ہیں۔

امام غزالی حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عالی مرتبہ اور بزرگ جانتے تھے اسی لیے آپ کی شان میں یہ فرمایا کرتے تھے۔

(ف) شرح احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ نفس الرحمٰن میں حضرت خواجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی طرف اشارہ ہے۔

سوال:۔ مولانا علی ابن سلطان محمد قاری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے رسالہ معدن العدنی میں حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی قدس سرہٗ کا ایک قول لکھا ہے کہ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں حضرت عاصم عم اویس

رضی اللہ تعالیٰ عنہ قطب تھے اور حدیث

انی لا اجد نفس الرحمٰن من طرف الیمن

انہی کے حق میں وارد ہوئی ہے اور تم کہتے ہو کہ اس سے حضرت خواجہ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مراد ہیں۔

نیز مولانا یعقوب چرخی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اپنے رسالہ اقسام اولیاء میں بعینہ یہی تحریر فرمایا ہے۔

اور مولانا حسن بن معین الدین میبندی کتاب فواتح میں تحریر فرمایا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں قطب، ابدال، عصام (عاصم) قرنی عم اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور انکے انتقال کے بعد مکہ اور یمن کے کے مابین ایک گاؤں میں احمد نامی ایک بزرگ کو یہ قطبیت منتقل ہو گئی۔

جواب ۱:- مولانا ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ معدن العدنی میں تحریر فرماتے ہیں کہ میرا خیال تو یہ ہے کہ چونکہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مستور الحال رہتے تھے آپ ہی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں قطب ابدال تھے کیونکہ حضرت امام یافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت کے مطابق قطب ابدال ہی بہ سبب رشک وغیرتِ الٰہی کے مستور الحال رہتا ہے بمطابق حدیث قدسی

اولیائی تحت قبائی لا یعرفھم غیری۔

۲- مولانا یعقوب چرخی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ اولیائے عرب کے قطب، ابدال اور قطب الارشاد کی قبر زمین کے برابر اور پوشیدہ ہو گئی اور قبر صرف حضرت خواجہ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہی پوشیدہ ہے چنانچہ حضرت مولانا جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب شرح الصدور فی احوال الموتیٰ والقبور میں اور مولانا سید محمود صاحب حیٰوۃ الذاکرین میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت

اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دفن کر کے انکی قبر پر نشان کر دیا تھا۔ مگر جب دوبارہ انکی قبر کو دیکھنے آئے تو نہ قبر تھی اور نہ ہی اس کا نشان۔

ثابت ہوا کہ قطبیت کا اطلاق حضرت خواجہ اُویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ہی ہوتا ہے کیونکہ انہی کی ہی قبر زمین کے برابر اور ناپید ہو گئی تھی۔ (واللہ اعلم)

۳۔ کتاب ہدایۃ الاعمٰی میں لکھا ہے کہ بعض بزرگوں کے نزدیک ہر شہر میں قطب ہوتا ہے اور سب قطبوں کا ایک قطب الاقطاب ہوتا ہے اور تمام عالم کی نگہبانی ان کے ذمہ ہوتی ہے اور کوئی شخص ان میں سے مرتبۂ نبوت کو نہیں پہنچ سکتا۔ ہر پیغمبر کے زمانہ میں یہ ہوئے ہیں خصوصًا زمانۂ حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم میں حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قطب تھے۔ اور قطبیت نبوت سے ادنیٰ درجہ ہے۔

حدیث۔

فائدہ انی لاجد نفس الرحمٰن من قبل الیمن

میں جو لفظ یمن آیا ہے تو اگرچہ یمن ایک شہر کا نام ہے جو اسی کتاب کے پہلے بیان میں مشرح لکھا جا چکا ہے مگر مست الست یزدانی عین القضاۃ ہمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تمہیدات میں متعدد جگہ جدا جدا معنوں کے ساتھ استعمال کیا ہے کہیں بمعنی یمین (راست) اور کہیں اصحاب الیمین سے مراد لی ہے غرض کہ مستوں کا کلام ہر شخص صاحب فہم کی ادراک سے باہر ہے۔

زیارت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حضرت خواجہ اُویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حاضری

یہ بھی اپنے مقام پر ثابت ہے کہ حضرۃ خواجہ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دربار رسالت میں حاضری دی لیکن زیارت حاضری ظاہری قدرت کو منظور نہ تھی اس لیے نہ ہو سکی۔

خواجہ اُویس رضی اللہ عنہ مدینہ پاک میں

مجالس المومنین میں لکھا ہے کہ ایک دن آپ نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کے لیے اپنی والدہ سے اجازت مانگی انہوں نے اجازت تو دے دی مگر یہ کہہ دیا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوں تو وہاں توقف نہ کرنا فوراً لوٹ آنا چنانچہ آپ روانہ ہو کر جب مدینہ شریف پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم درِ دولت پر تشریف فرما نہیں ہیں آپ نے انتظار نہ کیا بلکہ فوراً ہی واپس تشریف لائے تو وہاں ایک ایسا نور دیکھا گیا جو اس سے قبل کبھی بھی نہ دیکھا تھا۔ فوراً ہی اپنی والدہ کی خدمت میں آ گئے جب حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم گھر پر تشریف لائے تو وہاں ایک ایسا نور دیکھا جو اس سے قبل کبھی نہ دیکھا تھا۔ دریافت فرمایا تو کیا کوئی یہاں آیا تھا عرض کیا کہ ہاں یمن سے ایک شتربان اویس نامی آپ سے ملنے آیا

تھا اور آپکو سلام عرض کر گیا ہے آپ نے فرمایا کہ ہاں یہ نور اُویس ہی کا ہے جسکو وہ یہاں بطور ہدیہ چھوڑ گیا ہے۔

حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا پر اُویس رضی اللہ عنہ کی حاضری

بحر الرموز ملفوظات شاہ

جلال الدین محمود اویسی رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ مصنفہ حضرت شیخ محمود قدس سرہٗ میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ نابینا اور ضعیفہ تھیں اور آپ انکی خدمت میں حاضر رہا کرتے تھے اور چونکہ شریعت میں ماں کی اطاعت کرنے کا حکم صراحتاً موجود ہے۔ اسی طرح آپ نبی علیہ السلام کی خدمت میں نہ پہنچ سکے۔ ہمیشہ اپنی والدہ سے اجازت مانگا کرتے تھے مگر وہ اجازت نہ دیتی تھیں۔ بالآخر ایک دن آپ نے اپنی والدہ سے صرف چند لمحات کی اجازت طلب کی انہوں نے اس شرط پر اجازت دی کہ اگر حضور سرورِ کونین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم گھر پر نہ ہوں تو واپس چلے آنا۔ وہاں ٹھہرنا نہیں چنانچہ آپ مدینہ منورہ میں وارد ہوتے ہی کاشانۂ نبوت پر حاضر ہوئے اتفاق کی بات تھی کہ حضور پرنور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت گھر پر نہ تھے۔ بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ کب واپس آئیں گے آپ نے فرمایا شاید ظہر تک واپس تشریف لائیں عرض کی حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے میرا سلام عرض کرنا اپنی والدہ ماجدہ کے فرمان کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا انتظار کیے بغیر واپس لوٹ آئے اور جب حضور پُرنور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے تو وہاں ایک ایسا نور دیکھا تھا کہ جو اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت فرمایا یہاں کون آیا تھا؟ انہوں نے فرمایا ایک شتربان تھا سلام کہہ کر واپس چلا گیا یہ سُن کر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا۔ تحقیق یہ نور خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔

مثنوی مولانا رومی کا بیان

حضرت مولانا روم علیہ الرحمت اپنی مثنوی معنوی میں فرماتے ہیں کہ بعض اولیاء مشہور ہیں اور بعض مستور۔ چنانچہ بعض انبیاء کرام علیہ السلام ایسے مستور اولیاء کرام کی ملاقات کی آرزو رکھتے تھے جیسے کہ قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت خضر علیہ السلام کا قصہ ہے۔

بلکہ حضور پُرنور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم بارگاہ الٰہی میں یہ دعا فرمایا کرتے ہیں۔

"و اشوقاہ الیٰ اخوانی"

بلکہ مقرب الٰہی کی اس دعا سے اشوق ملاقات کی مقبولیت کا بارگاہ الٰہی سے آپکو القا ہوتا تھا کہ خاصان الٰہی میں سے کسی کی انکو ضرور ملاقات ہوگی۔

اسی امید پر حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرما دیا تھا۔ کہ خاصان خدا میں سے ایک شخص ضرور ہمارے گھر میں آئیگا اگر میں اتفاقاً گھر وقت موجود نہ ہوا تو تم اس نیک مہمان سے نہایت عزت واحترام سے پیش آنا اور انکو میرے آنے تک باعزت بٹھانا اور اگر وہ میرا انتظار نہ کرسکیں تو انکا حلیہ ضرور یاد رکھنا کیونکہ انکی زیارت کرنے اور حلیہ یاد رکھنے میں سعادت اخروی ہے۔

چنانچہ ایک روز ایسا ہی ہوا کہ ایک مقرب الٰہی یعنی حضرت خواجہ اویس قرنی علیہ الرحمت تشریف لائے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پوچھا۔ حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم اس وقت مسجد میں مصروف نماز تھے اس لیے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپکی عزت وتکریم کرتے ہوئے فرمایا۔

آپ اندر تشریف لے آیئے تاکہ میں آپکی زیارت سے مشرف ہو سکوں آپ نے فرمایا میں اندر نہیں آسکتا۔ حضور پر نور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں میرا سلام عرض کر دینا بس اتنا کہہ کر آپ واپس لوٹ آئے حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم جب گھر میں تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپکا تشریف لانا اور آپکا سلام عرض کیا اور آپکا جو حلیہ شریف بیان فرمایا ہے لسے مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ نے اس طرح نظم فرمایا ہے۔

ے

عائشہ چوں بگفت حلیہ او
اشک از چشم رواں شد چوں او
مصطفیٰ گشت از خوشی رابیہوش
ہمچو دریا در آمد اندر جوش
از چناں بیہوش جو باز آمد
قطرہ اش بحرے ز راز آمد
بر ز بانش روانہ گشت اسرار
مستمع شوق شد و زاں انوار

ترجمہ :۔ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب حلیہ بیان کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چشمان مبارک سے آنسو جاری ہو گئے۔

۲۔ حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام خوشی سے دریا کی طرح آنسو بہا رہے تھے اور بے ہوش ہو گئے۔

۳۔ جب ہوش میں آئے تو آپ سے اسرار و رموز کی باتیں سننے میں آئیں۔

۴۔ آپ کی زبان سے اسرار جاری ہوئے اور لپنے عاشق کی باتیں سننے کے

مشتاق ہوئے۔

خواجہ کا صحابہ میں تعارف

حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بذریعہ وحی صحابہ کرام کو سیدنا اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف کرایا تو صحابہ نے عرض کی اس خوش بخت انسان کا کیا نام ہے آپ نے فرمایا اویس!

- صحابہ نے پھر عرض کی! کہاں رہتا ہے؟
- رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یمن کے علاقہ قرن میں۔
- صحابہ نے پھر عرض کی۔ کیا آپ نے کبھی اسے دیکھا بھی ہے؟
- حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ بسر و چشم نہیں دیکھا۔
- صحابہ نے عرض کی تعجب ہے کہ وہ ایسا محبوب اور پھر حاضر خدمت بھی نہ ہو۔
- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اسکی غیر حاضری کی دو وجہ ہیں۔
- ۱۔ غلبۂ حال
- ۲۔ خدمت ماں۔

مزید تفصیل آگے آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ

دیدار اویس سے بلال بے ہوش

حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے

اجازت چاہی کہ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تلاش کریں آپ نے اجازت دے دی اور فرمایا کہ اسکے ہاتھ کی ہتھیلی میں ایک سفید نشان ہے اور وہ برص نہیں ہے جب حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم نے لشکر کشی کی اور دعوت اسلام دی تو خواجہ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں لوگوں سے دریافت تو بہت کیا مگر کسی نے ان کا پتہ نہ بتایا۔ کئی روز کے بعد ایک بوڑھے آدمی نے آکر کہا کہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس کی آپکو تلاش ہے وہ محلہ قرن میں رہتا ہے پھر محلہ قرن میں بھی کئی روز تک تلاش کیا اور تلاش کرایا۔ مگر نہ ملے آخر پھر وہی بوڑھا آیا۔ اور کہا کہ نماز مغرب کے بعد جو شخص ابدال کی وضع میں چلتا پھرتا نظر آتا ہے وہی اویس رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت بلال سے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرمایا کہ تم جاکر دیکھو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے اور ان کو ڈھونڈ کر دیکھا انکے پاس جاکر سلام کیا ہی تھا کہ خواجہ کی زبان سے لفظ ھُو نکلا فوراً ہی بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ایک کیفیت طاری ہو گئی اور بے ہوش ہو گئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر ہوئی تو وہ انکو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اٹھا کر لے گئے۔ انہوں نے ان پر دم کیا تو ہوش آیا۔ پھر ان سے بے ہوشی کا سبب دریافت کیا حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ کیا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ کو یہ معلوم ہوا تھا کہ نماز مغرب کے بعد ایک شخص ابدال کی وضع کا اس طرف آتا ہے وہی اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے چنانچہ میں نے انکو دیکھنے کو بھیجا تھا۔ اسکے بعد حضرت بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کیا کہ میں نے اس شخص کو ڈھونڈ لیا اور جب اسکو جاکر سلام کیا تو اس کے منہ سے لفظ ھُو نکلا۔ ھو کا لفظ سنتا تھا کہ میرے ہوش جاتے رہے ایسا

معلوم ہوتا ہے وہی اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا پھر دوسرے، تیسرے روز حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا اور فرمایا کہ ان کو ہمارا سلام پہنچا کر ہم سے ملاقات کے لیے وقت لے لینا۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر گئے آپ کا سلام و پیغام پہنچایا حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ جمعہ کے روز صبح کی نماز میرے ساتھ پڑھیں لیکن یمن کے رؤسا کو اپنے ہمراہ نہ لے آئیں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ کی صبح سواری کر کے پہاڑی پر جہاں کہ آپ تھے پہنچے۔ دیکھا کہ خلق کا انبوہ کثیر ہے خیمہ لگا ہوا ہے اور حضرت خواجہ شاہانہ لباس میں چتر شاہی کے نیچے فرش شاہانہ پر تاج پہنے ہوئے رونق افروز ہیں پاس جاکر ملاقات کی اور نماز فجر سے فارغ ہو کر کچھ باتیں کیں اور پھر رخصت ہوئے۔ (حیات اویس ص ۴۶)

فائدہ:۔ یہ اسی عالم بطون کی غوثیت کا اظہار تھا اور وہ انبوہ کثیر ملکوت کا تھا اور خیمے نورانی اور شاہانہ لباس عرش سے منگوایا گیا اور چتر شاہی غوثیت و قطبیت کا تاج تھا۔

جبرئیل علیہ السلام کا پیغام

نور المریدین شرح تعرف میں مولانا اسمٰعیل بن عبداللہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اپنی ضعیفہ اور والدہ کی خدمت گزاری کے سبب حضور نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات سے محروم رہے تو اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ آپکو

لے حیاتِ اویس ص ۴۶ ۔ ۱۲ ۔ اویسی غفرلہ

انکے احوال سے مطلع فرمادیا تھا کہ ہم نے اسکو اپنی ماں کی خوشنودی حاصل کرنے کی برکت سے اپنے کرم سے نواز دیا ہے۔ پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا تذکرہ اپنے اصحاب سے فرمایا۔

اُویس رضی اللہ عنہ کو سلام

تذکرۃ الاولیاء میں حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمانے پر) صحابہ کرام نے عرض کیا کہ حضور وہ کون شخص ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ وہ ایک بندۂ خدا ہے صحابہ نے عرض کیا کہ بندے تو ہم سب ہی ہیں اس کا نام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ دو سبب کی وجہ سے نہ آسکا۔

۱۔ غلبۂ حال کے سبب کیونکہ وہ اپنے آپ میں نہیں رہتا اور مشغول حق میں اس قدر محو و مستغرق رہتا ہے کہ آنا دشوار ہے۔

۲۔ بوجہ تعظیم شریعت کے کہ وہ اپنی معذور والدہ کی خدمت میں مصروف ہے عرض کیا کیا ہم اسے دیکھیں گے؟

فرمایا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخاطب ہو کر) تم اسے نہ دیکھو گے لیکن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ دیکھیں گے انکے بدن پر بال ہیں اور کف دست چپ میں بقدر درم کے (برص) کا سفید داغ ہے جب ان سے ملو تو میرا سلام پہنچانا اور کہنا کہ میری امت کے لیے دعا کریں ان کی دعا سے ربیعہ و مضر قبائل کی بکریوں کی تعداد کے برابر میری امت بخشی جائے گی۔

فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلاش

مروی ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد بموجب ارشاد رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ برابر دس سال تک آپ سے ملاقات نہ کر سکے۔ آخر آپ نے عہد خلافت کے آخری سال آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ ایام حج میں آپ کے حالات و قیام دریافت کرنے اور آپ سے ملاقات کرنے کا تہیہ کر لیا۔ ایام تشریق میں بعض روایات کے مطابق میدان عرفات میں اور بعض روایات میں کوہِ ابو قبیس پر بعد خطبہ مسنونہ تمام مسلمانوں کے مجمعِ تمام میں مخاطب فرما کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

جو لوگ کوفہ کے رہنے والے ہیں وہ کھڑے ہو جائیں۔

- جب اہل کوفہ کھڑے ہو گئے تو ان سے فرمایا تم میں سے جو اہل قرن ہوں وہ کھڑے رہیں باقی بیٹھ جائیں۔
- ایک بوڑھے شخص کے سوا سب بیٹھ گئے تو اس سے آپ نے دریافت فرمایا کیا تم قرن کے رہنے والے ہو؟
- اس نے کہا ہاں!
- پوچھا حضرت اویس کو جانتے ہو؟
- اس نے کہا اگرچہ میں یقیناً نہیں کہہ سکتا تاہم اتنا کہہ سکتا ہوں وہ تو ایک دیوانہ شخص ہے جو میرا برادر زادہ ہے لیکن وہ اس قدر حقیر اور کم حیثیت ہے کہ

کہ اس سے زیادہ میں نے کوئی حقیر نہیں دیکھا اسکی کم حیثیتی اور دیوانگی کے مقابل امیرالمؤمنین کی شان سے یہ امر نہایت بعید ہے کہ ایسے شخص کو آپ شرفِ ملاقات بخشیں۔ بوڑھے شخص کا یہ جواب سُن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے آنسو رواں ہو گئے اور پھر آنسوؤں کو پونچھ کر فرمایا ہاں میں ایسے ہی شخص سے ملنا باعث فخر جانتا ہوں۔ کیونکہ حضور پرنور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ خداوند تعالیٰ اپنے ایسے ہی بندوں کو دوست رکھتا ہے جنکے چہرے مرجھاتے ہوئے اور گرد آلودہ بال بکھرے ہوئے اور پچکے ہوئے ہوں۔ انکا رنگ تیرہ ہو۔ شکم سوکھ کر پیٹھ سے لگ چکا ہو۔ جب انکا کسی تونگر دنیا دار سے سامنا ہو تو دنیا داران سے بات تک کرنا اپنی ہتک سمجھیں اور انکو اپنے گھروں میں گھسنے نہ دیں۔ اپنی لڑکیوں کے ساتھ نکاح نہ کریں اگر وہ بیمار ہو جائیں تو پتہ نہ کریں اگر فوت ہو جائیں تو انکے جنازہ پر نہ جائیں۔ بیماری کے وقت انکا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا اور اگر وہ کہیں ہو جائیں تو انکی تلاش نہ کریں۔

فائدہ: یہ دورِ حاضرہ کی پیری مریدی کے خلاف ہے کیونکہ ہمارے عوام کے ذہنوں میں جاہل پیروں نے یہ بات ڈال دی ہے کہ ایسے اوصاف کے ملّا لوگ ہوتے ہیں اور وہ طریقت و معرفت کے راستوں سے یکسر خالی ہوتے ہیں یہ صرف اپنی جہالت کو چھپانے اور نفس و شیطان کے بہانے ہوتے ہیں ایسے جھوٹے مکاروں کے لیے مولانا رومی قدس سرہٗ نے فرمایا۔

شعر

کار شیطان می کند نامش ولی

گر انیست ولی لعنت بر ولی

انتباہ:۔ ایسے جاہل پیر [illegible] ہوا انکی خوشامد میں عوام

ہیں انکو اولیا ر ظاہر کرتے ہیں۔

امت کے لیے دعا

مجالس المؤمنین میں لکھا ہے کہ جب سلمان فارسی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ یہ شخص کون ہے تو آپ نے فرمایا کہ وہ یمنی ہے اور اس کا نام اویس ہے قیامت کے روز امت کی شفاعت کریگا۔ تم سب یاد رکھنا کہ اگر تم میں سے کوئی شخص اس سے ملے تو میرا سلام کہے اور امت کے لیے دعا کرائے۔

(ف) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح مشکوٰۃ شریف میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت امیرالمؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یمن کا رہنے والا اویس نامی ایک شخص تم سے ملے گا یمن میں سوائے ایک ماں کے اس کا کوئی نہیں ہے پہلے اس کا بدن برص کی وجہ سے سفید تھا۔ مگر جب اس نے خدا سے اسکے دور کرنے کی دعا کی تو وہ مرض دور ہوگیا مگر صرف ایک درہم یا دینار کے برابر اس کے بدن میں باقی رہ گیا (راوی کو شک ہے کہ درہم فرمایا تھا یا دینار)

(ف) مولا علی قاری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ شرح مشکوٰۃ میں اسی حدیث مذکورہ کا مطلب یہ بیان فرماتے ہیں کہ یمن میں صرف انکی والدہ ہی تھیں انکے اہل وعیال نہ تھے اور انکی والدہ انکو رسول خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے سے روکتی رہتی تھی۔

سفید داغ

شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح مشکوٰۃ میں یہ بھی لکھا ہے کہ بقدر درہم سفید نشان پیدا کردے کہ میں اسکو دیکھ کر تیری یاد کیا کروں اور حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمانا کہ

جو اس سے ملے اپنے حق میں دعا کرئے تو یہ بقول بعض علماء محض حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل خوش کرنے کے لیے تھا۔ نیز لوگوں کے وہم و گمان کو دور کرنے کے لیے تھا۔ جو حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صحبتِ رسول سے گریز کرنے پر معترض تھا۔ وہ حالانکہ ماں کی خدمت میں رہنے کے سبب مجبور و معذور تھے۔

امت کی بخشش

بحر السعادت میں لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے عہد خلافت میں ایک دفعہ زمانۂ حج میں ایام تشریق کے دوسرے دن بندگان خدا کو پند و نصائح فرما رہے تھے اور خدا و رسول کے احکام پہنچا رہے تھے۔ سب لوگ حاضر تھے جب آپ وعظ و نصیحت فرما چکے تو فرمایا کہ تم میں جو اہل کوفہ ہوں۔ وہ اٹھیں سب کوفے (کوفی) کھڑے ہو گئے۔ پھر فرمایا تم میں جو قرن کا ہو وہ کھڑا ہو جائے باقی بیٹھ جائیں۔ سوائے ایک شخص کے سب بیٹھ گئے امیر المؤمنین نے فرمایا کیا تم قرن کے ہو اور تم کیا اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جانتے ہو۔ کہا ہاں یا امیر المؤمنین میں قرن کا ہوں اور اسکو اچھی طرح خوب جانتا ہوں مگر وہ اس لائق نہیں ہے کہ آپ اس کا نام بھی لیں وہ تو بڑا حقیر و فقیر اور شوریدہ حال ہے اور لوگوں سے دور رہتا ہے۔ سب اسکو دیوانہ جانتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم اسکو نہیں پہچانتے میں نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ فرماتے سنا ہے کہ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد کے برابر میری امت کے آدمی اس کی شفاعت سے بخشیں جائیں گے۔ اور بھی بہت کچھ تعریف فرمائی ہے۔

بکریوں کے بالوں کے برابر

حکایات الصالحین میں لکھا ہے کہ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولی کامل اور عالی

مرتبہ تھے کہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپکے حق میں فرمایاہے کہ قبیلہ قرن میں ایک شخص اویس نامی ہے جو خدا تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک مانتا ہے اور مجھ پر ایمان رکھتا ہے لیکن اپنی ضعیف ماں کو تنہا چھوڑ کر میری ملاقات کو نہیں آسکتا اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اے علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ تم میرے بعد میدان عرفات میں اس سے ملو گے۔ میرا سلام اسکو پہچانا اور کہنا کہ میری امت کے لیے دعا کرے سب نے یہ بات سُن کر تعجب کیا اور کہنے لگے کہ خدا نے اسکو کیا عالی مرتبہ عنایت کیا ہے۔

اَنَّ یَّھَبَ اللّٰہَ مِنْ اُمَّتِیْ بِشَفَاعَتِہٖ بِالصَّوَافِ بَنِیْ کُلَیْبٍ وَ اَشْعَارِھَا ط۔

ترجمہ۔ بے شک اللہ تعالیٰ انکی شفاعت سے میری امت کے اتنے لوگوں کو بخشے گا جتنے بنی کلیب کے چوپائے اور انکے بال) جو فرمایا ہے تو اس لیے فرمایا ہے کہ بنی کلیب کا قبیلہ اس قدر بڑا ہے کہ اس کا کچھ شمار ہی نہیں ہو سکتا اور پھر اس قبیلہ میں ہر شخص بے شمار بکریاں رکھتا ہے اسی لیے پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اشارۃً اس کی بشارت دی ہے۔

شہنشاہِ مدینہ قرن کی جھونپڑی میں

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپکا پتہ کر کے معلوم کر کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہمراہ کوفہ میں تشریف لائے اور خطبہ مسنونہ کے درمیان اہل نجد سے پوچھا کہ تم میں جو قرن کا رہنے والا ہو وہ میرے سامنے آئے ایک شخص سامنے ہوا تو اس سے آپکا پتہ دریافت کیا اس نے بھی یہی کہا۔

اے امیر المومنین وہ تو ایک وحشی ہے جو لوگوں سے نہیں ملتا۔ دریافت

کیا؟ وہ کہاں ملے گا۔؟

اس نے عرض کیا۔

وادی عُرنا میں دن کو اُونٹ چراتا ہے اور رات کو خشک روٹی کھا لیتا ہے۔ شہر میں نہیں آتا اور نہ کسی سے ملتا ہے لوگ ہنستے ہیں تو وہ روتا ہے اور لوگ روتے ہیں تو وہ ہنستا ہے بلکہ دیوانہ ہے عجیب باتیں کرتا ہے بچے اسکو ستاتے ہیں اور بڑے اس سے نفرت کرتے ہیں۔ چنانچہ عمر فاروق و حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما وادی عرنا میں پہنچے دیکھا تو آپ ایک درخت کے نیچے مصروفِ نماز ہیں اور انکے اونٹ خود بخود چر رہے ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپکے رخ کی طرف جا کر کھڑے ہو گئے تو آپ نے نماز کو جلدی سے ختم کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا۔

آپ نے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کا جواب دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت فرمایا تم کون ہو؟

فرمایا میں اونٹوں کا چرواہا ہوں اور قوم کا مزدور ہوں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہم آپکے کام اور اسکی مزدوری کے متعلق نہیں پوچھتے۔ اپنا نام بتایئے فرمایا عبداللہ!

اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا یہ تو ہم بھی جانتے ہیں کہ دنیا کی تمام مخلوق اللہ کے بندے ہیں اپنا وہ نام بتایئے جو آپکی والدہ نے رکھا ہے فرمایا تم مجھ سے چاہتے کیا ہو اپنا مطلب بیان کرو۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ ہمیں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک برگزیدہ محبوب کی اطلاع دی ہے جسکا نام اویس بتایا ہے اور

اسکا جو حلیہ بیان کیا ہے اسکے مطابق قد و قامت اور رنگ اور بالوں سے تو ہم نے آپکو پہچان لیا ہے لیکن ایک نشان دریافت کرنا باقی ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہم سے حضور پرنور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس شخص کی ہتھیلی پر ایک سفید نشان اسکی بیماری کا باقی ہوگا اور وہ اس کی دعار سے باقی رہ گیا ہے تاکہ اسکو دیکھ کر خداوند کریم کی رحمت و شفقت یاد رکھے لہذا آپ اپنا ہاتھ دکھایئے ؟

آپ نے فرمایا اور اپنا ہاتھ دکھایا تو واقعی اس پر وہ نشان تھا جسکو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھتے ہی چوم لیا۔

(ف) تبرکات چومنا سنّت فاروقی ہے اس سے انکار الحاد، کفر اور بے دینی کی علامت ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک آپ ہی محبوب حبیبِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپ ہمارے لیے دعا فرمایئے۔

خواجہ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مسلمان دعار کو صرف اپنے ہی نفس کے لیے مخصوص نہیں کرسکتا۔

میں بھی بعد ہر نماز کے تشہد میں کہتا ہوں۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ط

ترجمہ:۔ اے خدا مرد و عورت مومنوں کو بخش دے۔

پس اگر قبر میں آپ اپنا ایمان سلامت لیجاؤ گے تو میری یہ دعار خود بخود تم کو پہنچ جائے گی۔ اب آپ فرمایئے کہ آپ کون صاحب ہیں۔ جن پر اللہ تعالیٰ نے میرا حال ظاہر کردیا اور میرے مولیٰ و آقا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تم کو مجھ سے شناسا کرایا۔

اس پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے (حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ کر کے) آپ سے فرمایا یہ امیر المؤمنین جناب عمر ابن خطاب (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) ہیں اور میں علی ابن ابی طالب ہوں۔

حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ادب کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور فرمایا۔

السلام علیک یا امیر المومنین عمر بن خطاب و ابن ابی طالب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ اللہ تعالیٰ آپکو اس امت میں جزائے خیر دے۔

ہر دو اصحاب کرام رضوان اللہ علیہما اجمعین نے فرمایا۔

اللہ تم کو بھی تمہارے نفس سے جزائے خیر دے۔

پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے آپ سے فرمایا۔

آپ تمام امت مسلمہ کے لیے دعا کیجئے؟

آپ نے کہا آپ مجھ سے زیادہ بہتر ہیں اور آپ پر بحیثیت امیر المؤمنین ہونے کے اسکا حق بھی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا۔

میں تو یہ کام کرتا ہی ہوں لیکن آپ بموجب وصیت حضور رسول اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انکی امت کے لیے دعائے مغفرت کریں جبکہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا پیراہن مبارک بھی آپکو ہمارے ہاتھ مرحمت فرمایا ہے۔

وصیت رسول کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مطلع ہو کر آپ نے کہا اگرچہ میرا نام اویس قرنی ہے تاہم اے امیر المؤمنین آپ اچھی طرح دیکھ لیں شاید پیغمبر خدا احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عطا و افتخار کسی اور کو بخشا ہو۔ اور میں اسکے لائق نہ ہوں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا۔
مجھے اپنے آقائے نامدار سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے محبوب کے جو نشانات ارشاد فرمائے ہیں وہ سب آپ میں موجود ہیں۔ اور وہ آپ ہی ہیں۔

یہ سُن کر آپ نے فرمایا تو مجھے حضور پُر نور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مرقع مبارک عنایت کیجئے تاکہ میں دعا کروں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت ادب کے ساتھ پیراہن رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب آپکے پیش کیا تو آپ نے نہایت ادب واحترام سے اور عزت وتکریم سے اسے اپنے سر پر رکھا اور پھر اس مرقع مبارک کو لیکر ایک الگ جگہ پر گئے اور وہاں جگہ صاف کر کے وہاں پیراہن مبارک کو سامنے رکھ کر درگاہِ الٰہی میں سر بسجود ہو کر عرض کیا۔

بارالہا ! میرے آقا اور تیرے محبوب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یہ مرقع فرما کر ارشاد فرمایا ہے کہ میں انکی امت کے لیے دعائے مغفرت کے لیے تیری درگاہ اقدس میں دعا کرو۔

لہذا میں یہ مرقع نہ پہنوں گا جب تک کہ تو تمام امت محمدیہ کو نہ بخش دیگا یا اللہ العالمین! تیرے مقدس رسول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور انکے صحابہ کرام حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے تو اپنا اپنا کام پورا کر دیا اب صرف تیرا کام باقی ہے کہ تو میری دعا قبول کر اور امت مسلمہ کو بخش دے۔
ہاتف نے آواز دی کہ تیری دعا کے مطابق امت مسلمہ کا کچھ حصہ بخش دیا گیا عرض کیا یاالٰہی میں تو تیرے محبوب کی سب امت کی مغفرت کا طالب ہوں۔ ندائے غیب ہوئی کہ ایک اور حصے کو بخش دیا۔

عرض کیا نہیں۔ میں اس وقت تک مرقع رسول نہ پہنوں گا جب تک تمام امت کو نہ بخش دیگا۔

القاء ہوا کہ ایک اور حصہ بخش دیا گیا اب اپنے محبوب کا مرقع پہن لے۔ عبد و معبود میں التجا و بخشش کے یہی راز و نیاز ہو رہے تھے۔ کہ اتنے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس تاخیر کا سبب معلوم کرنے کے لیے آپکے پاس جو تشریف لائے تو آپ نے انکی آہٹ پاکر سجدہ سے سر اٹھاتے ہوئے کہا۔

آہ! اس موقعہ پر کیوں آئے! اگر کچھ دیر اور صبر کرتے تو میں جب تک دریائے مغفرت الہٰی سے سیراب نہ ہو جاتا اپنا سر سجدہ سے نہ اٹھاتا۔ یعنی جب تک تمام امت محمدیہ کو ارحم الراحمین سے نہ بخشوالیتا مرقع رسول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نہ پہنتا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل پر آپ کی یہ شان جلالت اور حالت استغنا دیکھ کر رقت طاری ہو گئی کبھی آپکی بظاہر خستہ و خراب حالت کو دیکھتے کبھی آپکی اس قدر پاکیزہ روحانی حالت ملاحظہ فرماتے جب اونٹ کے بالوں کے کہنہ اور بوسیدہ کمبل پر نگاہ ڈالتے تو اسی کمبل کے نیچے ہیجدہ ہزار عالم کے انوار پاتے یہ دیکھ کر اپنی خلافت سے دل برداشتہ ہو گئے اور بے اختیار آپکی زبان مبارک سے نکل گیا۔

ہے کوئی ایسا کہ ایک سوکھی روٹی کے عوض یہ عہدۂ خلافت مجھ سے خرید لے اس پر آپ نے فرمایا۔

جو بے عقل ہو گا وہی لے گا۔ آپ تو اسے بیچتے ہیں۔ اپنے سر سے اس بوجھ کو پھینک دو۔ جو چاہے گا خود لے لے گا اس میں خرید و فروخت کا کیا

کام ہے۔

ازالۂ وہم اس واقعہ سے شیعوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اعتراضات کیے ہیں انکے جوابات ہم نے آگے چل کر عرض کر دیئے ہیں۔

ایضاً نور المریدین شرح تعرف میں حضرت مولانا اسمٰعیل بن احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے عہدِ خلافت میں حج کے لیے تشریف لے گئے اور میدان عرفات میں لوگوں سے اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دریافت کرنے لگے۔ تو لوگوں نے عرض کیا کہ وہ تو ایک پریشان حال ہے ہمارے اونٹوں کی نگہبانی کرتا ہے حضرت عمر و حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما تشریف لے گئے اور کہ واقعی لوگ اسکو دیوانہ ہی سمجھتے ہیں اور اسی کے بارے میں پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ قیامت کے روز جسکی شفاعت سے بنی کلیب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد کے برابر میری امت جنت میں جائے گی۔ وہ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوگا اور لوگوں میں دیوانہ مشہور ہوگا۔ مگر خدا کے ہاں اس کا یہ مرتبہ ہوگا۔

ایضاً حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ احیاء العلوم اور کیمیائے سعادت میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو آپ نے لوگوں کو جمع کر کے فرمایا کہ تم میں جو عراقی ہو وہ کھڑا ہو جائے سب عراقی کھڑے ہو گئے پھر فرمایا ان میں جو کوفی نہ ہو وہ بیٹھ جائے غیر کوفی بیٹھ گئے پھر فرمایا کہ جو قرن کے نہ ہوں بیٹھ جائیں وہ جو قرن کے نہ تھے بیٹھ گئے صرف ایک شخص کھڑا رہ گیا حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے دریافت فرمایا کیا تو قرنی ہے؟ عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جانتا ہے۔ عرض کیا جانتا

ہوں۔ وہ ایک ایسا فقیر و حقیر آدمی ہے کہ ہمارے پاس اس سے زیادہ نہ کوئی فقیر و محتاج ہے نہ دیوانہ۔ اور حضور کو تو یہ زیبا بھی نہیں معلوم کہ آپ ایسے شخص کا ذکر کریں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر روتے اور فرمایا کہ میں اسکو اس لیے دریافت کرتا ہوں کہ میں نے رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ قبیلہ ربیعہ اور مضر کے آدمیوں کی تعداد کے برابر میری امت اسکی شفاعت سے بہشت میں داخل ہو گی۔ اور ربیعہ و مضر ایسے قبیلے ہیں کہ جنکے لوگوں کی تعداد کا شمار ہی نہیں ہو سکتا۔

فائدہ:۔ مولانا جامی قدس سرہٗ بھی شواہد النبوۃ میں تحریر فرماتے ہیں البتہ عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال دریافت فرمایا تھا اسکا نام انیس تھا۔

داتا علی ہجویری قدس سرہٗ آپ اپنی کشف المحجوب میں فرماتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کہ قرن میں ایک شخص اویس نامی رہتا ہے اُسکی شفاعت سے قوم ربیعہ و مضر کی بکریوں کی تعداد کے برابر میری امت کے لوگ بخشے جائیں گے پھر روئے مبارک حضرت عمر و حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف کر کے فرمایا کہ وہ تم سے ملے گا۔ اسکا قد درمیانہ ہے اور اسکے بائیں جانب ایک درہم کے برابر سفید دھبہ ہے اور اسی قدر ایک دھبہ ہاتھ کی ہتھیلی پر ہے جب تم اس سے ملو تو میرا سلام کہنا اور امت کے لیے دعا کرانا۔ چنانچہ جب تم نبی علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہ ہمراہی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ معظمہ پہنچے تو دوران خطبہ میں آپ نے فرمایا۔ کہ اے اہل نجد کھڑے ہو جاؤ اور بتاؤ کہ تم میں کون قرنی ہے عرض کیا کہ ہے پھر انہوں نے اہل قرن

کو آپکی خدمت میں پیش کر دیا آپ نے فرمایا کہ تم لوگ اویس کو جانتے ہو عرض کیا جی ہاں۔ اویس ایک دیوانہ ہے آبادی سے دور رہتا ہے اور نہ ہی کسی سے ملتا جلتا ہے جو کچھ ہم کھاتے ہیں وہ نہیں کھاتا رنج اور راحت سے بے خبر ہے ہم ہنستے ہیں تو وہ روتا ہے اور ہمارے رونے پر وہ ہنستا ہے۔ فرمایا میں تو اسی سے ہی ملنا چاہتا ہوں عرض کیا جنگل میں ہمارے اونٹوں کے پاس ہے امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور اسکے پاس تشریف لے گئے حضرت اویس رضی اللہ تعالےٰ عنہ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے آپ بیٹھ گئے نماز سے فارغ ہو کر انہوں نے سلام عرض کیا اور پہلو کا نشان دکھایا۔ تاکہ انکو یقین آجائے کہ یہی اویس ہے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سلام و پیام پہنچایا۔ اسکے بعد کچھ دیر بیٹھے تھے کہ آپ نے کہا بس اب جس طرح آئے لوٹ جاؤ۔ قیامت نزدیک ہے وہاں ملاقات ہو گی وہاں سے لوٹنا نہ ہو گا۔ اب تو میں قیامت کا راستہ درست کرنے میں مشغول ہوں۔

ہجرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف سننے کے بعد جب اہل قرن اپنے وطن کو واپس آئے تو حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے حد عزت و توقیر کرنے لگے۔ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ حال دیکھ کر وہاں سے چلے گئے اور کوفہ میں سکونت اختیار کر لی

نماز کی مشغولی

تاریخ اعثم کوفی میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ شریف میں ایک پیلو کے درخت کے سائے میں نماز پڑھ رہے تھے کہ حضرت عمر و حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما تشریف لے آئے اور ان سے ملاقات کے بعد امامت کے لیے دعا کرنے کو کہا اور آپ نے

ربیعہ اور مضر کی بکریوں کے بالوں کی تعداد کے برابر امتی بخشوائے

(واللہ اعلم)

اُویس کو بہشت سے رکاوٹ

قوت الارواح میں لکھا ہے کہ قیامت کے دن رب العزت کی طرف سے منادی ہوگی کہ اے میرے بندو جنت میں داخل ہو جاؤ مگر حضرت اویس رضی اللہ تعالٰی عنہ کو روک کر کہا جائیگا کہ پہلے محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی گنہگار امت کی اپنی زبان سے شفاعت کر لے کیونکہ میں نے وعدہ کیا ہے کہ تیری شفاعت سے ربیعہ ومضر (عرب کے مشہور قبیلے) کی بکریوں کے بالوں کے برابر تعداد کے برابر گنہگاران امت محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو جنت میں داخل کروں گا اور یہ اچھا بھی نہیں کہ تجھ پر تجھ جیسا سپہ سالار اور شہباز امت بہشت میں تن تنہا جائے۔

فائدہ: اسی سے حضرت خواجہ اویس کے (رضی اللہ تعالٰی عنہ) محبوبانہ شان کا اظہار مطلوب ہوگا۔

طویل حدیث

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ حبیب خدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بالتحقیق اللہ تعالٰی اپنے بندوں میں سے ایسے برگزیدہ بندوں کو دوست رکھتا ہے جو دنیا داروں کی نظروں میں سے پوشیدہ رہتے ہیں اور انکے چہروں کا رنگ سیاہ اور انکے پیٹ لگے ہوئے اور کمریں پتلی ہوتی ہیں اور وہ ایسے بے پرواہ ہوتے ہیں کہ اگر بادشاہ بھی ملے اور وہ ان سے ملاقات کرنے کی اجازت طلب کرے تو وہ اجازت نہ دیں اور اگر مالدار عورتیں نکاح کرنا چاہیں تو وہ نکاح

کریں وہ اگر گم ہو جائیں تو کوئی انکو جستجو نہ کرے۔ اور اگر مر جائیں تو انکے جنازے پر لوگ شریک نہ ہوں اور اگر ظاہر ہوں تو انکو دیکھ کر کوئی خوش نہ ہو اور اگر بیمار ہوں تو کوئی مزاج پرسی نہ کرے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) یہ تو فرمایئے وہ کون ہے؟

- فرمایا وہ اویس قرنی ہے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)
- صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کون ہے؟

فرمایا اسکا حلیہ یہ ہے کہ؟

- آنکھیں اس کی نیلگوں ہوں گی۔
- دونوں کانوں کے درمیان کافی فاصلہ ہوگا۔
- انکا قد درمیانہ ہوگا۔
- رنگ سخت گندم گوں ہوگا۔
- ٹھوڑ سینہ کی طرف جھکی ہوئی ہوگی۔
- انکی آنکھیں سجدہ گاہ پر لگی ہوئی ہوں گی۔
- سیدھا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا ہوا ہوگا۔
- اپنے اوپر روتا ہوگا۔
- اسکے پاس دو پرانے کپڑے ہونگے۔
- کہ وہی ملبوس ہونگے۔
- ایک پشم کا پاجامہ اور ایک پشم کی چادر ہوگی۔
- دنیا میں کوئی بھی اسکو نہیں جانتا۔
- وہ آسمانوں پر مشہور ہے۔
- اگر وہ قسم کھائے تو اللہ تعالیٰ اسکی قسم کو سچ کر دے۔

- ان کے بائیں مونڈھے تلے تھوڑا سا سفید داغ ہوگا۔
- روز حشر تمام نیکوں کو جنت میں جانے کے لیے کہا جائیگا لیکن حضرت اویس کو حکم ہوگا کہ ٹھہرو۔ لوگوں کی شفاعت کرو۔ پھر اللہ تعالیٰ ربیعہ و مضر کے قبیلوں کے برابر لوگوں کے بارے میں انکی شفاعت قبول فرمائے گا۔

اسکے بعد حضور سرورِ عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر و حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ جب تم انکی ملاقات کرنا تو ان سے اپنے حق میں دعاء و استغفار کرانا۔ اللہ تعالیٰ تمہاری خطاؤں کو معاف فرمائیگا اسکے بعد دس سال حضرت عمر و حضرت علی رضی اللہ عنہما خواجہ اویس قرنی کی تلاش میں رہے لیکن کامیابی نہ ہوئی بالآخر جب حضرت عمر اپنی زندگی کے آخری سال حج میں تھے۔ آپ نے بوقبیس پہاڑ پر چڑھ کر بلند آواز سے اہل یمن کو پکارا اور پوچھا کہ تم میں اویس نامی کون ہے ایک بوڑھا جسکی ریش دراز تھی۔

ہم لوگ گواہی دیتے ہیں کہ آپ ہی اویس قرنی ہیں آپ ہمارے حق میں دعا فرمایئے۔ خواجہ اویس نے فرمایا کہ میں کسی کی تخصیص کر کے استغفار نہیں کیا کرتا۔ اور نہ آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے کسی ایک کے لیے کرتا ہوں۔ بلکہ کل مسلمان مرد و عورت کے لیے دعا کرتا ہوں اور تم کو واقعی اللہ تعالیٰ نے میرے احوال سے آگاہ کر دیا ہوگا۔

اب بتاؤ کہ تم لوگ کون ہو امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ یہ حضرت امیر المؤمنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور میں علی ابن ابی طالب ہوں۔ یہ سن کر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے اور کہا السلام علیکم یا امیر المؤمنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ تعالیٰ تم کو جزائے خیر دے تم یہیں ٹھہرو ہم مکہ جا کر وہاں سے تمہارے لیے کھانا اور کپڑا لاتے ہیں اسی

جگہ مل جانا۔ حضرت اویس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا یا امیر المومنین ملنے کی کوئی جگہ مقرر نہیں ہے میں کوئی وعدہ نہیں کرتا اور نہ ہی آج کے بعد میں آپکو دیکھوں گا کھانے اور کپڑے کو میں کیا کرونگا کیا تم نہیں دیکھتے کہ میرے پاس پشم کی چادر اور تہمد موجود ہے اور ایک جوڑا جوتے کا بھی ہے جو کپڑے کے ٹکڑوں کو جوڑ کر سیا ہوا ہے اور مجھ کو اونٹ چرائی میں چار درہم مل جاتے ہیں جو میرے کھانے کے لیے کافی ہوتے ہیں یا امیر المومنین میرے اور آپکے درمیان میں عقبیٰ ہے اس سے گزرنا اسی کو دشوار نہ ہوگا جو ہمیشہ بھوکے پیٹ رہتا ہوگا۔ اور ہلکے پھلکے جسم کا ہوگا۔ بس ہلکے ہو جاؤ اور تم پر خدا کی رحمت ہو جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کلام سنا زمین پر دُرّہ مارا اور ایک نعرہ لگا کر کہا کہ کاش عمر کو اسکی ماں نے نہ جنا ہوتا۔ اور ایسی وہ بانجھ ہوتی کہ جس کا علاج ہی نہ ہو سکتا۔

کیا کوئی ہے جو اس خلافت کو اور جو کچھ اس میں ہے وہ لے لے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے امیر المومنین اب آپ یہاں سے تشریف لے جایئے کیونکہ مجھے اب جانا ہے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ کی طرف روانہ ہو گئے اور حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی قوم کو اونٹ سپرد کر کے چرانے کا کام چھوڑ دیا۔ اور مشغول الی اللہ ہو کر واصل بحق ہو گئے۔

فائدہ ۱۔ اس حدیث کو امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی روضۃ الریاحین صـ ۱۸۹ وصـ ۱۸۰ میں لکھا ہے اور حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی منطق الطیر کی ایک سو بینتالیسویں حکایت میں اس طرح سے لکھتے ہیں۔

چوں عمر پیشِ اویس آمد بجوش
گفت افگندم خلافت راش ودش

ایں خلافت گر خریدارے بود
می فروشم گر بدینارے بود
چوں اُویس ایں حرف بشنیداز عمر
گفت تو بگزار فارغ در گزر
تو بیفگن ہر کرا باید زِ راہ
باز گیرد او شود تاپیش گاہ
چوں خلافت خواست افگندن امیر
آں زماں برخاست از یاراں نفیر
جملہ گفتندش مکن اے پیشوا
خلق را سرگشتہ از بہر خدا
صدرۂ در گردنت صدیق کرد
آں نہ برعمیا کہ بر تحقیق کرد
گر تو مے پیچی سر از فرمانِ او
ایں زماں از تو برنجد جان او
چوں شنید ایں حجتِ محکم عمر
کار ایں حجت بروشد نیک تر

وارث جُبّہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ جب رسولِ خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کا زمانہ قریب آیا تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپکے بعد آپکا مرقع کس کو دیا جائے۔ فرمایا اویس قرنی کو۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

چنانچہ آپکی وفات کے بعد جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ میں آئے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ کے دوران کہا کہ اے اہل نجد کھڑے ہو جاؤ وہ کھڑے ہو گئے پھر فرمایا کہ تم میں کوئی قرن کا بھی ہے عرض کیا کہ ہے اور قرن والوں کو آپکے سامنے پیش کر دیا گیا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان لوگوں سے حضرت اویس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا حال دریافت کیا لوگوں نے کہا کہ ہم اسکو نہیں جانتے امیر المؤمنین نے فرمایا کہ صاحب شرع نے مجھ سے فرمایا تھا۔ انکا فرمانا کیسے غلط ہو سکتا ہے البتہ تم نہیں جانتے ہو گے۔ پھر ایک شخص انہی میں سے بولا کہ میں جانتا ہوں۔ اویس ایک بہت ہی حقیر و فقیر اور دیوانہ ہے لوگوں سے بھاگتا ہے اور اس لائق نہیں کہ حضور اس سے ملاقات کریں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا وہ کہاں ہے ہم کو اسی سے ملنا ہے۔ عرض کیا وادیٔ عرفہ میں اونٹ چراتا ہے۔ رات کو روٹی لا کر کھا لیتا ہے۔ نہ آبادی میں آتا ہے اور نہ ہی کسی سے ملتا ہے جو اور لوگ کھاتے ہیں وہ نہیں کھاتا۔ رنج و مسرت کو نہیں جانتا۔ لوگ ہنستے ہیں تو وہ روتا

ہے اور اگر روتے ہیں تو وہ ہنستا ہے یہ سنتے ہی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وادیٔ عرفہ کی طرف روانہ ہوتے۔ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت نماز میں مشغول تھے اور اونٹوں کی حفاظت ایک فرشتہ کر رہا تھا۔ حضرت اویس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے آنے والوں کی آہٹ سنی اور نماز کو جلدی ختم کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر انکا نام پوچھا۔ کہا عبداللہ ! آپ نے فرمایا ہم سب بھی خدا کے بندے ہیں تم اپنا خاص نام بتاؤ۔ کہا اویس فرمایا اپنا سیدھا ہاتھ دکھاؤ۔ نشانی موجود پائی آپ نے اسکو بوسہ دیا۔ اور فرمایا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تم کو سلام بھیجا ہے اور فرمایا کہ میری امت کے واسطے دعا کرے۔ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ دعا کے واسطے تم زیادہ اولیٰ ہو کیونکہ روئے زمین پر اس وقت تم سے زیادہ کوئی بھی عزیز تر نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں تو یہ کام کرتا ہی ہوں تم بھی رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وصیت پوری کرو۔ کہا اے عمر ! کسی اور کو جو مجھ سے زیادہ بہتر ہو دیکھ لو۔ شاید کوئی اور اویس ہو۔ فرمایا نہیں پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اچھی طرح سے پتہ پتا بتا دیا تھا اور حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ اچھا تو لاؤ اور مجھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مرقع دو تاکہ دعا کروں۔ انہوں نے مرقع رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انکو دے دیا۔ اور کہا کہ اب اس کو پہن کر دعا کرو۔ کہا ذرا صبر کرو۔ پہلے حاجت مانگ لینے دو۔ اور ان سے دور کسی گوشہ میں جاکر مرقع کو رکھا اور پیشانی کو خاک پر رگڑ کر عرض کی۔ الٰہی جب تک تمام امت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ بخش دے گا اس مرقع کو جو تیرے پیغمبر نے مجھے بھیجا ہے نہ پہنوں گا نبی علیہ السلام اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا اپنا کام کر چکے ہیں یعنی انہوں

نے مرقع کو بھیجنے کا حکم دے دیا اور یہ حضرات اسکو میرے پاس لے آئے اب تیرا کام باقی ہے۔ غیب سے آواز آئی کہ اس قدر امت کو بخش دیا۔ مرقع پہن لے عرض کیا تمام امت بخشواؤ نگا اسی طرح عرض کیے گئے اور وہاں سے جواب سنے گئے یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ آؤ انکے پاس چلکر دیکھیں وہ کیا کر رہے ہے۔ جب حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکو آتے دیکھا کہا ہائے افسوس! تم یہاں کیوں آگئے اگر نہ آتے تو میں جب تک تمام امت محمدی کو نہ بخشوا لیتا۔ مرقع نہ پہنتا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو دیکھا کہ آپ شتری کمبل اوڑھے ہوئے سر اور پاؤں برہنہ ہیں اور اٹھارہ ہزار عالم کی تونگری اس کمبل میں پوشیدہ ہے۔ تو آپ کا دل بھر آیا۔ خلافت سے طبیعت برگشتہ ہو گئی فرمانے لگے کہ کوئی ہے جو اس خلافت کو ایک روٹی کے بدلے میں مجھ سے خرید لے حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ جس میں عقل نہ ہوگی وہ خرید لے گا۔ بیچتے کیا ہو۔ پھینک دو جو چاہے گا اٹھا لیگا خرید و فروخت کی کیا ضرورت ہے صحابہ فریاد کرنے لگے کہ جو چیز آپ نے صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے لی ہے اسکو اس طرح ضائع کر کے مسلمانوں کو تباہ نہ کیجئے۔ کیونکہ آپکا ایک روز کا عدل اور انکی ہزار سال کی عبادت پر شرف رکھتا ہے پس حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرقع پہن لیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ربیعہ اور مضر کی تعداد کے برابر امت محمدی کو اس مرقع شریف کی برکت سے بخش دے گا۔

شیعوں کے وہم کا ازالہ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر وجدانی کیفیت طاری تھی آپ نے خلافت کو ایک بوجھ سمجھا اور کیفیت موجودہ کے لیے حائل و حاجب

اسی لیے اسے بیچنے کا اعلان کر دیا لیکن یہاں بیچنے سے وہی عرفی معنیٰ مراد نہیں بلکہ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ الخ پ ۱۱ ع ۲۰) کے قبیل سے ہے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرض مبنی بر طریقہ خود ہے کہ اسے پھینک دو۔ یعنی تارك الدنیا ہو جاؤ لیکن پھر جب دیکھا کہ فاروقی طریقہ انکو موزوں ہے اسی لیے بعد کو فرمایا کہ اسے اپنے پاس رکھئے کیونکہ آپ کا صرف ایک عمل ہزار سال کی عبادت سے بہتر ہے سچ ہے۔ للناس فیما یعشقون مذاھب ،،

مکالمہ فاروق و اُویس رضی اللہ تعالےٰ عنہ

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے آپکو اتنا عشق و محبت ہے لیکن آپ زیارت کے لیے کیوں نہ آئے ؟

اویس قرنی رضی اللہ عنہ

آپ تو حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں ہمیشہ رہے اور روزانہ بارہا زیارت سے مشرف ہوتے رہے فرمایئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ابرو مبارک پیوستہ تھے یا الگ الگ ! حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی عقیدت و محبت کے سامنے اس سوال کا جواب نہ دے سکے ۔

سوال اویسی رضی اللہ عنہ

فرمایا کہ آپ حضور پر نور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے آپ دوستانِ صادق میں سے ہیں ؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ۔ ہاں

آپ نے فرمایا۔

بھلا دوستی کا یہی تقاضا تھا کہ جنگ احد میں جس روز حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دندان مبارک شہید ہوا تھا اس روز آپ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت اور محبت کی موافقت میں اپنا دانت کیوں شہید نہ فرمایا۔

اسکے بعد آپ نے اپنا منہ کھولا تو آپکے منہ میں ایک دانت بھی نہ تھا فرمایا۔ حالانکہ میں زیارت رسول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف نہ ہو سکا اور نہ ہی بظاہر انکے رفقاء میں سے تھا لیکن دیکھئے میں حضور پرُنور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عقیدت ومحبت میں میں نے اپنا ایک ایک دانت اس لیے توڑ ڈالا کہ شاید یہ نہ ہو کوئی اور ہو۔ اسی شبہ میں میں نے جب تک اپنے سب دانت نہ توڑ ڈالے مجھے چین نصیب نہ ہوا۔

آخری گفتگو اے عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وحضرت علی رضی اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تم پر رحمت کرے آپ ذرا ہمارا انتظار فرمائیے ہم آپ کے لیے کھانا اور لباس لاتے ہیں۔

سیدنا اویس اے امیرالمومنین! میرا اور آپ کا کوئی معاہدہ نہیں ہے اور نہ میں دنیا میں آج کے بعد آپکو دیکھوں گا۔ سوچئے تو سہی میں نفقہ اور لباس کو لیکر کیا کرونگا دیکھتے نہیں ہو میرا بدن کمبل سے ڈھکا ہوا ہے کیا معلوم کہ یہ بھی میرے بدن پر نہ رہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اچھا تو پوشاک نہ سہی کھانا ہی تناول فرمالیجئے گا؟

اویس : مجھے اسکی خواہش نہیں !

فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کچھ نقدی ہی لے لیجئے تاکہ وقت پر آپکے کام آئے ۔

اویس :
آپ نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور دو درہم نکالے اور انکو دکھا کر فرمایا دیکھئے یہ دو درہم میں نے اونٹوں کی چرائی سے حاصل کیے ہیں اگر آپ اس بات کی ضمانت دیں کہ میں انکے خرچ کرنے کے بعد بھی زندہ رہ سکوں گا۔ تو آپ کی نقدی قبول کر لوں گا۔

فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
یہ سنتے ہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جذبہ حقیقت ضبط نہ کر سکے اور اپنے دُرّہ کو زمین پر دے مارا اور ایک نعرہ لگا کر فرمایا۔
ورکاش عمر کی ماں مجھ کو نہ جنتی اور وہ بانجھ ہوتی۔ اور اپنا علاج کراتی۔ پھر آپ نے فرمایا۔

حضرت اویس
اے امیر المومنین! میرے اور آپکے آگے ایک سخت گھاٹی ہے اس سے کوئی گزر نہیں سکتا مگر وہ شخص جس کا پیٹ ہمیشہ بھوکا رہے اور جس کا بدن سوکھ کر کانٹا اور لاغر ہو گیا ہو بس رحمت کرے اللہ تعالیٰ تم پر۔

پھر فرمایا۔ آپ لوگوں نے بہت دیر تک تکلیف اٹھائی ہے اب آپ تشریف لے جائیے۔ قیامت نزدیک ہے وہاں دیدار خدا ہوگا۔ جہاں سے بازگشت نہیں اب مجھے اپنے زاد راہ اکٹھا کرنے میں مشغول ہونے دیجئے۔

اے امیر المومنین یہاں سے چلیں کہ میں بھی یہاں سے چل دوں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰے عنہ،

آپ نے پوچھا۔ آپ کہاں جانا چاہتے ہیں ؟

- حضرت اویس رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جواب دیا کہ کوفہ !

فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰے عنہ،

کسی حاکم کے نام خط لکھ دوں تاکہ آپ کی معاش میں سہولت ہو یا کچھ نقد رقم دے دوں۔

اویس

- عرض کی اسکی ضرورت نہیں اپنی جیب سے دو درہم نکال کر دکھائے اور کہا کہ یہ شتر بانی میں حاصل کیے ہیں تم اس بات کی ضمانت لو کہ میں انکو خرچ کر لینے کے بعد تک جیوں گا تو میں انکے بعد کسی چیز کو قبول کر سکتا ہوں پھر کہا اے عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ تم کو بڑی تکلیف ہوئی اب تم جاؤ قیامت نزدیک ہے اب وہاں دیدار ہو گا۔ جہاں سے لوٹنا ہی نہ ہو گا اب تو میں قیامت کے سفر کی تیاری کر رہا ہوں۔

فرقہ شیعہ کے اوہام

شیعہ چونکہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی مخالفت میں ہر طرح کی ایسی بات کو دلیل بناتے ہیں حالانکہ یہ واقعات دلائل کے نہیں فضائل کے لیے ہیں۔

۱ - حضرت اویس کے معروضات اپنے مسلک زہد کے مطابق ہیں جو خلیفہ وقت کے لائق نہیں یہ معروضات ایسے ہیں جیسے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنے مسلک کے مطابق امیر معاویہ و سیدنا عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہما پر اعتراضات کئے جن پر انہیں مجبوراً ربذہ (مقام) میں رہائش کا حکم فرمایا اگرچہ اس پر بھی شیعہ کو اعتراض ہے۔ فقیر انکے تمام وہام کے تحقیقی علمی جوابات رسالہ "کف اللسان

عن عثمان بن عفان میں لکھ دیئے ہیں۔

۲۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کہنا ہے کہ اگر تم قبر میں ایمان سلامت لیجاؤ گے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ورنہ میں اپنی دعا کو ضائع نہیں کرتا اس سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (معاذاللہ) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عاقبت غیر محمودہ کی خبر دے رہے تھے یہ وہ تصور کرے گا۔ جسے اپنی عاقبت برباد کرنی ہے ورنہ محاورات قرآن و حدیث سے باخبر انسان ایسے تصور کو جہالت و سفاہت سے تعبیر کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا۔

وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَائَهُمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ اِنَّكَ اِذًا لَمِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝

ترجمہ۔ اگر تم انکی خواہشات کی اتباع کرو اسکے بعد کہ تمہارے پاس علم آیا ہے تو تم اس وقت ظالم ہو گے۔

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بی بی عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو فرمایا۔

اِنْ اَلْمَمْتِ فَاسْتَغْفِرِیْ۔

اگر تجھ سے غلطی ہو گئی تو استغفار کرو تو کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ معاذ اللہ! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اہل کتاب کی اتباع کرتے یا بی بی صاحبہ سے کوئی غلطی ہو ئی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ ۝

اگر خدا کی اولاد ہو تو میں پہلا ہونگا۔ اسکی عبادت کرنے والوں کا کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کی اولاد کا امکان سمجھا تھا۔

(معاذ اللہ) لازماً ماننا پڑا کہ یہ محاورے عمومی ہوتے ہیں۔ جنہیں بفرض محال کے طور پر بولا جاتا ہے۔

اب یمنیوں کی آنکھ کھلی

حضرت اسید بن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ یمن سے وفود آیا کرتے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لشکر کے لوگوں سے اویس بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دریافت فرمایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی لشکر کے ساتھ آئے۔ آپ نے دریافت کیا کہ کیا تم ہی اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہو کہا ہاں۔ فرمایا کیا تمہارے جسم پر برص تھا۔ اور وہ جاتا رہا تھا۔ مگر ایک درہم کے برابر باقی رہ گیا ہے کہا ہاں فرمایا کیا تمہاری والدہ ہیں کہا ہاں فرمایا میں نے پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اہل یمن کے لشکر کے ساتھ اویس نامی بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئیگا وہ اگر خدا کی قسم کھائے گا تو خدا اسکی قسم کو پورا کریگا اور یہ علامتیں بھی بتا دی تھیں اور حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر تم اس سے ملو تو استغفار کرانا۔ لہٰذا اے اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم میرے لیے دعا کرو۔ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا امیر المؤمنین مجھ جیسا آدمی کس طرح استغفار کر سکتا ہے۔ البتہ آپ میرے لیے دعا فرمائیں آخر حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے دعا کی۔ پھر آپ نے فرمایا اے اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اب تم کہاں جاؤ گے کہا کوفہ جانا چاہتا ہوں۔ فرمایا کہو تو وہاں کے حاکم کو تمہارے لیے کچھ لکھ دوں۔ کہا نہیں میں لوگوں سے پوشیدہ رہنا ہی زیادہ پسند کرتا ہوں۔ پھر دوسرے سال ایام حج میں جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشراف یمن میں سے ایک شخص سے ملاقات کی تو حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال دریافت فرمایا۔ اس شخص نے جواب دیا کہ میں اس کو

بہت ہی شکستہ حالت میں دیکھ کر آیا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسکو یہ حدیث سنائی پھر جب وہ شخص اپنے وطن میں واپس آیا تو حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں جا کر طالب استغفار ہوا۔ حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو سفر سعید سے آیا ہے۔ میرے ہی واسطے دعا کر۔ اس نے پھر دعا کے لیے عرض کی اور جو حدیث عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنی تھی پڑھ کر سنائی پھر حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسکے حق میں دعا کی۔

فائدہ:۔ اب چونکہ یہاں کے لوگ آپکے مرتبہ و بزرگی سے واقف ہو گئے تھے اور انکی طرف بکثرت رجوع کرنے لگے تھے اسی لیے آپ نے یہاں کی سکونت ترک کر دی۔ جب اہل قرن حج سے واپس اپنے وطن آئے تو حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اتنی عزت اور تعظیم کی کہ اپنے سردار کی بھی نہ کی۔ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ حال دیکھ کر وہاں سے چلے گئے اور کوفہ میں آ رہے ہیں اور پھر انکو حضرت ہرم بن حیان رضی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی نے نہ دیکھا۔

کوفہ کی بود و باش

سیدنا اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا فاروق اعظم اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے الوداع کر کے کوفہ کو روانہ ہوئے اور کوفہ کی کسی مسجد میں قیام پذیر ہوئے دن کو مسجد کی خدمت میں مصروف رہتے رات کو شب بھر عبادت الٰہی میں گزارتے کبھی کبھی محدث کوفہ کی مجلس میں تشریف لیجاتے اور محدث کی مجمع عام میں عوام کی طرح سماع فرماتے۔

کوفہ کے لوگ بے خبر

اہل کوفہ آپکی ولایت سے بے خبر تھے اس لیے کہ آپ نے وہاں خود کو بہت زیادہ پوشیدہ رکھا لیکن یہاں کے لوگ حقیر تو سمجھتے تھے ہی لیکن کم ستایا کرتے بلکہ بعض اہل

کو آپ کی باتیں بھلی معلوم ہوتی تھیں جب وہ حدیث سے فارغ ہوتے تو آپکے پاس بیٹھ جاتے آپ سے بات چیت کرتے۔

کوفیوں کا طرز عمل

حکایت :- ابن سعد سے طبقات میں ابو عوانہ رویانی اور ابو نعیم سے کتاب حلیہ میں اور بیہقی سے دلائل میں اسید بن جابر سے ایک اور روایت کے تحت میں بیان کی ہے کہ کوفہ میں ایک محدث تھے جو ہم کو حدیثیں سنایا چکے تھے اور سب لوگ اٹھ کر چلے گئے اور چلے جایا کرتے تھے۔ مگر بعض آدمی وہیں کھڑے رہتے تھے۔ ایک شخص عجیب طرح کی باتیں کیا کرتا تھا۔ ہم اسکے پاس جاکر بیٹھا کرتے تھے ایک دن وہ نہیں آیا تو ہم نے دوستوں سے دریافت کیا کہ وہ کیوں نہیں آیا۔ کیا کوئی اسکو جانتا ہے ؟

ایک شخص نے جواب میں کہا ہاں میں جانتا ہوں۔ اس کا نام اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے ہم اسکے ہمراہ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر گئے اور دروازہ کھٹکھٹایا جب وہ باہر آئے تو ہم نے کہا کہ اے بھائی ! آج تم کہاں رہے ہمارے پاس کیوں نہیں آئے کہا بسبب کام کے ہم نے کہا لو یہ چادر اوڑھ لو کہا نہیں کیونکہ اگر میں نے چادر اوڑھ لی تو لوگ مجھے ستائیں گے ہم نے باصرار انہیں وہ چادر اوڑھا دی جب وہ چادر اوڑھ کر باہر نکلے تو لوگوں نے کہا کہ چادر کہاں سے اڑائی ہے آپ نے ہم سے مخاطب ہو کر فرمایا دیکھا یہ کیا کہہ رہے ہیں ہم نے لوگوں سے کہا انہیں کیوں ستاتے ہو بہر حال ہم نے ان لوگوں کو بہت ڈانٹا اور خوب سمجھایا۔

حکایت :- اہل کوفہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں

آئے تو ان میں ایک وہ شخص بھی تھا جو حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مذاق کیا کرتا تھا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوفیوں سے دریافت فرمایا کہ تم میں کوئی قرنی بھی ہے تو انہوں نے اس شخص کو پیش کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کو حدیث رسول مقبول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سنائی اور فرمایا کہ ہم میں سے کوئی ایسا شخص نہیں ہے اور نہ ہی ہم کسی ایسے شخص کو جانتے ہیں پھر آپ نے اس کا حلیہ بیان فرمایا کہ وہ خستہ حال اور عاجز اور بیکار بھی ہے اور اس کا نام اویس ہے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہم سب اس سے ہنسی و مذاق کرتے رہتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم اس سے جا کر ضرور ملنا۔ اور میں یقین کرتا ہوں کہ تم اسکو ضرور ملو گے چنانچہ جب وہ شخص اپنے وطن واپس آیا تو پہلے اپنے گھر نہ گیا بلکہ وہ سیدھا حضرت اویس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ملنے گیا آپ نے فرمایا تو نے آج اپنی عادت کے خلاف میرے ساتھ یہ برتاؤ کیسے کیا کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے آپکی تعریف سن کر آیا ہوں آپ مجھ کو معاف فرما دیں کیونکہ میں نے آپ کے ساتھ بڑی بے ادبیاں اور گستاخیاں کی ہیں اور میرے حق میں دعائے خیر فرمائیں کہا اچھا ایک شرط پر کرتا ہوں کہ جو کچھ تو نے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے سُنا ہے کسی سے نہ کہے اور پھر اسی کے لیے دعائے خیر فرمائی۔ راوی حدیث حضرت اسید بن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اسکے بعد حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوفہ میں لوگ جان گئے اور انکا راز فاش ہو گیا۔ آپ یہاں سے بھی کہیں ایسے گم ہوئے کہ سوائے ہرم بن حیان کے کوئی آپ سے نہ مل سکا۔

خصوصی ملاقات حضرت عمر رضی اللہ عنہ و اویس قرنی رضی اللہ عنہ

یحییٰ ابن سعد بن مسیب نے حضرت عمر ابن

الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز مجھ سے فرمایا اے عمر میں نے عرض کیا لبیک وسعدیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر میں سمجھا کہ شاید مجھے کسی کام کو بھیجتے ہوں گے آپ نے فرمایا اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میری امت میں ایک شخص اویس قرنی ہو گا (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس کے بدن میں ایک بیماری (برص) ہو گی وہ خدا سے دعا کرے گا تو وہ بیماری جاتی رہے گی مگر صرف ایک درم کے برابر اس کا نشان اسکے پہلو میں باقی رہ جائیگا۔ جسکو دیکھ کر وہ خدا کی یاد کریگا۔ جب تم اس سے ملو تو میرا سلام کہنا اور اپنے لیے دعا کرانا کیونکہ اس پر اللہ کا کرم ہے اور وہ اپنے پروردگار کے نزدیک بڑا نیک بزرگ و برتر ہے اگر خدا کی قسم کھائے تو یقینا اللہ تعالیٰ اسکو سچا کر دے۔ اور قیامت کے دن ربیعہ و مضر کی بکریوں کی تعداد کے برابر میری امت کے آدمیوں کی شفاعت کریگا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے انکو حیاتِ نبوی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں بھی تلاش کیا مگر پتہ نہ لگا پھر صدیق اکبر کے عہد خلافت میں ڈھونڈا۔ نہ ملا۔ آخر اپنی خلافت کے زمانہ میں جستجو کی اور پہلے کچھ ایسے لوگوں کا پتہ چلا جو کسی شہر سے آئے ہوئے تھے ان سے پوچھا کہ آیا ان میں کوئی مرادی یا قرنی بھی ہے جو اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جانتا ہو ایک شخص جو قرنی تھا بولا اویس تو میرا چچا زاد بھائی ہے مگر اے امیر المومنین تم کو بھی سلام۔ میں نے کہا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں تجھ سے اپنے لیے دعا کراؤں۔ پھر ہر سال حج کے ایام میں اس سے ملاقات ہوا کرتی تھی اور ہم ایک دوسرے سے اپنا اپنا حال احوال بیان کیا کرتے تھے اسی روایت کو قاسم عبدالعزیز بن جعفر الخرقی نے فوائد میں اور خطیب و ابن عساکر نے تاریخ میں بیان کیا ہے۔

ایضاً: حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ جب اہل قرن حج کو آئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال دریافت فرمایا ان میں سے ایک شخص نے عرض کیا۔ یا امیرالمومنین آپ اسکو کیوں پوچھتے ہیں وہ تو ویران جگہ میں پڑا رہتا ہے اور لوگوں میں نہیں آتا۔ آپ نے فرمایا کہ اسکو میرا سلام کہنا اور پھر کہنا کہ مجھ سے ملے اس شخص نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیغام حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچایا حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آئے آپ نے فرمایا کیا تو اویس ہے؟ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

کہا۔ ہاں فرمایا کیا تیرے بدن پر سفیدی تھی اور تو نے دعا کی تھی تو اس میں سے صرف ایک درم کے برابر باقی نشان ہے اور باقی اللہ تعالےٰ نے اسکو دور کر دیا تھا۔ کہا ہاں مگر اے امیرالمومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپکو یہ کیونکر معلوم ہوا۔ فرمایا کہ مجھ سے حضرت رسول کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ میں تجھ سے اپنے واسطے دعا کراؤں۔ چنانچہ انہوں نے آپ کے لیے دعا کی اور کہا کہ اے امیرالمومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ میرا حال پوشیدہ رکھیں اور مجھ کو اجازت دیں کہ میں یہاں سے چلا جاؤں اسکے بعد پھر انکو کسی نے نہ دیکھا یہاں تک کہ شہر نہاوند میں جاکر شہید ہوئے اس روایت کو عساکر نے بیان کیا ہے۔)

ایضاً: سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ منیٰ کے میدان میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر پر چڑھ کر للکارا کہ اے اہل قرن! وہاں سے بوڑھے بوڑھے اٹھے اور عرض کیا۔ حاضر ہیں فرمایئے کیا حکم ہے؟ فرمایا کیا قرن میں کوئی شخص اویس نامی رہتا ہے ان میں سے ایک بوڑھے نے عرض کیا کہ ہم میں تو کوئی ایسا شخص نہیں ہے جسکا نام اویس ہو (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہو مگر اس نام کا ایک دیوانہ ہے جو ویرانہ میں پڑا رہتا

ہے نہ کوئی اس سے مانوس ہے اور نہ وہ کسی سے میل جول رکھتا ہے آپ نے فرمایا۔ میں اسی کو پوچھتا ہوں اور جب تم قرن کو جاؤ تو اسکو میرا سلام کہنا اور یہ پیغام پہنچانا کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ کو بشارت دی ہے اور مجھ کو حکم دیا ہے کہ تم کو انکا سلام پہنچاؤں۔ چنانچہ جب وہ لوگ قرن میں پہنچے اور انکو تلاش کیا۔ ریگستان میں پڑے ہوئے ملے انکو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ کو اور حضرت رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سلام پہنچایا آپ نے کہا کہ امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ کو اور میرے نام کو مشہور کیا ہے پھر الصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ وعلیٰ آلہٖ کہا اور وادی حیرت وہیمان کی طرف چلے گئے اور پھر انکا کچھ پتہ نہ چلا یہاں تک کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں آپ کی طرف سے جنگ صفین میں لڑ کر شہید ہوئے (راوہ ابن عساکر)

ایضًا۔ صعصعہ بن معاویہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس یمن کا وفد آتا ہے۔ تو آپ انکو اویس بن عامر قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں دریافت فرمایا کرتے تھے۔ وہ کہہ دیا کرتے تھے کہ ہم نہیں جانتے اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ کی ایک مسجد میں رہا کرتے تھے اور اس سے کبھی بھی باہر نہیں آتے تھے انکا ایک چچا زاد بھائی تھا آپکو وہ بہت ستایا کرتا تھا۔ ایک سال اہل کوفہ کے ساتھ وہ بھی آگیا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دریافت فرمانے پر اس نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین اویس اس قابل نہیں کہ حضور اسکو دریافت فرمائیں چہ جائے کہ ملیں۔ وہ تو بہت ہی عاجز و بیکار اور ادنیٰ ترین درجہ کے آدمیوں میں سے ہے اور میرا چچا زاد بھائی ہے۔ حضرۃ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر فرمایا کہ مجھے تیرے حال پر بڑا افسوس آتا ہے کہ تو نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال رکھا ہے پھر آپ نے اسکو وہ حدیث شریف سنائی جو انہوں نے حضور پیغمبر خدا

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے سنی تھی اور فرمایا کہ وہ لوٹ کر جائے تو اسکو میرا سلام کہنا اس طرح سے جب خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہرت ہو گئی تو آپ وہاں سے کسی اور طرف چلے گئے (ابو یعلیٰ۔ ابن عساکر اور ابن مندہ اس کے راوی ہیں)

دس سال تلاش

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دس سال تک حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تلاش کرایا یہاں تک کہ ایک دفعہ حج کے ایام میں آپ نے اہل یمن کو جمع کر کے ان سے پوچھا کہ تم میں جو قبیلۂ مراد کا ہو۔ کھڑا ہو جائے قبیلۂ مراد کے لوگ کھڑے تھے اور باقی لوگ بیٹھ گئے پھر فرمایا تم میں کوئی شخص اویس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو بھی جانتا ہے ایک شخص نے کہا یا امیر المومنین ہم اور کسی کو تو جانتے نہیں نہ ہی ہم کسی اویس کو جانتے ہیں۔ البتہ میرا ایک بھتیجہ ہے اسکو بھی اویس کہتے ہیں اور وہ عاجز اور بے کار ہے اور اس قابل بھی نہیں کہ جو حضور دریافت فرمائیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا وہ حرم پاک (مکہ معظمہ) میں ہے عرض کیا کہ وہ میدان عرفات میں ہے اور قوم کے اونٹ چراتا ہے یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گدھوں پر سوار ہو کر میدان عرفات کی طرف روانہ ہوتے وہاں پہنچ کر دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے آنکھیں سجدہ گاہ کی طرف گڑی ہوئی ہیں یہ حضرات فراست سے سمجھ گئے کہ یہی وہ شخص ہے جس کی ہم کو تلاش و جستجو ہے حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انکی آہٹ معلوم ہوئی تو نماز جلدی ختم کی انہوں نے انکو سلام کیا۔

آپ نے جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ کہا اور نام دریافت کرنے پر کہا عبداللہ!

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ تو ہم بھی جانتے ہیں کہ آسمان و زمین پر جس قدر ہیں سب اللہ ہی کے بندے ہیں تم کو رب کعبہ اور حرم محترم کی قسم اپنا وہ نام بتاؤ۔ جو تمہاری ماں نے رکھا ہے کہا میرا نام اویس بن عامر ہے کہئے کیا حکم ہے۔ فرمایا اپنا بایاں ہاتھ دکھاؤ انہوں نے پہلو کھول کر دکھایا تو واقعی سفید نشان بقدر ایک درہم موجود تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوڑ کر اس جگہ کا بوسہ لیا پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ہم کو ارشاد فرمایا ہے کہ تم کو انکا سلام پہنچائیں اور اپنے لیے دعا کرائیں کہا میں مشرق و مغرب کے مسلمان مرد و زن کے لئے دعا کرتا ہوں۔ فرمایا ہمارے واسطے مخصوص دعا کرو۔ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکے لیے اور جملہ مؤمنین اور مومنات کے واسطے دعا کی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تمہارے لیے کچھ کھانا اور کپڑا لائیں۔ کہا میرے پاس یہ دو نئے کپڑے ہیں اور ٹکڑوں سے جوڑ کر سی ہوئی ایک جوڑی نعلین کی بھی ہے اور چار درہم نقد بھی موجود ہیں جب یہ ختم ہو چکیں گے اس وقت لے لوں گا اور کہا کہ جو کوئی جمعہ سے جمعہ یعنی ایک ہفتہ کی آرزو کرتا ہے گویا ایک سال کی آرزو کرتا ہے اسکے بعد آپ نے اونٹوں کو انکے مالکان کے سپرد کیا اور خود وہاں سے کسی ایسی جگہ چلے گئے کہ پھر کسی نے انکو دیکھا ہی نہیں یہ روایت ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں درج کی ہیں۔

فائدہ:۔ یہ تمام روایات شرح مشکوٰۃ اور معدن العدنی میں بیان کی گئی ہیں اسی میں یہ بھی لکھا ہے کہ یہ روایات حضرت اویس کی بزرگی و عظمت اور انکے چچا زاد بھائی کی نادانی اور آپکے پوشیدہ رہنے پر دلالت کرتی ہیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

سوال:۔ شیخ علاء الدولہ سمنانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں قطب وقت حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا یعنی حضرۃ

عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور حدیث۔

انی لاجد نفس الرحمٰن من قبل الیمن۔

کو انکے حق میں بتاتے ہیں۔ اور انکو تجلی رحمانی کا مظہر خاص لکھا ہے جیسا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تجلی الٰہی کے مظہر خاص تھے جو اسم ذات یعنی اللہ تعالیٰ سے مخصوص ہے۔ اور تم اس روایت کو حضرت اویس پر چسپاں کیے جا رہے ہو۔

جواب:۔ کسی کو معلوم ہی نہیں کہ یہ عاصم کون تھے کیونکہ انکے حالات کہیں نہیں پائے جاتے ہیں اور جو حالات کسی نقل سے یا کشف سے ثابت نہ ہوں وہ قابل قبول نہیں پھر یہ قطبیت ان کے لیے کیونکر ہو سکتی ہے۔ جبکہ خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم جو پیغمبروں کے بعد سب سے افضل ہیں موجود ہوں ظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ دراصل خود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اگلے اور پچھلے لوگوں کے لیے مقصود اور شہود میں دائرہ وجود کے قطب ہیں اور صرف آپ ہی تمام مخلوقات اور جملہ کائنات کے لیے قطب الارشاد ہیں اور یہ نسبت عالی اور رتبہ قطبیت خلفائے راشدہ کی طرف منتقل ہونے والا ہو سکتا ہے اور اسی طرح سے انکے بعد اس شخص کو منتقل ہو سکتا ہے جو علوم شرعیہ اور معارف دینیہ میں جامع ہو اور پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں قطب ابدال حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی تھے کیونکہ امام یافعی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ قطب کا حال پوشیدہ رہتا ہے اور وہ غوث ہوتا ہے جو غیرت خداوندی کے سبب عام و خاص کی نگاہوں سے چھپا رہتا ہے اور اس قول کی تائید اس حدیث قدسی میں موجود ہے کہ۔

اولیائی تحت قبائی لا یعرفھم غیری

اس پر پہلے بھی مفصل گفتگو ہو چکی ہے

ملاقات ہرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ہرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے وقت کے بہت بڑے ولی کامل ہیں وہ اپنی ملاقات کا واقعہ خود بیان فرماتے ہیں۔

کہ جب میں نے حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف سُنی تو ان کی زیارت کی تمنا میں کوفہ پہنچا اور ہر شخص سے ان کا پتہ دریافت کرنے لگا۔ آخر ایک شخص نے بتایا کہ وہ دریائے فرات پر ملیں گے۔ وہاں گیا تو دیکھا کہ آپ لبِ دریا پر وضو کر رہے ہیں اور نماز کے لیے کپڑے پاک کر رہے ہیں۔ اور آپ اس قدر لاغر اور کمزور تھے کہ بدن کی تمام ہڈیاں نکلی ہوئی تھیں اور ایک نور تھا کہ انکی پیشانی میں چمک رہا تھا۔ میں نے پاس جاکر انکو سلام کیا اور انہوں نے سلام کا جواب دیا میں نے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا اور انکا ہاتھ پکڑنا چاہا تھا۔ مگر انہوں نے اپنا ہاتھ نہ بڑھایا میں نے کہا یَرْحَمُكَ اللہ یعنی تم پر اللہ تعالےٰ کی رحمت ہو! وَغَفَرَ لَكَ۔ یعنی تم کو اللہ بخشے) کَیْفَ الحال آپ کیسے ہیں یہ کہہ کر مجھے انکی ضعیفی و ناتوانی پر ترس آیا اور مجھ پر ایسی رقت طاری ہوئی کہ میری ہچکی بڑھ گئی وہ بھی میرے ساتھ رونے لگے جب ہم دونوں گریہ وزاری سے فارغ ہوتے تو انہوں نے کہا مرحبا اے حرم بن حبان۔ بھائی تم کس طرح ہو۔ تم کو میرا نام ونشان کس نے بتایا میں نے کہا۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ نے پڑھا۔

لاالٰہ الّا اللہ سبحان ربّنا ان کان وعد ربنا لمفعولا ۵

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہمارا رب پاک ہے اور ہمارے رب کا وعدہ البتہ پورا ہوگا۔

مجھے سخت تعجب ہوا کہ انکو میرا نام کیونکر معلوم ہوا اور انہوں نے مجھے کیوں کر

پہچانا جبکہ بخدا نہ میں نے انکو کبھی دیکھا تھا اور نہ ہی انہوں نے مجھے دیکھا تھا پھر میں نے پوچھا کہ آپ نے میرا اور میرے باپ کا نام کیونکر جانا اور مجھ کو کس طرح پہچانا فرمایا۔ نَبَّانِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ

یعنی اس نے بتایا کہ جس کے علم وخبر سے باہر کوئی چیز بھی نہیں ہے۔

اور کہا کہ میری روح نے تمہاری روح کی طرف توجہ کی تو روح نے روح کو پہچان لیا کیونکہ مؤمنین کی روحیں ایک دوسرے کو پہچان لیتی ہیں۔ خواہ صاحب ارواح ایک دوسرے کو نہ پہچانتے ہوں۔ اور چونکہ روح بھی جسم کی طرح متنفس ہے اسی طرح یقیناً بعض مومن بعض مومنوں کو محض روحانیت سے پہچان لیتے ہیں حالانکہ عالمِ اسباب میں کبھی بھی ایک دوسرے سے شناسائی نہیں ہوتی۔

فائدہ:۔ حضرت مولانا اسماعیل رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ شرح تعرف میں فرماتے ہیں کہ شاید حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی حضرت ہرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عالم ارواح میں ملنے کی آرزو کی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے انکی یہ آرزو پوری کر دی ہو اور ان کے ظاہر ہونے پر وہ سمجھ گئے ہوں کہ یہی ہرم ہیں۔

محدّث نہ مفتی

حضرت ہرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے ان سے عرض کیا کہ مجھ کو رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کوئی حدیث سنا دیجئے تاکہ میرے پاس آپ کی یادگار رہے فرمایا میری جان اور تن ان پر نثار۔ میں نے انکو نہیں دیکھا مگر انکی حدیث اور سے ہی سنتا رہا ہوں۔ اور تم بھی سنتے ہو گے۔ میں نہیں چاہتا کہ حدیث روایت کر کے محدّث اور مفتی کہلاؤں۔ اور نہ ہی مجھ کو اس قدر فرصت ہے کہ میں تو خود اپنی ہی دھن میں رہتا ہوں۔ اس سے فرصت ہی نہیں ملتی۔ پھر میں نے عرض کیا کہ اچھا تو کوئی آیت قرآن ہی اپنی زبان سے پڑھ کر سنا دیجئے اور میرے واسطے دعا کیجئے اور کچھ وصیت فرما دیجئے تاکہ اس پر

عمل کروں۔ کیونکہ میں آپکو خدا کا بہت بڑا دوست سمجھتا ہوں اس پر انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم، پڑھا اور رو دیے اور فرمایا کہ اللہ پاک اپنے سچے اور صحیح کلام پاک میں فرماتا ہے۔

وما خلقنا السمٰوٰت والارض وما بینھما العبین وما خلقناھما الا بالحق ولکنّ اکثرھم لا یعلمون ان یوم الفصل میقاتھم اجمعین یوم لا یغنی مولیٰ عن مولیً شیئًا ولا ھم ینصرون الا من رحم اللہ انہ ھو العزیز الرحیم۔

ترجمہ، ہم نے اہل آسمان و زمین کو حق کے واسطے پیدا کیا ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ یہ نہیں جانتے اور وہ غافل ہیں اور تحقیق ایک دن وہ ہوگا کہ حق باطل سے جدا ہو جائیگا اور یہ سب لوگ جمع ہونگے وہ دن ایسا ہوگا کہ نہ کسی دوست کی دوستی فائدہ دے گی اور نہ ہی عذاب سے بچائے گی۔ اور نہ ہی کوئی دوست کسی دوست کی مدد کر سکے گا بجز ان لوگوں کے جن سے حق تعالیٰ خوش ہوگا۔ اور وہ مومن ہونگے وہ لوگ البتہ اپنی شفاعت کے ذریعہ مدد کریں گے اور بے شک اللہ تعالیٰ غالب اور مہربان ہے۔

پند و نصائح

اسکے بعد حضرت اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نعرہ مارا۔ اور بے ہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے تو فرمایا اے پسر حبان تو یہاں کس کام کے لیے آیا ہے میں نے عرض کیا کہ میں اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ آپ کی ملاقات سے لطف اندوز ہوں اور آپکی محبت سے مستفیض ہوں۔ فرمایا جو خدا پہچان لیتا ہے وہ کسی سے محبت نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی کسی کی صحبت سے اور ملاقات سے لطف اندوز ہو سکتا ہے اور نہ ہی مستفیض ہو سکتا ہے اور میں جو

تجھ سے ملاقات کر رہا ہوں تو اسکی وجہ یہ ہے کہ تجھ کو دیکھنے اور ملنے ہی سے فائدہ پہنچ سکتا ہے اور تیری ملاقات سے دعا اور رغبت بھی پائی جاتی ہے ورنہ ملاقات میں اور زیارت میں بالکل ریاکاری، فریب اور ظاہرداری ہوتی ہے میں نے عرض کیا کہ مجھ کو کچھ وصیت فرمایئے کہ اے ہرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب رات کو سویا کر تو موت کو یاد کر لیا کرو اور جب بیدار رہا کر۔ تو اس وقت بھی اسکا خیال پیش نظر رکھا کر۔ اور کبھی کسی گناہ کو چھوٹا نہ جانیو ورنہ گناہگار ہوگا۔ اور اے ابن حبان! تیرا باپ مر گیا اور اب قریب ہے کہ تو بھی مر جائیگا کیا خبر جنت میں جائے یا دوزخ میں اور جبکہ حضرت آدم صفی اللہ! اماں حوا۔ مہتر نوح۔ مہتر ابراہیم خلیل اللہ، مہتر موسیٰ کلیم اللہ، مہتر داؤد خلیفۃ اللہ اور جناب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیہم السلام اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب کے سب اس دنیا سے کوچ فرما چکے ہیں تو پھر ہم موت سے کب بچ سکتے ہیں۔

وصال عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خبر

پھر حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرے دوست حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے دوست حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی انتقال ہوگیا۔ ہائے عمر۔ ہائے عمر۔ ہائے عمرؔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

میں نے کہا تم پر اللہ تعالیٰ رحم کرے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو زندہ ہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے تو مجھ کو خبر دی ہے کہ ان کا انتقال ہوگیا۔

ؔ اس روایت سے شیعہ بغلیں نہ بجائیں کہ اس سے ماتم ثابت ہوگیا اسلیے کہ موت کی پہلی خبر پر افسوس کے کلمات کے قائل تو ہم بھی ہیں سوال یہ ہے کہ سوگ کے تین دنوں کے بعد تم کیا؟ (اویسی غفرلہٗ)

مزید نصائح

پھر فرمایا میں اور تم دونوں بھی مردہ ہیں اس کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر بکثرت درود شریف پڑھ کر پہنچایا اور جلدی سے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور کہا کہ سن وصیت بس اتنی ہے کہ کتاب اللہ اور اہل اللہ کی موافقت کر اور کسی ساعت موت سے غافل نہ رہ اور جب اپنی قوم میں پہنچے تو انکو نصیحت کیجیو اور لوگوں سے خود نصیحت حاصل کیجیو اور جماعت و سنت کی موافقت سے ایک قدم بھی پیچھے نہ ہٹائیو۔ ورنہ بے چین ہو جائے گا اور آخر دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ اسکے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام بھیجا۔ اور چند دعائیں پڑھیں اور کہا کہ اے خدا اس نے یہ سمجھ کر کہ تو مجھ کو دوست رکھتا ہے میری ملاقات محض تیرے لیے کی ہے اس لیے اے اللہ مجھ کو بہشت میں اس کی شکل دکھائیو۔ اور اپنے دار السلام میں اسکو مجھ سے ملائیو۔ اور جب تک یہ جئے اسکو اپنی امان اور حفاظت میں رکھیو اور اسکو اپنے حال پر قائم رکھیو اور اسکو جو کچھ دیا ہے اسی میں اسکو خاموش رکھیو اور اس لیے آسانیاں پیدا کیجیو اور اپنی نعمتوں میں سے جو نعمتیں اسکو عطا کی ہیں ان پر اسکو شکر گزار بنائیو اور اسکو مجھ سے زیادہ ثواب دیجیو۔

پھر فرمایا کہ اے ہرم میں تجھ کو خدا کے سپرد کرتا ہوں جب تک تو زندہ رہے تجھ پر خدا کی رحمت نازل ہوتی رہے اور میں آج کے بعد تجھ کو نہ دیکھوں گا۔ اور اگر تو مجھے پھر تلاش کرے تو خدا تجھ کو نہ بخشے۔ میں شہرت کو پسند نہیں کرتا۔ تنہائی کو ہی زیادہ دوست اور عزیز رکھتا ہوں۔ اور جب تک زندہ رہوں گا لوگوں سے بیزار رہوں گا اس لیے میں چاہتا ہوں کہ آئندہ میری تلاش و جستجو نہ کیجیو۔ اور حقیقت میں تو مجھ سے زیادہ برتر ہے نہ میں تجھے دیکھوں گا اور نہ تو مجھے دیکھیو۔ بلکہ تو مجھے غائبانہ دعامیں یاد رکھیو اور میں بھی تجھے یاد رکھوں گا اب یہاں سے رخصت ہو کیونکہ مجھے بھی یہاں سے جانا ہے۔

حضرت ہرم رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دوران ملاقات میں وہ زیادہ تر حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہی ذکر فرماتے رہے۔ رخصت ہوتے وقت میں نے چاہا کہ کچھ دور ان کے ساتھ چلو مگر نہ مانے اور کنارۂ فرات پر کھڑے ہو کر خود بھی روئے اور مجھے بھی رلایا۔ میں ان کی تنہائی کا خیال کر کے روتا رہا اور وہ مجھے چھوڑ کر کسی طرف چلے گئے اور پھر ان کا کچھ پتہ نہ لگا۔

فائدہ: یہ تمام [illegible] سے عادت۔ تذکرۃ الاولیاء۔ حیوٰۃ الذاکرین شواہد النبوۃ اور سفر السعادت جیسی معتبر کتابوں اور مستند کتب سے اقتباس کئے گئے ہیں۔

شیر اور بکری کا اجتماع

حکایات الصالحین میں ہے [illegible] حضرت ہرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خبر سنی تو دریافت کیا کہ یہاں اُن کے انتقال کی کیا علامت پائی گئی فرمایا کہ انکے عہد خلافت میں شیر اور بکری ایک ہی برتن میں پانی پیتے تھے۔ اور انکی عظمت و جلال کے سبب شیر بکری کو نہ ستاتا اور اب یہ دیکھتا ہوں کہ شیر بکری پر حملہ کرتا ہے۔

خواب میں زیارت

حیوٰۃ الذاکرین میں لکھا ہے کہ حضرت ہرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رخصت ہو جانے کے بعد کوئی جمعہ ایسا نہ آتا ہو گا کہ ایک دو بار خواب میں انکی زیارت نہ ہو۔

تعارف ہرم بن حیان رضی اللہ عنہ

حضرت داتا علی ہجویری بن عثمان الہجوری قدس سرہٗ کتاب کشف المحجوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ۔

ہرم بن حبان بزرگان طریقت میں سے تھے۔ معاملاتِ حق میں انکو بہت ذوق تھا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے صحبت یافتہ تھے۔ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملنے کی تمنا میں قرن پہنچے۔ وہ وہاں نہ ملے۔ آخر مایوس ہوکر مکہ معظمہ واپس آ گئے۔ پھر آپکو یہ معلوم ہوا کہ وہ کوفہ میں رہتے ہیں تو کوفہ میں جاکر تلاش کیا تو وہاں انکی ملاقات ہو گئی۔

حضرت ہرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ولی کامل تھے انکے متعلق حضرت عارف جامی قدس سرہٗ نے شواہد النبوۃ میں لکھا کہ حضرت ہرم بن حبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سخت گرمی کے موسم میں جب کہ گرم گرم ہوائیں (لوئیں) چل رہی تھیں۔ وفات پائی اور جب انکو مزار میں رکھ رہے تھے۔ تو بادل کا ٹکڑا انکی قبر پر آیا۔ قبر شریف کے طول و عرض کے برابر تھا اور وہ بادل برسا۔ حالانکہ دوسری جگہ پر کہیں بارش نہ تھی اور یہ بھی ہے کہ اسی روز سے انکے مزار پر گھاس پیدا ہو گئی۔

حدیث دیگراں

ذیل میں ان حضرات کے اقوال لکھے جاتے ہیں جنہوں نے سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان فرمائے۔

شہنشاہِ اویس رضی اللہ عنہ

ریاض الناصحین میں ہے کہ بہشت میں بھی بادشاہ ہوں گے اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ ان بادشاہوں میں سے ہیں اور یہ مرتبہ انہوں نے اپنی والدہ سے خدمت و مشاہدہ نفس محبت و طاعت رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے پایا ہے۔

(ف) ریاض الناصحین کے مصنف محمد بن شیخ محمد الجامی ہیں آپ نے یہ حوالہ مشارق الانوار سے لیا ہے۔

افضل التابعین

کتاب امتناع السماع میں لکھا ہے کہ افضل التابعین حضرت سعید بن المسیب ہیں اور انکے بعد ان لوگوں کے لیے جنکو حضرت خواجہ کا وجود ثابت ہو) حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا درجہ ہے

(ف) یہ تو مسلم ہے کہ خیر القرون صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد زمانۂ تابعین ہے لیکن صحابہ میں تو ہر فرد کو جملہ امت مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افضل ماننا ضروری ہے لیکن تابعین

میں زمانہ کے اعتبار مجملاً افضیلت ہے مگر افراداً نہیں سوائے انکے کہ جنکی فضیلت احادیث میں ہے۔ حق تو یہ ہے کہ علی الاطلاق سیدنا اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل ہوں کیونکہ آپکے فضائل میں بکثرت احادیث وارد ہیں لیکن علماء کرام نے فرمایا کہ علی الاطلاق نہیں بلکہ من وجہہ حضرت اویس رضی اللہ عنہ افضل ہیں اور من وجہ سیدنا سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

سید التابعین

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے منہیہ (کتاب تعرف فی معرفت الفقہ والتصوف) کے حاشیہ پر تحریر فرمایا ہے کہ بعض کے نزدیک حضرت سعید بن المسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خیر التابعین اور حضرت خواجہ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید التابعین سے ہیں۔

سید وافضل

مولانا محمود بن علی الشیخانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حیواۃ الذاکرین میں سیدنا اویس کو سید التابعین اور افضل التابعین میں سے فرمایا ہے۔

نفس رحمٰن

شیخ بخشی رحمہٗ اللہ تعالیٰ علیہ نے سلک السلوک میں آپ کی شان میں قبلہ تابعین، قدوۃ اربعین آفتاب نہاں اور نفس

آفتابِ قرن کتاب مجلس المومنین میں آپکو سہیل یمن اور آفتابِ قرن لکھا ہے۔

مقاماتِ حریری[ع] صاحب مقامات حریری نے حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر اپنی کتاب مذکور کے مقدمہ ۳۹ میں بایں الفاظ کیا ہے۔

وَ اَحَاطَ الْجَمَاعَۃُ بِاَبِیْ زَیْدٍ تُثْنِیْ عَلَیْہِ وَ تُقَبِّلُ یَدَیْہِ وَ تَتَبَرَّکُ بِمَسَاسِ طِمْرَیْہِ حَتّٰی خِیْلَ اِلَیَّ اَنَّہٗ اُوَیْسُ الْقَرَنِیْ اَوِ الْاَسَدِیْ دُبَیْسٌ۔"

ترجمہ:۔ ابو زید کے گرد ایک مجمع ہو گیا جو آپ کی تعریف کرتا تھا۔ آپ کی دست بوسی کرتا اور آپکے خرقہ مبارک کو یمن و برکت کے لحاظ سے چھوتا تھا۔ اس پر مجھے خیال آیا کہ غالباً اویس القرنی یا دبیس الاسدی ہے۔

سب سے بڑے عابد جناب ڈی ساسی (م ۱۸۳۸ء) نے مقامات حریری کی عربی شرح صہ ۵۰۶ تا ۵۰۷ ان دونوں شخصیتوں کا جن الفاظ میں ذکر کیا ان کا ترجمہ یہ ہے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ کے افضل زہاد اور عباد میں سے ہیں۔ آپ بہت بڑے شرف اور بزرگی والے تھے۔ اہل بصرہ نے شعبی رحمۃ اللہ علیہ

ع یہ کتاب فن ادب میں اعلیٰ مقام رکھتی ہے بعض لوگوں نے کہا کہ اسکا مصنف اگر نبوت کا دعویٰ کرتا تو بعض ادباءِ عرب اسکے قائل ہو جاتے۔

نے آپ پر فخر کیا ہے۔ واقعہ یوں ہوا کہ ایک مرتبہ آپ بصرہ میں تشریف لائے اور احنف کے ساتھ ایک مجلس میں اتفاق ہوا۔ آپ نے کوفہ پر فخر کیا اور احنف نے بصرہ پر۔ اور یہاں تک بات پہنچی کہ احنف نے کہا ہم میں زاہد ترین لوگوں میں سے ابن سیرین ہیں اس پر شعبی نے کہا ہم میں اویس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قرنی ابن سیرین سے عابد ترین ہیں، آپ کے متعلق رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اُویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ خیر التابعین ہیں۔

(ف) وبیس الاسدی کا تعارف حاشیہ میں پڑھیئے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ آپ نے فرمایا کہ حضرت اویس رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے وقت کے امام و مقتدا تھے۔ وہ دنیا سے بالکل دل برداشتہ ہو گئے ترکِ دنیا پر انہوں نے بڑی بڑی تکالیف برداشت فرمائیں۔ (احیاء العلوم)

مفتی غلام سرور مرحوم حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب رسالت مآب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کے بعد سرِ دفترِ حضرت سہیل یمنی المعروف اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم گرامی آتا ہے آپ کی فضیلت کے لیے یہ دلیل بڑی اہمیت رکھتی ہے کہ آپ سرورِ دو عالم کے عاشق جانباز تھے آپ نے حضور کے دیدار پر انوار کے بغیر اور خدمت اقدس میں حاضر ہوئے بغیر ہی دولت ایمانی اور عظمت اسلام حاصل کی۔ (الاصفیاء)

پنج پیر فوائد المسلمین میں رسالہ صلوٰۃ مسعودی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ پنج پیر سے مراد یہ پانچ بزرگ ہیں۔

۱۔ پیر پیغمبران حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام

۲- پیر صحابہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
۳- پیر فقرا خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
۴- پیر علمار امام اعظم کوفی رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔

● بعض نے اسکی تفصیل یوں بیان کی ہے کہ

۱- خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
۲- خواجہ حسن بصری۔ رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ۔
۳- خواجہ عثمان ہارونی۔ رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ۔
۴- خواجہ عبیداللہ انصاری۔ رحم اللہ تعالیٰ علیہ۔
۵- خواجہ محمد سمرقندی رحم اللہ تعالیٰ علیہ۔ (لطائف نفیسہ)

فائدہ ۱- یہاں پنج پیر سے اس حلقہ کے سربراہ مراد ہیں۔ مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام سوائے ہمارے نبی پاک صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیار علیہم السلام کے پیر و مرشد ہیں ایسے ہی دوسرے حضرات کو سمجھئے۔

افضل التابعین

احادیث مبارکہ میں جو آپکو القاب عطا ہوئے۔ ان میں سے ایک خیر التابعین بھی ہے لیکن علمائے کرام کا اختلاف ہے کہ تابعین میں افضل کون ہے اہل مدینہ حضرت سعید بن المسیب کو اہل بصرہ حضرت حسن بصری کو اور اہل کوفہ سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو افضل التابعین کہتے ہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فیصلہ میں اہل کوفہ کو ترجیح دی ہے اور امام احمد حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعید المسیب کی تفصیل کا جواب دیا کہ وہ علوم شرعیہ میں افضل ہیں اور بس (مرقات) بہتر یہ ہے کہ ایسی بحثوں سے اجتناب کیا جائے۔

اویس قرنی ایک خیال ہے اسکا کوئی وجود نہیں

بہت بڑے محدثین یہاں تک کہ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی فرماتے ہیں کہ اویس نامی کوئی شخص نہیں اور محدثین نے دلیل میں فرمایا ہے کہ ایسا مقدس و متبرک شخص جسکی تعریف خود سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیان فرمائیں انکے متعلق ہمیں کوئی علم نہیں اور نہ ہی انکے متعلق بیان کردہ روایات اصول حدیث کے مطابق صحیح ہیں[1]

جواب:۔ امام ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہم جیسے متشدد وناقد نے ان محدثین کو جواب دیا کہ عدم علم عدم وجود کو مستلزم نہیں۔ بعض محدثین کو اگر انکے معلومات نہ ہو سکے تو کب ضروری ہے کہ انکے وجود اور انکے کمالات ومناقب کا انکار کیا جائے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے مستورالحال اور مخفی رکھنا مطلوب تھا اور وہ آج نہیں بلکہ قیامت میں بھی اکثر اوقات پوشیدہ رہیں گے۔ اور پھر وہ دور بھی کچھ ایسا تھا۔ جہاں بہت سے مشاہیر بھی دوسروں سے اوجھل رہے بلکہ آج کے روشن دور میں بھی بہت ہی مشہور شخصیت کے متعلق بعض لوگوں کو بے خبری ہوتی ہے بلکہ تجربہ ہوا ہے کہ ایک ہی علاقہ میں رہنے والے ایک دوسرے کے حالات سے بے خبر دیکھے گئے جب ایک دوسرے کے مشاغل سے لاتعلق ہوں۔ تو اور

---

[1] اس سوال کی وہی نوعیت ہے جو کمالات مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منکرین لحادیث فضائل پر ضعیف ضعیف کی رٹ لگاتے ہیں تاکہ بعض روایات ضعیف ہیں لیکن اس لیے کہ وہ بعض محدثین کے شرائط کی وجہ سے نہ کہ حقیقۃً جیسے انکار وجود اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ نانھم

بے خبری قرار پاتی ہے اور وہ روایات جو سیدنا اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق مروی ہیں وہ ان محدثین کو ملی نہ ہوں گی یا انکے شرائط پر نہ ہونگے۔ اسی لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ جو حضرات آپکے وجود کے قائل نہیں ہیں انکو یہ روایات نہ ملی ہوں گی اسی لیے وہ اس سے لاعلم رہے ہونگے اس لیے کہ علم الٰہی کی کچھ تھاہ ہی نہیں اور نہ کوئی شخص نہ تمام علم کے جاننے کا دعویٰ کرسکتا ہے اور نہ ہی اسکو ... احاطہ ہو سکتا ہے۔ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ، وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ ۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ یہ بات ضروری اور لازمی نہیں کہ جو بات کسی ایک کے نزدیک ثابت ہو تو وہی بات کسی دوسرے کے نزدیک بھی ثابت ہو جائے۔

اویس قرنی رضی اللہ عنہ صحابی یا تابعی

علمائے امت و اولیائے ملت رحمہم اللہ تعالیٰ کا اتفاق ہے اور احادیث مبارکہ کی تصریحات بھی ہیں کہ خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تابعی ہیں لیکن بعض حضرات ایسی روایات بھی لائے ہیں جو آپ کے صحابی ہونے پر دلالت کرتی ہیں مثلاً۔

مولانا سید محمود بن محمد بن علی شیخانی قادری مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب جوق الذاکرین میں سیدی عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ آپ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بارہا حاضر ہوتے ہیں۔ نیز جنگ احد میں بھی حضور کے پاس آئے ہیں۔ یہ حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے۔

کہ خدا کی قسم جنگ احد میں حضور کے آگے کے چار دندان مبارک شہید ہوئے ہی تھے کہ میں نے ابھی اپنے چار دانت آگے کے توڑ ڈالے اور جونہی آپکا چہرہ مبارک زخمی ہوا۔ میں نے بھی اپنا منہ نوچ لیا (زخمی کر لیا) اور جس وقت آپکی کمر شریف جھکی میں نے بھی اپنی کمر جھکا لی۔

۲۔ لوامع الانوار فی طبقات الاخیار، میں بھی مذکورہ بالا بیان کی تصریح بھی موجود ہے۔

۳۔ آپکی وہ تحقیقی باتیں اور علمی سوالات (جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر وارد کئے) سے یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے گویا حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت پائی اور آپکو جی بھر کر دیکھا۔

۴۔ کیسے ہو سکتا ہے کہ اتنا بڑا ولی کامل کو شرائع اسلام کے مسائل سے ناواقفیت ہو۔ جبکہ شرعی مسئلہ ہے کہ رسالت مآب صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت اور لمحہ بھر کی صحبت پر غوثی و قطبی کے تمام مراتب و کمالات نچھاور و قربان ہوتے ہیں تو پھر وہ کس طرح اس مرتبہ علیہ کو ترک کرنا گوارہ کیا ہوگا۔ والدہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) مانع تھیں یا ان کی خدمت اہم فریضہ تھا۔ تو اسکے ہزاروں شرعی اسباب و علل انکے سامنے ہونگے کہ کس طرح انکے بجا لاتے ہوئے صحبتِ مصطفےٰ سے بہرہ وری ہو سکتی ہے۔

۵۔ زیارت تو لازماً کی ہوگی لیکن جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ اور مخفی رکھا۔ اس طرح آپکی ہے۔

اَوْلِیَائِیْ تَحْتَ قَبَائِیْ لَا یَعْرِفُھُمْ غَیْرِیْ۔"

میرے دوست میری قبا کے نیچے ہیں انکو میرے سوا اور کوئی نہیں پہچانتا۔

فیصلہ صُحبت کے عقلیہ دلائل کتنا ہی قوی کیوں نہ ہو۔ نقلی دلائل کے سامنے کچھ وقعت نہیں رکھتے۔ اسی لیے ہمیں نقلی دلائل کے سامنے سر تسلیم خم کر کے عقیدہ رکھنا ہو گا کہ حضرت خواجہ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تابعی اور افضل التابعین اور بہت سے تابعین سے بعض امور میں بہتر اور برتر ہیں اسی پر امت مسلمہ کا اتفاق ہے۔

مدینہ طیبہ کی حاضری حضرۃ سلطان ولد اپنی کتاب مثنوی میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت رسالت مآب صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد جب حضرت خواجہ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپکے روضہ مقدسہ کی زیارت کا شوق غالب آیا اور انکی والدہ بھی انتقال کر چکی تو آپ مدینہ منورہ میں آئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے دریافت فرمایا کہ تم نے آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ حیات میں انکی زیارت کا شرف کیوں نہ حاصل کیا۔ خواجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ میری والدہ بیمار رہتی تھیں اور مجھے اپنے پاس سے کہیں جانے نہ دیتی تھیں۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہنسے اور کہنے لگے کہ ہم نے اپنے ماں باپ کو بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت اور شوق میں قربان کر دیا اور تم فقط اپنی ماں کو چھوڑ کر نہ آسکے۔

آپ نے فرمایا کہ آپ حضرات کو تو حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں رہنے کا شرف حاصل ہے ذرا حلیہ شریف تو بیان فرمائیے وہ حضرات حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری صورت اور دیگر اعضا شریفہ کی بعض نشانیاں اور کچھ معجزات بیان فرمانے لگے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میری مراد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری شکل وشباہت سے نہیں ہے بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی باطنی شکل وصورت اور معنوی جمال دریافت کرتا ہوں۔ وہ بیان فرمایئے کہا ہمیں جس قدر معلوم

تھا بیان کر دیا۔ اگر اس سے زیادہ آپکو معلوم ہو تو بتایئے کہ حضرت سلطان ولد نے اپنی مثنوی میں اسے یوں قلم بند فرمایا کہ ۔

قصد کرد آنکہ تا نشان گوید
سرّ آن شاہ دوجہاں گوید
حرف ناگفتہ ز دبر الیشان نور
ہمہ گشتند بیخود آن ز سرور
طافح و مست و پست افتادند
عقل و ہش را بباد بردادند
ہستیٔ جملگان گداخت تمام
از رُخ ماہ دوا گشت غمام
از خودی سوئے بے خودی رفتند
ہمہ غواص بحر جاں گشتند
بردل از راز گُل بیفشاندند
ہمہ از ہجر سوئے وصل شدند
راہ یک سالہ را بیک ساعت
طے نمودند جملہ برطاعت
ہر یکے شد خلیفۂ مختار
اوّل امت بدند آخر کار

سبق

اس سے واضح ہوا کہ حضرت خواجہ قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور

سرورِ کونین سید ثقلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے کس قدر عشق و محبت دی اور تصفیہ قلب وتزکیۂ نفس میں کتنا قرب باطنی حاصل تھا۔ کسی نے کیا خوب فرمایا۔

عاشقان جانباز ایں راہ آمدند
وز دو عالم دست کوتاہ آمدند
زحمت جان از میان برداشتند
دل بکلی از جہاں برداشتند
جان چون برخاست از میان بجان خویش
خلوتے کردند با جاناں خویش

گنبدِ نبوی کو دیکھ کر

اخلاق جہاں گیری میں کتاب خلاصۃ الحقائق کے حوالہ سے لکھا ہے کہ جب خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ میں آئے تو مسجد نبوی کے دروازہ پر آ کر کھڑے ہو گئے لوگوں نے کہا کہ یہ نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مزار شریف ہے آپ یہ سن کر بے ہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ مجھے اس شہر سے باہر لے چلو کیونکہ جس زمین میں حضور دفن ہوں وہاں میرا رہنا مناسب نہیں ہے اور ایسی مقدس و مطہر زمین پر قدم رکھنا سوءِ ادبی ہے۔

آں زمین کز آسماں برتر زمین یثرب است
کافتابِ وجود خورشیدِ کرم را مغرب است

ادب سے اجازت نہ دی

مولانا خالق داد فقیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

نے لکھا ہے کہ جب حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سنکر مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوئے مگر مدینہ کے قریب پہنچے ہی تھے کہ خیال آیا کہ ایسا نہ ہو میرے پاؤں زمین پر ہوں اور ذات مقدسہ ومطہرہ آں حضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم زیرِ زمین ہو۔ اور واپس لوٹ آئے۔

وصال

حضرت خواجہ اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے متعلق اختلاف ہے بعض نے بیماری سے وفات کا کہا ہے بعض نے غزوہ صفین میں شہادت کا ہم پہلے شہادت کے اقوال عرض کرتے ہیں۔

شہادت

۱۔ حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح مشکوٰۃ میں حضرت ابن عساکر کی روایت تحریر فرماتے ہیں کہ آپ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں مدینہ منورہ میں آئے تھے اور آپ کی طرف سے جنگ صفین میں لڑ کر شہید ہو گئے تھے دیکھا گیا تو آپکے جسم مبارک پر چالیس سے زائد زخم تھے۔

۲۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ بن سلطان محمد قاری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی کتاب معدن العدنی میں بعینہ جو شیخ عبدالحق رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے تحریر فرمایا ہے۔

صفین کی تحقیق

مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ صفین ایک جنگل کا نام ہے اور جامع المتفرقات میں قاموس کی سند سے لکھا ہے کہ صفین بروزن سجین ایک جگہ کا نام ہے جو رقہ کے نزدیک۔ فرات کے کنارہ پر واقع ہے اسی جگہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان ۳۷ھ میں جنگ ہوئی تھی۔

نیز کتاب تہذیب میں لکھا ہے کہ صفین صاد کی زیر اور ف کی تشدید کے ساتھ ایک موضوع کا نام ہے۔ جو فرات کے نزدیک واقع ہے۔

۳- کتاب خیر جاری میں بھی آپ کی شہادت ہی کی روایت لکھی ہے۔

۴- شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ صفین میں شہید ہوئے تھے۔

۵- مرآۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ جب حضرۃ علی کرم اللہ وجہہ جنگ جمل میں تشریف لے جا رہے تھے تو حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے آکر بیعت کی تھی۔ اور پھر جنگ صفین میں آپکے ہمراہ لڑکر جام شہادت نوش فرمایا تھا۔

۶- سلک السلوک میں بھی قریب قریب اسی مضمون کی روایت لکھی ہے کہ جب آپکا پیغام اجل نزدیک پہنچا تو آپ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کسی غزوہ میں شہید ہوئے۔

عَاشَ وَحِیْدًا وَمَاتَ شَہِیْدًا ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ؕ

۷- تذکرۃ الاولیاء میں حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرۃ خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی آخر عمر میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں آگئے تھے اور جنگ صفین میں آپکے ہمراہ لڑکر شہید ہوئے۔

۸- مولانا سید محمود شیحانی قادری مدنی کتاب حیوٰۃ الذاکرین میں عبدالرحمٰن بن ابی لیلےٰ کی روایت سے تحریر فرماتے ہیں کہ ایک منادی نے جنگ صفین کے دن ندا کی کہ کیا اویس قرنی بھی یہاں ہیں ؟ تو جب تلاش کیا گیا تو آپ کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصحاب میں شہید پایا گیا - واللہ اعلم۔

یہی روایت قاضی عبدالصمد نے حضرت مخدوم نوح رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ملفوظات میں لکھی ہے۔

۱۰۔ حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روضتہ الریاحین کی ۱۴۵ ویں حکایت میں اور مولانا حسین معین الدین میبذی نے کتاب فواتح و شرح دیوان سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں طبری کا قول لکھا ہے۔ کہ ۳۷ھ میں غزوۃ ذالحجہ پر جب حضرت علی اور حضرت اویس قرنی بن عامر رضی اللہ تعالیٰ نے دریائے فرات کے کنارہ پر آوازہ طبل سن کر واقعہ دریافت کیا اور جب انکو معلوم ہو گیا کہ حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں جنگ ہو رہی ہے تو آپ فوراً حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر جہاد کی بیعت کی اور جنگ میں لڑکر شہید ہوئے۔

۱۱۔ امام اعثم کوفی اپنی تاریخ میں عبدالرحمٰن ابن ابی لیلیٰ کی روایت سے لکھتے ہیں کہ سیدالتابعین حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بمقام کوفہ پہنچ کر لشکر جمع کیا تھا اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آپ امیرالمؤمنین علی کرم اللہ وجہہ کے پاس آئے اور آپکو سلام کیا اور امیرالمومنین آپکے آنے سے خوش ہوئے اور مرحبا کہہ کر ان سے اچھی طرح سے پیش آئے۔ پھر آپ جنگِ صفین میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے لڑکر شہید ہوئے۔

۱۲۔ حضرت ہرم بن حبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آپ امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ کے پاس آئے اور آپکو سلام کیا اور امیرالمومنین آپکے آنے سے

خوش ہوئے اور مرحباً کہہ کر ان سے اچھی طرح سے پیش آئے پھر آپ جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے لڑکر شہید ہوئے۔

۱۳۔ مجالس المومنین میں حبیب السیر کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ایک معتبر روایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک روز حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ دریافت کیا جب آپکو معلوم ہوا کہ یہ حضرت شاہ ولایت پناہ کی سپاہ کے طبل کی آواز ہے جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے لڑنے جا رہا ہے تو آپ نے فرمایا کہ میرے نزدیک امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اتباع اور پیروی سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں اور یہ کہتے ہوئے دوڑے اور حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی متابعت میں رہ کر صفین کے کسی معرکہ میں لڑتے لڑتے جامِ شہادت نوش فرما کر جنت کو سدھارے

۱۴۔ سید المحدثین تحفتہ الاخیار میں عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ جب میں امیرالمومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں موضع ذی قعار میں پہنچا تو دیکھا کہ کوفہ اور اطراف و جوانب کے لشکر آپکی خدمت میں آ آ کر آج میرے پاس بیس لشکر جمع ہو جائیں گے۔ اور ہر لشکر میں ایک ایک ہزار مرد ہونگے۔ یہ بات مجھے حیرت انگیز معلوم ہوئی۔ حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرا خطرہ اپنے فراست باطنی سے معلوم کر لیا۔ اسی وقت حکم دیا کہ دو نیزے اس جنگل میں گاڑ دو۔ تاکہ جو شخص ہمارے لشکر میں شامل ہونا چاہیے وہ ان نیزوں کے بیچ میں سے گزارے اور پھر احتیاط کے ساتھ لشکریوں کے شمار کرتے رہیں جب مغرب کا وقت قریب آیا تو اس وقت تک حساب کی رو سے جیسا کہ حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اب جو شخص آئیگا۔ وہ مردِ کامل ہوگا۔ اور تعداد پوری کر دے گا۔ خبر رساں آدمی مقرر کر رکھے تھے۔ زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ انہوں نے دیکھا کہ ایک آدمی

بوڑھا پیدل چلا آ رہا ہے اور زادِ راہ کمر سے بندھا ہوا ہے۔ پانی کا مشکیزہ گلے میں لٹکا ہوا نہایت دُبلا و پتلا و کمزور ہے چہرہ زرد اور گرد آلود ہے۔ سچ ہے۔

زاد راہ عاشقاں درست دو روئے زرد و آہ
راز زیں گونہ است بسم اللہ کہ دارد عزم راہ

جب وہ پہنچا تو خبر رساں اسے حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لے آئے اس نے آپکو سلام کیا عرض کیا کہ میں اویس قرنی ہوں۔ آپ اپنا ہاتھ دیجیے تاکہ آپ سے بیعت کروں آپ نے فرمایا کہ کسی لیے بیعت ہوتے ہو۔ عرض کیا کہ جنگ میں آپکی مدد کرنے اور آپ پر اپنا سر فدا کرنے کے لیے۔ کیونکہ جب ایک دن مرنا ضروری ہے تو پھر آپ پر ہی کیوں نہ اپنی جان نثار کروں۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع اصحاب و انصار کے موضع ذی قعار کی طرف دشمنوں کے مقابلہ کے لیے روانہ ہو گئے۔

۱۵۔ عبدالغنی بن سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ یہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (قرنی بفتح قاف و راء) وہی اُویس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں جنکے متعلق رسول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بہت پہلے ہی سے مطلع فرما دیا تھا اور وہ صفین میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھے اور بہت اچھے اور نیک مسلمانوں میں سے تھے۔

۱٦۔ حمزہ بن اصبغ بن زید سے روایت ہے کہ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لائے مگر والدہ کی خدمت میں رہنے کے سبب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکے۔ البتہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں اپنے دوستوں کی ایک جماعت کے

ہمراہ بمقام مروان حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوئے تھے۔
آگے چل کر حمزہ بن اضبح بن زید یہ بھی لکھتے کہ آپ جنگ صفین میں ایسے وقت میں آئے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا کہ کون ہے جو مجھ سے مرنے کے لیے بیعت کرتا ہے جب ننانوے آدمی آپ سے بیعت کر چکے تو آپ نے فرمایا کہ اب آخر میں ایک شخص آئیگا جو پشمینہ کی چادر اوڑھے ہوئے ہو گا اور اس کا سر منڈا ہوا ہو گا۔ چنانچہ اسکے بعد حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آکر بیعت کی اور لوگوں نے انکو دیکھ کر کہا کہ یہ تو اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں پھر آپ لڑکر شہید ہو گئے۔

۱۷۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منادی نے ندا کی۔ کہ اے خدا کے دوستو! جمع ہو جاؤ تو سارا لشکر صف بستہ کھڑا ہو گیا اور حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنی تلوار میان سے نکال لی۔ اور پھر لڑے یہاں تک کہ آپکا توشہ دان کٹ گیا آپ نے اسکو پھینک دیا اور لوگوں کو پکارتے ہوئے آگے بڑھتے گئے۔ آخر کار آپکے سینہ میں ایک نیزہ لگا اور آپ اسی جگہ شہید ہو گئے گویا آپ زندہ ہی نہ تھے یہ روایت صحیح اور مستند سمجھی جاتی ہے۔

۱۸۔ صاحب مستقصی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ آپ اسی جنگ صفین میں حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے۔
(واللہ اعلم)

۱۹۔ کتاب داد الٰہی مصنفہ داد بن قاضی ڈیرہ اسمٰعیل خان میں بھی یہ بیان موجود ہے

بیماری کی وفات

مذکورہ بالا روایات آپکا جنگ صفین میں شہید ہونا ثابت ہوتا ہے یعنی جو روایات ان بیانات کے خلاف ہیں اور جن میں آپکی موت کو اور طرح سے بیان کیا جاتا ہے نیز آپکی تجہیز و تکفین اور قبر کا پتہ بھی جن روایات سے چلتا ہے وہ بھی ملاحظہ ہوں۔

۱۔ علامہ جلال سیوطی شرح الصدور فی احوال الموتیٰ والقبور میں تحریر فرماتے ہیں کہ (ابن عساکر نے عطار خراسانی سے روایت بیان کی ہے) کہ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ طلاق شکم (دستوں کے مرض) میں بحالتِ سفر فوت ہوئے اور اس وقت ان کے بدن پر دو کپڑے تھے جو دنیاوی کپڑوں میں سے نہ تھے۔ گویا یہ بھی آپکی کرامات میں ایک ہے کہ آپکو بہشتی حلہ سے کفنایا گیا۔

۲۔ ایک دوسری روایت میں کپڑوں کے متعلق یہ لکھا ہے کہ وہ کپڑے ایسے نہ تھے جنکو آدمی بنتے ہیں پھر دو آدمی ان کی قبر کھودنے کے لیے گئے مگر انہوں نے پتھر میں قبر کھدی کھدائی مل گئی اور ایسی تازہ کھدائی ہوئی کہ گویا ابھی کھودی گئی ہے پھر انکی تجہیز و تکفین کی گئی اور قبر میں دفن کر کے وہاں سے چلے آئے پھر وہاں گئے تو قبر کا کوئی نشان نہ دیکھا اس سے دو کرامتوں کا ثبوت ملا ایک قبر کھدی کھدائی مل گئی پھر قبر کا نشان بے نشان ہو گیا۔

۳۔ امام احمد کتاب زہد میں اسی روایت کو اور طریقہ سے تحریر فرماتے۔ اور اخیر میں لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن مسلمہ کا قول ہے کہ ہم میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ ہم قبر کا نشان بنا کر واپس آگئے تھے لیکن جب دوبارہ وہاں جا کر دیکھا تو نہ قبر پائی اور نہ قبر کی علامت۔

۴۔ مولانا جامی قدس سرہ شواہد النبوۃ میں حضرت ہرم بن حیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آذربیجان کو غزو کو گئے

تھے۔ اور وہیں انہوں نے انتقال فرمایا تھا۔ ان کے دوست احباب نے چاہا کہ ان کے لیے قبر کھودیں مگر ایک قبر پتھر میں کھدی ہوئی پائی گئی اسی قبر میں دفنا دیا۔

۵۔ شرح مشکوٰۃ شریف اور سفینۃ الاولیاء کے حوالہ سے جنگ صفین میں شہید ہونے کا قول بھی لکھا ہے۔

آپکی وفات ایک روایت میں ۳ رجب ۲۲ھ ہے اور ایک دوسری روایت میں بقول مصنف کشف المحجوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۳ رجب ۳۷ھ امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روضۃ الریاحین میں دونوں روایتیں لکھی ہیں۔

کرامت

سید محمود بن علی قادری شیخانی تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے آپکے مزار مقدس کی زیارت کی ہے اور میں نے جب انکی قبر کے پاس بیٹھ کر سورہ یٰسین پڑھی تو وہ قبر کے اندر مجھ سے بجلی کی طرح کڑک کر بولنے لگے اور میں انکی باتیں سنتا رہا۔

غرضیکہ ان روایات سے حضرت خواجہ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شہادت پانا حاصل ہوتا ہے خواہ شہادت جہری ہو یا سری۔"

(ف) روایات بالا میں اگرچہ اختلاف ہے لیکن اکثر روایات میں آپکا شہادت پانا ہی ظاہر ہے اور یہ قرین قیاس بھی ہے کہ ایسے مقرب خدا محبوب مصطفےٰ سید التابعین کو اس دنیا سے تشریف لیجاتے وقت درجہ شہادت سے ہی فائز ہونا بھی چاہیئے تھا۔ اب سوال صرف یہ رہ جاتا ہے کہ آپکی شہادت خلافت فاروقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور غزوہ آذربائیجان میں ہوئی یا خلافت حیدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جنگ صفین میں۔

فیصلہ:- اکثر روایات صحیحہ میدان صفین میں آپکے شہادت پانے کے متعلق لکھا ہے اور غزوہ آذر بائیجان کی روایت قابلِ تسلیم نہیں کیونکہ آپ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے عہد خلافت کے آخری سال میں ملاقات کی تھی اور اس سال ملاقات فاروقی کے کئی سال بعد ہرم بن حبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپکا شرف ملاقات حاصل کیا تھا۔

ان تاریخی واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپکا شہادت یقیناً حضرت علی رضی تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں ہی ہوئی ہوگی۔ (واللہ اعلم)

تحقیق مزار

سابقہ بیانات سے معلوم ہوگیا کہ آپ نے یاتو جنگ صفین میں شہادت پائی یا عارضہ شکم میں آذر بائیجان کے راستہ میں وفات پائی اس لیے یاتو آپکا مدفن صفین میں ہونا چاہیئے یا آذر بائیجان کے راستہ میں۔ نیز بعض روایات سے آپکی قبر کا لاپتہ اور بے نشان ہوجانا بھی ثابت ہوتا ہے اور جس قدر اقوال اور روایات لکھی گئی ہیں وہ یاتو معتبر اور مستند کتب مشائخ اور علماء سے لکھی گئی ہیں یا بعض مشائخ عظام کی زبانی سنکر قلم بند کی گئی ہیں لیکن جو کچھ تحقیقات کرنے اور دیگر مسافروں اور سیاحوں کی زبانی معلوم ہوسکا ہے وہ بالکل مختلف ہے۔ بلکہ آپکا مزار کئی جگہ ہونا ثابت ہے اور جہاں جہاں آپکی قبر مشہور ہے۔ آپکے ہر مزار سے یکساں کرامتیں ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔

تفصیل مزارات

مختلف مقامات پر آپکے سات مزار پائے جاتے ہیں۔

۱- آپکا ایک مزار نواحِ ستدھ (حدود ٹھٹھہ) میں واقع ہے اکثر حاجت مند

درویش حضرات اس مزار پر آ کر چلہ کشی کرتے ہیں اور آپ کی روحانیت سے مستفیض ہوتے ہیں اور حاجت مندوں کی حاجت پوری ہوتی ہے۔ چنانچہ بندگی سلطان محمد چیلہ نور اللہ مرقدہٗ اس مزار شریف پر تشریف لے گئے تھے ان دو چلے وہاں حجرہ نشین رہے خدا کے فضل سے قطرہ سے دریا اور ذرّہ سے آفتاب ہو گئے اور جو کچھ پایا اسی آستانہ سے پایا۔

۲- آپکا مزار بندرگاہ زبید میں واقع ہے حاجی لوگ اس مزار کی بھی زیارت سے مشرف ہو کر آتے ہیں۔

۳- مزار غزنی میں ہے۔

۴- مزار بغداد شریف سے دور سرحد ایران کے قریب واقع ہے[1]۔

۵- ملک شام میں ہے علامہ الحاج خدا بخش اظہر شجاعبادی مدظلہ نے اپنے سفر نامہ کا ذکر فرمایا ہے اس مزار کی حاضری کی تفصیل بھی لکھی ہے۔ اور متعدد مزار ہونے کی وجہ یہ بتلائی جاتی ہے کہ ایک دفعہ جب آپکی خاص حالت میں بیٹھے ہوئے تھے اور چھ دیگر درویش بھی آپکی خدمت میں حاضر تھے تو آپ پر روحانی کیفیت طاری ہوئی تھی جس سے آپ مغلوب الحال ہو کر دریا کی طرح جوش میں آ گئے اور اسی حالت میں مستی و سکر میں آپ کی آنکھیں ان چھ درویشوں پر پڑ گئیں۔ اور ایسی کاری اور با اثر پڑیں کہ ان سب کو اپنا سا سا بنا دیا۔ یعنی ان کی ہیبت اصلی بدل گئی اور سب کے سب حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہم شکل و ہم وضع ہو گئے۔ پھر کسی نے نہ پہچانا کہ خواجہ اویس رضی اللہ تعالیٰ

---

[1] ۱۴۰۰ھ میں اس مزار کی زیارت سے مشرف ہوا تفصیل فقیر کے رسالہ زیارات عراق و بغداد میں لکھدی ہے۔

عنہ کون ہیں جب وہ درویش آپ سے رخصت ہو کر اپنے اپنے مقامات پر چلے گئے تو وہاں کے لوگوں نے یہی جانا کہ یہ اویس ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور جب انکا انتقال ہوا تو انکی قبر بھی خواجہ ہی کے نام سے مشہور ہوئی مگر حقیقت اسکی خدا ہی جانتا ہے کہ اصلی حضرت اویس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی قبر کون سی ہے۔

فیض المزار اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس مزار سے بھی فیض لینا چاہا اسے فیض نصیب ہوا۔

چنانچہ آپکا ایک مزار یمن میں ہے وہ بھی زیارت گاہِ خاص وعام ہیں اور آپکے مزار مقدس پر (یمن میں) حضرت مظہر جمال اللہ معشوق اللہ۔ جلال الدین گھگہ قدس سرہٗ نے چالیس چلے کھینچے ہیں اور ان چلوں میں فی چلہ چالیس لونگوں سے افطار کیا ہے اور وہ لونگ روزانہ بھی محض روزہ افطاری کے لیے سنت سمجھ کر کھاتے تھے اور آپکے مزار پُر انوار پر چلہ کشی سے اس قدر روحانی فیض حاصل کیا تھا کہ قطرہ سے دریا بن گئے تھے۔

غرضیکہ اسی طرح مختلف مقامات پر آپ کے سات مزار ہیں اسی اختلاف مزار کا باعث میری ناقص سمجھ میں تو یہ ہے کہ جیسے قدرت ایزدی نے آپ کے دفن ہوتے ہی آپکی قبر مبارک کا نشان غائب ہو گیا بلکہ غائب کر دیا گیا تھا۔ اسی طرح آپکے مزار پرانوار کو پوشیدہ رکھنا مشیت الٰہی تھا۔

یہی وجہ ہے کہ یہ قائم کردہ مزارات جو صفین اور آذربائیجان یمن وغیرہ میں سنے گئے ہیں۔ ان کی اصلیت میں قدرت کا یہی اختلاف حائل ہے۔

ازالہ وہم مولانا جامی قدس سرہٗ کتاب نفحات الانس میں تحریر فرماتے ہیں کہ خرق عادت کی بہت سی اقسام ہیں۔

مثلاً ایجاد، معدوم، اعدام موجود، اظہار امر مستور، ستر امر ظاہر استجابت دعا قطع مسافت بعیدہ در مدتِ اندک، اطلاع بر امور غیبیہ آن واحد میں مختلف مقامات پر حاضر ہونا، مردہ کا زندہ کر دینا، زندہ کو مارنا حیوانات، نباتات اور جمادات کی تسبیح و تہلیل کی آواز سننا، بغیر سبب ظاہر سے کھانے پینے کی چیزوں کا منگوا دینا پانی پر چلنا، ہوا میں اڑنا تسخیر جانوروں وحشی، قوتِ بدنی اس قدر کر لینی کہ پاؤں مار کر درخت کو جڑ سے اکھاڑ ڈالنا۔ سماع میں پھرنے اور کسی دیوار پر ہاتھ مارنے سے دیوار کو پاش پاش کر ڈالنا وغیرہ وغیرہ۔

خلاصہ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں میں سے جسکو اپنی قدرت کاملہ کا مظہر بنا لیتا ہے تو وہ اس عالم میں ہر قسم کا تصرف کر سکتا ہے اگرچہ فی الحقیقت وہ تصرف اور تاثیر اللہ ہی کی طرف ہوتی ہے اور وہ خود اس میں ہوتا ہے۔

نکتہ:۔ اس میں راز یہ ہے کہ جب سالک ظاہری عبادت و ریاضت کے بعد تصفیہ و تزکیۂ باطن و تہذیب اخلاق نفسانیہ و خروجِ اوصافِ بشریہ سے فارغ ہو کر ذات حق میں ایسا مستغرق ہو جاتا ہے کہ غیر حق اسکی نظر میں نہیں سماتا۔ تو اللہ تعالیٰ کی صفات اور اخلاق اس میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ ع

برفت از میان ہمیں خدا ماند و بس
اَلْفَقْرُ اِذَا تَمَّ هُوَ اللّٰهُ اینست

خلاقِ الٰہی اس میں آجاتے ہیں اور صفات و اسماء سے باری تعالیٰ سے متصف ہو جاتا ہے اور اپنی قوت و استعداد کے مطابق قدرت پاتا ہے اور توانائی حاصل کرتا ہے اور اس پر اخلاق خداوندی ظاہر ہونے لگتا ہے اور لاتمناہی اسمائے باری تعالیٰ کا مظہر بن جاتا ہے اور پھر عالم کون و فساد میں جس طرح چاہتا ہے متصرف ہو

جاتا ہے اور جمیع صفات و اسماء حق تعالیٰ کے ساتھ مثل تصرفِ حق سُبحانہ کے تصرف رکھتا ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح اسماء حسنی (مطلب اعلیٰ) میں اسکی حقیقت پر روشنی ڈالی ہے۔

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتوح الغیب میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بعض اپنی مرسلہ کتابوں میں فرمایا ہے کہ اے فرزندِ آدم میں وہ خدا ہوں کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے میں کسی چیز کے ہونے کے لیے کہتا ہوں تو وہ چیز ہو جاتی ہے تو میری فرماں برداری کر تو تجھ کو بھی اس صفت سے متصف کر دوں گا پھر اگر تو بھی کسی چیز کو کہے گا کہ ہو جا۔ تو ہو جائیگی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں، اولیاؤں اور خاص بندوں کو اس صفت سے متصف کیا ہے۔

کرامات الاولیاء حق

علم العقائد میں یہ عقیدہ نمایاں حیثیت رکھتا ہے کہ سابق ادوار میں معتزلہ نے کرامات اولیاء کا انکار کیا تھا تو اہلسنت نے انکے خلاف دلائل کے انبار لگا دیئے ہمارے دور میں صراحتہً تو انکار نہیں البتہ کنایات و اشارات سے انکار کرنے والے بہت ہیں۔ لیکن بفضلہ تعالیٰ ہمارے اکابر نے جو کچھ اس بارہ میں فرمایا ہے اب اس پر مزید لکھنے کی ضرورت نہیں رہی۔

کرامات | سیدنا اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سب سے بڑی کرامت یہی ہے کہ کائنات بلکہ خالق کائنات حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات بیان کرتا ہے لیکن آپ سیدنا اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات کے مدح خوان ہیں۔

حسب رواج چند کرامات کا یہاں کرتا ہوں۔

کرامت ۱۔ حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے تین رات دن تک کچھ نہ کھایا تھا اور راستہ میں ایک پیاز کی ڈلی پڑی ہوئی پائی اسکو اٹھا کر کھانا چاہتے ہی تھے کہ یہ خیال آیا کہ یہ حرام نہ ہو اور پھینک دی پھر آسمان کی طرف جو نظر کی تو ایک پرندہ کو ہوا میں اڑتا ہوا دیکھا کہ ایک روٹی کی ٹکیہ چونچ میں دبائے ہوئے ہے اور پکارتا ہوا آرہا ہے کہ اے اویس چونکہ تو نے حرام پیاز کو پھینک دیا اس لیے لے یہ خدا کی بھیجی ہوئی روٹی کھا اور آرام کر۔

رباعی

بخشندہ ... ال روزی کندت

مہجور شوی و صال روزی کندت

از ترس خدا ... ی ترک حرام

روزی دِہ تو حلال روزی کندت

غیبی بکری ۱۔ تذکرۃ الاولیاء میں بھی لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین رات دن کے فاقہ سے تھے ایک روز راستہ میں ایک دینار پڑا ہوا دیکھا۔ مگر آپ نے یہ کہہ کر کہ کسی کا گر گیا ہوگا نہ اٹھایا اور وہیں چھوڑ کر چلے گئے اور جنگل کی گھاس پات کھانے لگے کہ اچانک ایک بکری دیکھی کہ اپنے منہ میں ایک گرم روٹی لیکر آئی اور آپکے سامنے رکھدی آپ نے یہ خیال کر کے نہ معلوم کس کی روٹی اٹھا لائی ہے اسکی طرف سے منہ پھیر لیا بکری

نے زبان حال سے گویا ہو کر عرض کیا کہ میں بھی اسی کی مخلوق ہوں۔ جس کے تم ہو تو پھر خدا کی بندی سے خدا کی دی ہوئی چیز کیوں نہیں لیتے حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بکری کا یہ کلام سنا تو روٹی لینے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ روٹی خودبخود میرے ہاتھ میں آگئی اور بکری غائب ہو گئی۔ (خزینۃ الاصفیاء)

غیبی دانت

مروی ہے کہ جب آپ نے نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دندان مبارک کے شہید ہونے کا حال سُنا۔ اور اپنے جملہ دانت شہید کر ڈالے تو دانت کچھ عرصہ بعد نکل آئے اور آپ نے پھر شہید کر دیئے اسی طرح سے سات مرتبہ نکلے اور سات ہی مرتبہ آپ نے اپنے دانت شہید کیے۔

(حیات اویس صد ۱۶)

فرشتوں کا پہرہ

منقول ہے کہ یمن میں اونٹوں کو بھیڑیئے مل کر کھا جایا کرتے تھے مگر اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اونٹوں کی طرف رخ بھی نہ کرتے تھے حالانکہ آپ دن بھر اونٹوں کو چھوڑ کر عبادتِ حق میں مصروف رہتے تھے اور اونٹ فرشتوں کی نگہبانی میں خود بخود چرتے رہتے تھے۔

جبہ مبارک خودبخود پہنچ گیا

منقول ہے کہ جب حضرات عمر و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حسب الارشاد نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپکی خدمت میں خرقہ پہنچانا چاہا اور قرن میں جاکر آپکو تلاش کرایا تو اویس قرنی نامی قرن میں بے شمار پائے گئے آخر جب ایک شخص سے آپکے کچھ حالات معلوم ہوئے اور آپ انکے پاس تشریف لے گئے تو حضرت اویس رضی

اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ آپ خرقہ رکھ دیں جسکے بدن میں یہ خود بخود پہنچ جائیگا وہی اویس ہوگا۔ چنانچہ جب خرقہ رکھا فوراً اڑکر حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بدن پر پہنچ گیا۔ پھران سے کہا گیا کہ حضور نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ آپ سے شفاعت امت کے لیے بھی دعا کرائی جائے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا بہت اچھا اور خرقہ کو اتار کر بوسہ دیا اور پھر اسکو دور لیجا کر رکھا۔ اور پہلے غسل کیا اور پھر دو نفل پڑھے اسکے بعد سربسجود ہوکر دعا شروع کی۔ ہاتف نے آواز دی کہ اے اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نصف امت تجھ کو بخشی۔ آپ نے سر نہ اٹھایا ہاتف نے کہا دو حصہ امت بخش دی۔ آپ نے پھر بھی سر نہ اٹھایا۔ ہاتف نے پھر کہا کہ بمقدار پشم گوسفندان صفار ومنار (عرب کے دو قبیلہ جو بکریاں بکثرت پالتے تھے) اب بھی آپ نے سر نہ اٹھایا تھا کہ حضرت علی وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تاخیر سے گھبرا کر ان کے قریب پہنچ گئے ان کی پاؤں کی آہٹ سے سر اٹھا لیا اور کہا کہ اے امیرالمومنین اگر آپ کچھ دیر اور توقف فرما لیتے تو حق تعالیٰ سے میں ساری امت بخشوا لیتا۔

(حیات اویس ص ۱۶۷)

فائدہ:۔ یہاں یہ وہم نہ ہو کہ سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ بالخصوص خلفائے راشدین سے بھی بڑھ گئے بلکہ یوں سمجھئے کہ یہ لطف الٰہی سے کبھی اعلیٰ کے بجائے ادنیٰ پر بھی ہوجایا کرتا ہے اسکے نظائر بے شمار ہیں جیسے موسیٰ علیہ السلام کے بجائے خضر علیہ السلام پر۔ وغیرہ وغیرہ۔

دریا میں نماز

حضرت حبیب بن سہیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ کشتی پر سوار تھا۔ اس میں سوداگران کا ہر قسم کا مال واسباب لدا ہوا تھا۔ اتفاقاً

طوفان آ گیا اور کشتی سمندر کی موجوں پر اس قدر ہلی کہ اس میں پانی بھر آیا تھا ایک مرد خدا اونٹ کی پشم کی ایک چادر اوڑھے ہوئے تھا۔ اس طرح اطمینان کے ساتھ اٹھ کر باہر آیا اور پانی میں کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا گویا اسے ہماری حالت کی مطلق خبر نہ تھی جب وہ نماز سے فارغ ہوا ہم نے اس سے التجا کی کہ ہمارے حق میں بھی دعا کرو۔ فرمایا کس لیے ہم نے کہا کہ کیا آپکو خبر نہیں کہ کشتی ڈوب رہی ہے فرمایا سب اللہ کا قرب ڈھونڈو۔ ہم نے کہا کس طرح۔ کہا ترک دنیا سے۔ ہم نے کہا کہ ہم نے دنیا ترک کی۔ کہا بسم اللہ کہو اور کشتی سے باہر آجاؤ۔ ہم

سب بسم اللہ پڑھ کر کشتی سے باہر آ گئے اور پانی پر چلنے لگے اور اسکے ارد گرد جمع ہو گئے ہم سو سے زیادہ تھے۔ ہماری کشتی سے باہر آ جانے کے بعد کشتی مع مال و متاع ڈوب گئے تو اس نے کہا کہ اب تم ہول دنیا سے آزاد ہو گئے پانی سے نکل کر اپنا اپنا راستہ لو۔ ہم نے کہا کہ آپ کون ہیں فرمایا اویس قرنی ہوں۔ ہم نے کہا کہ کشتی میں جو مال تھا وہ مدینہ کے فقیروں کے لیے تھا اسکو ایک شخص مصر سے لایا تھا کیونکہ آج کل مدینہ میں سخت قحط پڑا ہوا ہے فرمایا کہ اگر وہ مال پھر اللہ تعالیٰ تم کو دے دے تو تم کیا وہ سب کا سب مال مدینہ کے فقراء کو تقسیم کر دو گے۔ ہم نے کہا ہاں۔ پھر انہوں نے دو رکعت نماز ادا کی اور دعا مانگی اسی وقت وہی کشتی مع مال و دولت کے پانی پر ابھر آئی اور ہم سب اس پر سوار ہو گئے اور خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے غائب ہو گئے ہم سب بخیر و عافیت مدینہ طیبہ پہنچ گئے اور تمام مال و اسباب وہاں کے فقراء میں تقسیم کر دیا یہاں تک کہ مدینہ میں کوئی فقیر اس وقت ایسا نہ رہا ہو گا کہ جس کو حصہ نہ ملا ہو۔ (زہرۃ الریاض صہ۵۷ حکایت نمبر ۵۷ واسرار الفاتحہ)

شہادت عمر کی خبر

سیدنا اویس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے وقت فوراً خبر دی کہ حضرت

عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ شہید کر دیئے گئے ہیں۔ حضرت ہرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں بعد کو مدینہ طیبہ پہنچا تو مجھے اس خبر کی تصدیق ہوگئی۔ (خزینۃ الاصفیاء)

غیبی کفن

حضور داتا لاہوری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمر کے آخری دنوں میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے اور کچھ دن آپکی خدمت میں رہے۔ پھر جنگ صفین میں شریک ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیر قیادت شہادت کے مرتبہ کو پہنچے۔ بعض احباب نے آپ کے لیے قبر کی تیاری کی۔ مگر سامی کی جگہ ایک سخت پتھر آگیا جسے کاٹنا مشکل تھا۔ مگر غائب سے پتھر میں شگاف پڑگیا اور آپ کے لیے لحد بن گئی۔ آپکے کفن کے لیے کپڑے کی تلاش ہوئی تو آپکے صندوقچہ کو کھولا گیا تو کفن کا کپڑا پایا گیا۔ مگر اسے کسی انسانی ہاتھ نے نہیں بنایا تھا۔ اسی کفن میں آپکو دفن کیا گیا۔ (کشف المحجوب)

قیامت میں بھی مخفی

حضور سرور دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بلکہ فرمایا کرتے کہ قیامت کے دن حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل میں ستر ہزار فرشتے آپکو اپنی جلوے میں لیکر جنت میں داخل ہونگے تاکہ اس عاشق نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی پہچان نہ سکے۔ (خزینۃ الاصفیاء)

کرامات ہی کرامات

عام طور پر سنا جاتا ہے کہ جہاں اور جس جگہ بھی آپکا مزار پرانوار قرار دیا گیا ہے وہاں کرامات و خوارق بھی ظہور پذیر ہوتے ہیں۔

(سہیل یمنی)

اویس ہی اویس نظر آئے

صاحب لنسیم چمن فی حالاتِ خواجہ اویس قرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی سنی سنائی یہ حکایت تحریر فرمائی ہے کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ایک جگہ تشریف آور تھے وہاں آپکی خدمت میں چھ درویشانِ صادق بھی حاضر ہوئے۔ اس وقت حضرت خواجہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ واردات الہٰی میں مغلوب الحال تھے اسی حالت سکر و مستی میں آپکی نظر مبارک ان چھ درویشانِ حاضر پر پڑی اور انکے ظاہر و باطن میں اس قدر مؤثر ہوئی کہ ان درویشوں کے اشکال و شباہت، قد و قامت تک بدل گئی اسکے بعد حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ اور انکے چھ درویشانِ حق میں سے کوئی شخص امتیاز نہ کرسکا۔ کہ ان میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کون ہیں؟

چنانچہ جب وہ چھ درویش آپ سے رخصت ہوئے تو جس مقام پر جس درویش نے سکونت اختیار کی وہاں کے ساکنین اس درویش کو ہی جناب اویس قرنی سمجھا۔ اسی طرح جس مقام پر جس درویش نے وفات پائی وہیں پر اس کا مزار اویس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے نام سے مشہور ہوگیا۔[1]

صاحب سہیل یمنی یہ لکھ کر فیصلہ فرماتے ہیں کہ اگرچہ اس حکایت کی سند کسی مشائخ علیہ الرحمتہ سے ثابت نہیں تاہم قدرت ایزدی کے مطابق ہے یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ آپکو دنیا میں مستور رکھا جیسے آپکی قبر کا نشان گم ہو گیا۔ اسی طرح آپ کا مزار پُر انوار میں یہ وجہ اختلاف بھی قابل تسلیم ہے۔

---

[1] سہیل یمنی ص ۸۳ و ص ۸۴

تحقیق اویسی

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

شعر مذکور کا نفس مضمون اہل علم کے نزدیک قابل قبول ہے اسی لیے حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت کے پیش نظر یہ کوئی ناممکن امر نہیں ہے کہ جس سے انکار کیا جائے ذیل میں ہم ایک مستند واقعہ پیش کرتے ہیں جس سے مذکورہ بالا روایت کی توثیق ہوتی ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں کہ۔

حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ سے منقول ہے کہ ایک روز آپکے مکان پر کئی مہمان آگئے اور اس روز آپکے یہاں کچھ کھانے کی قسم سے موجود نہ تھا۔ اس لیے انکو تشویش ہوئی اور انکے لیے کھانے کی تلاش کرنے لگے۔ اتفاقاً ایک نان بائی کی دکان آپ کے مکان کے متصل تھی اس نے اس بات کی خبر پاکر ایک خوان بھرا ہوا روٹیوں کا خوب مکلف مع عن نہاری کیساتھ آپکے سامنے لاکر حاضر کیا آپ اسکو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا۔ مانگ کیا مانگتا ہے اس نے عرض کی مجھ کو اپنا سا کر دیجئے فرمایا کہ تو اس حالت کا تحمل نہ کر سکے گا۔ کچھ اور مانگ وہ اسی بات کا سوال کیے جاتا تھا۔ اور خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انکار کرتے تھے جب وہ بہت سی عاجزی کرنے لگا تو آپ نے ناچار ہو کر اسکو اپنے ساتھ حجرے میں لے گئے اور ناشیر اتحاری اس پر کی جب حجرے سے باہر نکلے تو خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اس نان وائی کی صورت

شکل میں کچھ فرق باقی نہ رہا تھا۔ لوگوں کو پہچاننا مشکل پڑا تھا۔ لیکن اس قدر تھا۔ کہ خواجہ ہوشیار تھے اور وہ نان دائی بے ہوش اور سرشار القصہ اس نان دائی نے تین روز کے بعد اسی سکر اور بے ہوشی میں وفات پائی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) (تفسیر عزیزی پ ۳۰)

(ف) اسکے بعد اسکے متعلق روحانی تحقیق لکھتے ہیں کہ۔

تاثیر اتحادی کہ شیخ اپنی روح باکمال کو طالب کی روح کے ساتھ خوب زور سے ملا دے کہ شیخ کی روح کا کمال طالب کی روح میں اثر کر جائے اور یہ مرتبہ سب قسم کی تاثیروں سے زیادہ تر قوت رکھتا ہے کیونکہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہو جانے سے دونوں روحوں کے جو کچھ شیخ کی روح میں سما جاتا ہے اور بار بار حاجت فائدہ لینے کی نہیں رہتی۔

ملفوظات

۱- حضرۃ خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسیر بن جابر سے فرمایا کہ میری مجلس میں تین قسم کے لوگ آتے ہیں۔

۱- سمجھ دار مؤمن

۲- بے سمجھ مؤمن

۳- منافق

ان تینوں کی مثال ایسی ہے کہ جیسے بارش اور درخت۔ اگر سرسبز اور شاداب اور پھل دار درخت پر پانی برستا ہے تو اسکی سرسبزی اور شادابی میں اضافہ ہوتا ہے اور اگر سرسبز بے پھل والے درخت پر پانی برستا ہے تو اسکے پتوں میں خوبصورتی پیدا ہوتی ہے اور پھل آنے لگتے ہیں اور اگر خشک گھاس اور کمزور شاخوں پر برستا ہے تو اسے

توڑ پھوڑ دیتا ہے یہ مثال دیکر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ط۔

۲- فرمایا کرتے تھے خدا کی کاموں میں ایسے رہو جیسے تم نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا ہے مطلب یہ ہے کہ اطاعت الٰہی میں کسی کی پرواہ مت کرو۔ لوگوں کے لیے غائبانہ دعا کرنا انکی ملاقات سے بہتر ہے کیونکہ ملاقات کے وقت نمائش اور ریا کا اندیشہ ہے۔

۳- کسی نے آپ سے رات کو ملاقات کا وقت مانگا تو فرمایا۔ شام کے بعد صبح تک ملنے کی امید نہیں ہے۔ موت کے خیال نے خوشی کے تمام مواقع فنا کر دیئے ہیں۔ خدا کے عرفان نے مؤمن کے لیے چاندی اور سونے کی کوئی قیمت باقی نہیں رکھی۔ مومن کا فرض ہے کہ خدا کے کاموں میں کسی کی دوستی کو ترجیح نہ دے۔

۴- فرمایا کہ اگر لوگ مجھے صرف اس لیے دشمن رکھتے ہیں کہ برائیوں سے روکتا ہوں اور اچھائیوں کی تلقین کرتا ہوں۔ خدا کی قسم ان کا یہ طریقہ مجھے حق بات کہنے سے روک نہیں سکتا ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر آپکی زندگی کا محبوب ترین مشغلہ تھا اس فرض کی ادائیگی میں لوگوں کی دشمنی اور مخالفت کو بڑی خندہ پیشانی اور صبر سے برداشت فرما لیا کرتے تھے۔

۵۔ کبھی کبھی مجمع سے بھی پیچھا نہیں چھوڑتے تو آپ کھڑے ہو جاتے۔ اور لوگوں سے فرماتے کہ آپ لوگ کیوں میرا پیچھا کر رہے ہیں۔ میں ایک ضعیف اور کمزور انسان ہوں مجھے بہت کام کرنا ہے آپ لوگوں کی وجہ سے میں انکو پورا نہیں کر سکتا۔ خدا تعالیٰ آپ پر رحم کرے۔ ایسا مت کیجئے مجھے میرے حال پر چھوڑ دیجئے

اگر مجھ سے کسی کو کوئی کام ہو تو وہ عشاء کے بعد مل سکتے ہیں۔

۶۔ ایک مرتبہ ہرم ابن حبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا۔ کتاب اللہ کی تلاوت صلحائے امت سے ملاقات اور رسول اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر کثرت درود وسلام پڑھنے کی وصیت کرتا ہوں۔ موت کو ہمیشہ یاد کرتے رہنا لوگوں کو نصیحت کرتے رہنا جماعت کا ساتھ کبھی مت چھوڑنا

۷۔ ایک صاحب نے درخواست کی کہ کلام اللہ کی چند آیات سنایئے اور کچھ نصیحت فرمایئے کہ فائدہ اٹھاؤں۔ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعوذ باللّٰہ پڑھی اور چیخ مار کر بے ہوش ہو گئے جب ہوش آیا تو فرمایا۔ سب سے اچھی بات میرے رب کی بات ہے اور سب سے بلند اور عالی مرتبہ ذکر میرے رب کا ذکر ہے اور سب سے اچھا کلام میرے رب تعالیٰ کی عبادت ہے۔

حکایت ۱۔ تذکرۃ الاولیاء میں منقول ہے کہ لوگوں نے حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ ایک شخص تیس سال سے آپ کے قریب ہی ایک قبر کے کنارے کفنی پہنے ہوئے بیٹھا رویا کرتا ہے اور رات دن بے قرار رہتا ہے حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں تشریف لے گئے دیکھا کہ وہ شخص بہت ہی لاغر ہو گیا ہے۔ چہرہ بھی زرد ہے اور آنکھوں میں گڑھے پڑے ہوئے ہیں آپ نے فرمایا کہ اے شخص تیس سال سے گور و کفن کے خیال نے تجھے خدا سے پھیرا ہوا ہے انکا خیال چھوڑ کیونکہ تیرے راستہ میں یہی حائل ہیں اس شخص نے حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نور سے اپنے حال کا مشاہدہ کیا اور جو عیب اس میں تھا وہ اس کو اس میں نظر آ گیا۔ فوراً نعرہ مار کر جان دے دی اور اسی قبر میں گر پڑا۔

درسِ عبرت

جب راہِ مولا میں گور و کفن بھی حجاب ہوں تو پھر دنیا کی دوسری چیزیں کس قدر اور کتنی حجاب ہونگی۔

۸۔ تقویٰ کا مطلب بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جب تک آدمی یہ نہ سمجھ لے کہ گویا وہ تمام مخلوق قتل (فنا) کر چکا ہے یعنی جب تک دنیا سے کلی طور قطع تعلق نہ کر لے وہ تقویٰ (پرہیز گاری میں کامل نہیں ہو سکتا۔

شرح

صوفیہ کرام نے اس قدر مبالغہ برتنے کا سبب یہ بیان فرمایا ہے کہ آدمی کو دنیا سے سخت نفرت ہو جائے۔ اور وہ اسکو اپنا دشمن جانے گا اور جب ہر شخص اسکو اپنا دشمن جانے گا تو اس سے کوئی محبت نہ کریگا نہ کوئی اس سے ملے گا اور اسکی خوشی و غمی میں اسکا شریک نہ ہو گا۔ اور وہ بھی لوگوں کے ساتھ اسی طرح سے بے تعلق رہے گا۔ اس وقت مردانِ خدا میں سے ہو گا۔ اور اسکو تقوی و پرہیز گاری کی حقیقت معلوم ہو گی۔

پرہیز گاری کا مطلب

کتاب مقصود الطالبین میں حضرت یحییٰ معاذ رازی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس طرح منقول ہے کہ ظاہری معنیٰ ورع کے یہ ہیں کہ آدمی بغیر حکم باری تعالیٰ کے نہ سرکے اور باطن میں ورع اسکو کہتے ہیں کہ سوائے اللہ تعالےٰ کے نہ سرکے اور باطن میں ورع کے صاحبِ ورع کے دل میں کسی کا خیال نہ آئے اور یہی حال حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا۔

۹۔ مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ لَا یَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْءٌ

ترجمہ: یعنی جس نے خدا کو پہچانا اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہی۔

جیسا کہ کسی کا قول ہے۔

" یعنی جو خدا کی خدا سے پہچان سکتے ہیں۔ وہ سب کچھ جانتے ہیں۔
خدا کو خدا سے پہچانتے کا مطلب یہ ہے کہ خدا کو اس طرح سے پہچاننے کا مطلب یہ ہے کہ خدا کو اس طرح سے پہچانے کہ جو حق پہچانتے کا ہے۔

شرح مقصود الطالبین میں لکھا ہے کہ بندہ کے دل میں معرفت کی پہچان ایسی ہے جیسے آسمان پر آفتاب۔ لیکن جب سورج آسمان کے کنارے سے طلوع ہوتا ہے تو اسکی روشنی زمین میں ظاہری آنکھوں سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی ایسے ہی باطنی آنکھوں سے نور معرفت کی روشنی میں کوئی چیز چھپی نہیں رہتی اور چھپ بھی کیوں کر سکتی ہے کیونکہ عرش سے فرش تک جو کچھ بھی ہے سب کا سب عارف کے دل میں موجود ہے اور سلطان بایزید قدس سرہ نے تو دائرہ دل کی وسعت کے متعلق یہاں تک بیان فرمایا ہے کہ اگر عرش اور سو ہزار ایسے ہی اور عرش اور جو کچھ ان میں ہے۔ عارف کے دل کے گوشہ میں رکھ دیئے جائیں تو عارف کو انکی خبر نہ ہو۔

فائدہ حدیث قدسی میں ہے کہ میں اجمالی اور تفصیلی مرتبہ کی حیثیت سے زمین و آسمان کے درمیان نہیں سماتا ہوں۔ لیکن اگر سماتا ہوں تو صرف اپنے مومن بندہ کے دل میں سماتا ہوں کیونکہ وہ میرے ساتھ پھرتا ہے اور مجھ ہی میں رہتا ہے اور میرے لیے روز و شب گردش کرتا ہے میری مختلف شانوں کے اعتبار سے۔

شرح قول علی رضی اللہ عنہ اشعۃ اللمعات میں اسی طرح لکھا ہے اور عَرَفْتُ رَبِّیْ بِرَبِّیْ یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے بعض لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ نے خدا کو کیونکر پہچانا فرمایا کہ اس نے خود مجھ کو اپنے سے

شناسا کرا دیا تھا۔

تعرف میں ہے کہ اس پر اجماع ہے یعنی سب کا اتفاق ہے کہ خدائے تعالیٰ کی طرف لے جانے والا خود خدائے تعالیٰ ہی ہے اور اس کو اسی کے ذریعہ سے پہچان سکتے ہیں اور اسی کے ذریعہ سے پا سکتے ہیں نہ کہ اسکے بغیر۔

کسی کے وصیت چاہنے پر حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زبان گوہر بار سے فرمایا کہ بندہ اپنے خدا کی طرف متوجہ ہو اور خدا پہ رزق کے بارے میں اور شک نہ کرے۔ فرمایا کہ اپنے خدا کی طرف دو ہو۔ عرض کیا کھانے کا کیا انتظام ہو گا فرمایا افسوس اس دل پر جو خدا کی طرف متوجہ ہو اور خدا پر رزق کے بارے میں تہمت رکھے لوامع الانوار، کیمیائے سعادت اور تذکرۃ الاولیاء وغیرہ) تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے منہاج العابدین میں اسی واقعہ کو یوں لکھا ہے کہ جب حضرت ہرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا کہ میں سکونت کہاں اختیار کروں۔ تو فرمایا شام میں پھر حضرت ہرم رضی اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ ملک شام میں میری زندگی کیونکر بسر ہوگی تو کہا افسوس جنکے دلوں میں شک ہو ان کو نصیحت کیا فائدہ دے سکتی ہے۔

انتباہ:۔ بعض اقوال اولیاء کرام ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جو ہماری سمجھ سے بالاتر ہوتے ہیں انہیں شطحیات سے تعبیر کیا جاتا ہے خواجہ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی ایک ملفوظ اسی قسم سے ہے وہ مع شرح کے حاضر ہے۔

۱۱۔ محمد دارا شکوہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رسالہ حسنات المؤمنین میں جہاں اور بہت سے بزرگوں کے سطحیات اور اقوال درج کیے ہیں وہاں حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کچھ اقوال بھی درج کیے ہیں انہی میں سے ایک قول یہ بھی لکھا ہے کہ جب بندہ کی بندگی کمال کو پہنچ جاتی ہے تو اس کا عیش (آرام کی زندگی)

اللہ کا عیش ہو جاتا ہے یعنی اس وقت بندہ میں صفت الوہیت پیدا ہو جاتی ہے اور اس کا فعل فعل خداوندی ہو جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ جو کچھ بندہ کرتا ہے یا کہتا ہے اللہ تعالیٰ کی مرضی اور حکم کے بغیر نہیں کرتا۔

فائدہ:۔ سید والست یزدانی حضرت عین القضاۃ ہمدانی قدس سرہٗ کتاب تمہیدات میں اسی قول پر تبصرہ فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ ہائے ہائے حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا فرمایا کہ۔

اِذَا اَتَمَّ لِعُبُودِیَّۃِ یَکُوْنُ عَیْشُہٗ کَعَیْشِ اللّٰہِ ط۔

جب عبادت درجۂ کمال کو پہنچ جاتی ہے تو عابد کا عیش مثل عیش اللہ کے ہو جاتا ہے) یعنی جو کچھ اللہ کے لیے سزاوار ہوتا ہے بندہ کے لیے بھی ہوتا ہے اور بندہ صفات الٰہیہ سے متصف ہو جاتا ہے یعنی جس طرح سے اللہ تعالیٰ سمیع، بصر قدرت، ارادت، عزت، بقاء اور کلام وغیرہ صفات کو بقاء ہے اسی طرح بندہ کو بھی بقاء اور دوام حاصل ہو جاتا ہے۔

۱۲۔ حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زبان درخشاں سے فرمایا کہ جو شخص ان تین چیزوں سے محبت رکھتا ہے وہ دوزخ کی رگِ گلو سے بھی زیادہ نزدیک ہو جاتا ہے۔

۱ - اچھا کھانا۔

۲۔ اچھا لباس پہننا۔

۳ - امیروں میں بیٹھنا۔

۱۳۔ فرمایا کہ نماز میں خشوع اسکو کہتے ہیں کہ اگر حالت نماز میں نمازی کے پہلو میں تیر بھی ماریں تو اس کو مطلق خبر نہ ہو۔

۱۴۔ کسی نے آپ سے آپکا حال دریافت کیا تو فرمایا کہ اس شخص کا کیا حال جس کو صبح اٹھنے کے بعد یہ بھی خبر نہ ہو کہ شام تک جئے گا یا نہیں ؟

۱۵ کسی نے پوچھا کہ خدا کے ساتھ آپ کا کیسا معاملہ ہے فرمایا کہ مجھے اپنی بے زاد راہی اور راستہ کی درازی پر افسوس ہے۔

۱۶۔ فرمایا کہ اگر تو خدا کی عبادت اہل آسمان اور اہل زمین کی طرح کرتا ہے تو جب تک اس پر یقین نہ رکھے گا وہ قبول نہ ہو گی۔ جب یہ پوچھا کہ اسکا یقین کیوں کر کرے تو فرمایا کہ جو کچھ تجھ کو مل جائے اسی پر مطمئن رہ کر اور اپنے آپ کو پرستش و عبادت کے لیے وقف کر دے اور کسی دوسری طرف مشغول نہ ہو۔ (یہاں تک ملفوظات تذکرۃ الاولیاء سے نقل کیے گئے) منہاج العابدین میں ملفوظات لکھے ہیں وہ ذیل میں ملاحظہ ہوں۔

۱۷۔ کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ ہم کو کیوں کر استحکام حاصل ہو سکتا ہے تو فرمایا کہ رزق کی طرف سے بے پرواہ ہو جائے اور اپنے آپ کو عبادت کے لیے وقف کر دے۔

۱۸۔ فرمایا۔ السلامۃ فی الوحدۃ (تنہائی میں سلامتی ہے) تنہا وہ ہوتا ہے جو وحدت میں یکتا ہوتا ہے اور وحدت کے معنی یہ ہیں کہ غیر اللہ کا خیال ہی نہ آنے پائے۔ اور اسی میں سلامتی ہوتی ہے لیکن اگر کوئی ظاہری تنہائی اختیار کریگا تو بموجب حدیث الشیطان مع الواحد و ھو عن الاثنین ابعد ؕ

ترجمہ: شیطان تنہائی میں اکیلے آدمی پر زیادہ قابو پاتا ہے اور دو کی موجودگی میں بھاگتا ہے۔ کے درست نہ ہو گا۔

شرح الحدیث

داتا علی ہجویری قدس سرہٗ کتاب کشف المحجوب میں اس حدیث شریف کی شرح اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ تنہائی میں سلامتی اس لیے ہے کہ تنہا رہنے والے کا دل غیر کے خیال سے خالی رہتا ہے اور لوگوں سے جملہ احوال میں ناامید ہو کر انکی ہر آفت و بلا سے محفوظ رہتا ہے اور اس کا منہ سب کی طرف سے پھر جاتا ہے لیکن اگر کوئی یہ سمجھے کہ وحدت محض تنہا رہ کر زندگی بسر کرنے کا نام ہے تو ممکن ہے کہ اسکے دل میں شیطانی وسوسے نہ آئیں اور اسکو مخلوق سے کسی قسم کا اندیشہ پیدا نہ ہو۔ اور ایسی تنہائی کو وحدت سے کوئی نسبت نہیں اس لیے کہ آدمی کی صحبت سے آرام پانا اسکے خیال میں رہنا دونوں یکساں ہیں۔ اور وہی شخص وحید ہو سکتا ہے جسکو خلق کی صحبت سے کچھ نقصان نہ پہنچے اور جو شخص غیر حق سے مشغول رہے گا تو اسکو غیر اللہ کا خیال آئے اور اہل دنیا میں اس کا دل اٹکا ہوا ہو گو بظاہر تنہا رہتا ہو۔ مگر اس قسم کی تنہائی کو وحدت نہیں کہتے) اور جب حق کی محبت دل میں بیٹھ جاتی ہے تو غیروں کی صحبت سے کچھ نقصان نہیں ہو سکتا مگر جسکے دل میں لوگوں کی ذرہ بھی محبت ہوتی ہے وہ محبت حق سے قطعی بے خبر ہوتا ہے۔ وحدت صرف اس بندۂ صادق کی تعریف میں ہے کہ جس نے قول خداوندی
اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ ۔
کیا اللہ اپنے بندہ کے لیے کافی نہیں ہے) کو سن کر کہا (بَلٰی) (یعنی کافی ہے)

۱۹۔ عَلَیْکَ بِقَلْبِکَ ۔ یعنی یہ تیرے ذمہ ہے کہ تو اپنے دل کو غیر اللہ کے خیال سے محفوظ رکھے۔

شرح:۔ حضرت علی ہجویری قدس سرہٗ کتاب کشف المحجوب میں تحریر فرماتے ہیں۔

کہ حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات حضرت ہرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمائی تھی اور اسکے دو مطلب ہیں۔

۱- اول یہ کہ مجاہدہ کر کے دل کو حق کے تابع کر لے۔

۲- دوسرے یہ کہ خود دل کے تابع ہو جائے اور یہ دونوں اصول بڑے زبردست ہیں۔ (وجوہ مطلوب مذکور)

۱- دل کو حق کا تابع کرنا مریدوں کا کام ہوتا ہے کہ وہ اسکو شہوت کے غلبہ اور نفس کی محبت سے باز رکھیں اور برے برے خیالات اپنے دلوں سے بتدریج کم کریں۔ اور تدبیر صحبت اور جملہ امور میں انکی نظر میں حق کی نشانیوں میں پیوستہ رہے یہاں تک کہ دل مرکز محبت ہو جائے۔

۲- اور اپنے آپکو دل کے تابع کرنا کاملوں کا کام ہوتا ہے اور انکے دل کو اپنے نور جمال سے روشن کیا ہوا ہوتا ہے اور انکو جملہ علتوں اور سببوں سے آزاد کر کے اور بلند مرتبہ پر پہنچا کر خلعت قرب پہنا کر اپنے لطف و کرم سے ان پر تجلی کی ہوئی ہوتی ہے۔ اور مشاہدہ و قرب انکو بخشا ہوا ہوتا ہے ایسی حالت میں بدن دل کے موافق ہو جاتا ہے چنانچہ پہلا گروہ جنکا دل حق کے تابع ہوتا ہے وہ صاحب القلوب کہلاتا ہے اور اپنے آپکو دل کے تابع رکھنے والا گروہ مغلوب القلوب کہلاتا ہے جو گروہ کہ صاحب القلوب ہوتا ہے وہ باقی الصفت ہوتا ہے اور جو مغلوب القلوب ہوتا ہے وہ فانی الصفت ہوتا ہے اور فانی الصفت اس کو کہتے ہیں کہ اپنی ہر چیز راہ حق میں دے دے۔ حتیٰ کہ افطار کے وقت افطار کے لیے بھی کچھ نہ رکھے۔

۲۰- فرمایا کہ حکماء نے جو سب سے اچھی بات کہی ہے وہ یہ ہے کہ ایک کی طرف منہ کر کے کیونکہ بہت سوں کی طرف منہ کرنے سے یہ بہتر ہے یہ قول کتاب

جامع المتفرقات میں لکھا ہے ممکن ہے کہ حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکماء کا یہ قول اپنی حالت کے مطابق پاکر پسند فرمایا ہو اور آپ پر یہ قول صادق بھی آتا ہے اس لیے کہ آپ نے دنیا سے ایسا بے نیاز کر دیا تھا۔ کہ ان کو دنیا کی کسی چیز کی حاجت نہ رہی تھی۔ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی اسی کے بارے میں فرمایا ہے۔

حدیث :۔

مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ ط۔

یعنی جو شخص مخلوق سے قطعی منہ پھیر لیتا ہے اور بالکل طالب مولا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکے سارے کام آسان کر دیتا ہے۔

حدیث :۔

تعرف اور شرح تعرف میں ہے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو کوئی اپنے اندوہ وافکار کو ایک فکر سمجھتا ہے اور وہ فکر اس جہان کی ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسکے تمام فکروں کو دور کر دیتا ہے یعنی جو شخص ظاہر و باطن میں عقبیٰ ہی کی فکر میں رہتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو اس جہاں کے فکروں سے فارغ کر دیتا ہے اور اسکی مثال بالکل ایسی ہی ہے کہ کوئی مالک اپنے غلام کو کسی کام کے واسطے حکم دیتا ہے اور جانتے ہوئے کہ وہ اپنے کام میں مشغول ہو جائیگا اور اسکے کام کو انجام نہ دے گا۔ اس سے کہہ دیتا ہے کہ تو اپنی تمام تر توجہ میرے ہی کام میں صرف کر کے اسکو پورا کر دیجیو اپنی ضروریات کی فکر نہ کیجیو۔ انکو میں پورا کروں گا۔

لیکن جسے جستجو نہیں رہتی ہو۔ اور اسکے خیالات پراگندہ رہتے ہوں تو اللہ تعالیٰ بھی اسکی پرواہ نہیں کرتا کہ وہ کس وادی میں گر کر ہلاک ہوتا ہے۔

وادیٔ نفس یا وادیٔ شیطان یا وادیٔ دنیا یا وادیٔ مخلوق میں کیونکہ پراگندگی کی اصل چار وادیاں ہیں۔

۲۱۔ سیدنا اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے کہا۔

ما رأیتم من رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم الا ظلّہٗ۔

ترجمہ:۔ تم نے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا صرف سایہ دیکھا اصل حقیقت سے تم بے خبر ہو۔

"کیا ابن ابی قحافہ یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی نہیں دیکھا آپ نے فرمایا انہوں نے بھی نہیں دیکھا۔

شرح

یہ ملفوظ اس حدیث شریف کے عین مطابق ہے۔

قال النبیّ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم یا ابا بکر لم یعرفنی حقیقتہٖ غیر ربی۔ (مطالع المرات)

درحقیقت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی نے نہیں پہچانا۔ اسی کے مطابق کسی شاعر نے کہا ہے۔

؎

حقیقت محمد کی پا کوئی نہیں سکتا
یہاں چپ کی جا ہے بتا کوئی نہیں سکتا

اسکی مزید تحقیق فقیر کی شرح المعدنی فی فضائل اویسی القرنی کے مقدمہ میں ہے۔

سوال اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نامی کوئی شخص نہیں جو رسول اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ہوا ہو بالخصوص اتنا بڑا باکمال جس کے لیے احادیث بیان کی جاتی ہیں اور یہ انکار بہت بڑے محدثین کرام اور آئمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول ہے کیونکہ ان کی قوم مراد سے جب اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی بابت سوال کیا گیا تو انہوں نے اپنے قبیلہ میں کسی ایسے شخص کے وجود سے انکار کیا۔ امام ابو اسحاق اور عمرو بن مرۃ سے بھی دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا۔ کہ ہم اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو نہیں جانتے امام مالک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بھی ان کے وجود کے منکر تھے اور فرماتے تھے کہ ایسا کوئی شخص نہیں گزرا ہے۔

جواب امام ذہبی لکھتے ہیں کہ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی اس قدر شہرت ہے کہ ان کے وجود میں شک کی گنجائش نہیں۔ ان کا خیال ہے کہ علم عدم علم پر مرجح ہے حالانکہ شئے کے وجود کا ہر ایک کے لیے ضروری نہیں کہ اس کا علم بھی ممکن ہے کہ ان حضرات کو ان کی بابت علم نہ پہنچا ہو اور یہ عقل کے عین مطابق بھی ہے اس لیے کہ حضرت اویس رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کو مستور الحال رکھنا منظور تھا اور ان کی موجودگی میں سوائے چند گنتی کے حضرات کے باقیوں سے آپ مستور الحال رہے وہ دور خود بھی ایسا تھا کہ بہت سے مشاہیر سے اکثر لوگ بے خبر رہتے تھے آج کے روشن دور بھی بہت سی شخصیات سے اکثر بے خبر ہوتے ہیں بلکہ ایک ہی علاقہ کے رہنے والے بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو اکثر دوسروں کے حالات سے بے خبر ہوتے ہیں اور وہ روایات جو سیدنا اُویس

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق مروی ہیں۔

اکثر تو وہ ہیں جو آئمہ مذکورین کو پہنچی نہیں اگر پہنچی ہیں تو وہ ان کے شرائط کے مطابق نہیں اسی لیے انکا انکار اپنی جگہ یہ صحیح ہے۔

سوال امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تاریخ میں حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو باصطلاح محدثین "فی اسنادہ نظر" کہہ کر مجروح کیا ہے؟

جواب امام ذہبی میزان الاعتدال میں لکھتے ہیں کہ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو کوئی روایت ہی نہیں کی ہے جو ان کے ثقہ یا غیر ثقہ ہونے کی بحث اٹھائی جائے اگر امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کی ضعفاء میں لکھا ہوتا تو ہی قطعاً ان کا ذکر ہی نہ کرتا کیوں کہ وہ اولیائے غیر معروفین سے ہیں۔

سوال یہ غلط ہے کیونکہ حضرت حافظ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں سیدنا اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ایک حدیث نقل کی ہے۔

جواب ضروری نہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ یا کسی اور محدث کو تمام مرویات پہنچی ہوں بغرض تسلیم پہنچی ہو تو کہاں ضروری ہے کہ وہ حدیث اس کی شرائط پر ہے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی شرائط سب کو معلوم ہیں ممکن ہے کہ ان کو یہ روایت اپنی شرائط پر قابل قبول نہ ہو۔

نیز طبقات ابن ابی سعد میں لکھا ہے کہ اویس ثقہ ہیں گو ان سے کوئی حدیث مروی نہیں حدیث کا مروی نہ ہوتا ثقہ ہونے کے خلاف نہیں حضور

سرورِ عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے تمام صحابہ ثقہ ہیں لیکن سب سے حدیث مروی نہیں اور یہ بھی ابن سعد کا اپنا قول ہے اور اپنا خیال ہے ورنہ حلیہ میں روایت مروی موجود ہے

دانت توڑنا

بہت مشہور واقعہ ہے کہ جب سرورِ عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کو مشرکین نے جنگ اُحد میں پتھر مارے تو آپ کے آگے کے دانت شہید ہو گئے تو سیدنا اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنے دانت توڑ ڈالے۔"

اس واقعہ کا بعض اہل علم کو انکار ہے چنانچہ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے رسالہ معدن العدنی اور موضوعات کبیر میں اس روایت کی تردید کی ہے لیکن اہل بصیرت اور انصاف کی نگاہ سے دیکھا جائے تو یہ روایت معنیً صحیح معلوم ہوتی ہے شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں اگر کوئی چیز کسی ایک کے ہاں ثابت نہ ہو تو اس سے لازم نہیں کہ فی نفسہٖ وہ صحیح بھی نہ ہو۔ ہو سکتا ہے کہ بعض کے نزدیک یہ روایت سینہ بہ سینہ مشائخ کو پہنچی ہو"۔

عشق میں اتنا یکتائی ہو جاتی ہے کہ جب محبوب کو کوئی عارضہ لاحق ہوتا ہے تو عاشق کو بھی وہی عارضہ ضرور پہنچتا ہے چنانچہ لیلیٰ کا قصہ مجنوں کے جسم پر اثر انداز ہو رہا ہے بعینہٖ سیدنا اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہی کیفیت تھی۔

چنانچہ ایک صاحب کشف کے مریدین آپس میں اس روایت کو بیان کر رہے ہیں جب وہ فارغ ہوئے تو مرشد نے ان کو بلا کر فرمایا کہ میں نے تمہاری اس ... کے وقت سیدنا حضرت اویس قرنی رضی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت سے شرف ہوا تو اس واقعہ کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ جب میرے آقا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم پر یہ صدمہ ہو رہا تھا تو میرے دانت خود بخود جھڑ گئے۔

تحقیق مزید

محدثین کرام کا ایک معیار ہے جو بحیثیت سند کے ان تک محدود ہے اگر اسلام کے ہر مسئلہ کو ان کے معیار پر رکھا جائے تو اکثر مسائل بالمخصوص صوفیانہ پروگرام ختم ہو جاتا ہے مثلاً سلاسل طیبہ میں اویسیہ سلسلہ کا دارو مدار سیّدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پر ہے لیکن بعض محدثین بلکہ خود امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کے وجود کے قائل نہیں اور سلاسل (قادریہ، چشتیہ، سُہروردیہ کا دارو مدار سیّدنا حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ پر ہے لیکن بعض محدثین ان کی اس کی تردید میں محدثین کی بلند پایہ تصانیف میں موجود ہیں اور بعض محدثین ان کی سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فیض پانے کے قائل نہیں ہیں ملا علی قاری اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ منکرین ہیں سے ہیں ان کے علاوہ اور بھی بہت سے بڑے بڑے محدثین، فقہاء، مجتہدین کی بلند پایہ تصانیف موجود ہیں ملا علی قاری اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ سرے سے منکرین سے ہیں اور محدثین، فقہاء، مجتہدین کی تصریحات بلکہ تصنیفات ہیں سلسلہ نقشبندیہ کا دارو مدار سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فیض یاب ہیں لیکن ان کے خلیفہ اوّل حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی ان سے ملاقات کے بہت سے محدثین منکر ہیں اسی لیے صوفیاء کے اصول کو جب تک نہ مانا جائے گا بات نہ بنے گی اور صوفیائے کرام کا اس بارہ میں کشف والہام کو بہت دخل ہے اور اہل کشف تمام کے تمام سیّدنا اویس

قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلہ پر متفق ہیں،،

سوال یہ روایت مذکورہ سرے سے ہی صحیح نہیں ہے۔

جواب یہ روائیت محدثین کرام کے شرائط پر صحیح اور مستند نہ ہو تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اہل حدیث کا یہ ارشاد بھی ہے اور قاعدہ کلیہ بھی شرائط پر کسی حدیث کا صحیح نہ ہونا نفس مضمون کی انکار بھی صحیح نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ وہ دوسرے طریقہ سے صحیح ہو مثلاً کشف والہام سے یا ان راویوں سے کہ جن کا ہمیں علم نہ ہو یا وہ ہمارے نزدیک غیر مستند ہوں لیکن درحقیقت وہ مستند اور معتمد ہوں اسی لیے ایسی روایات کا انکار کرنا بد قسمتی و محرومی کی علامت ہے مذکورہ بالا روایت کو مولانا روم جیسے اکابر نے نقل کیا ہے فلہٰذا انکار محرومی و بدقسمتی اور پھر بدبختی کی علامت بیّن ہے۔

(ف) کشف والہام اگرچہ اہل شرع کے لیے حجت نہیں یعنی ان کے احکام و مسائل کا استنباط نہیں کیا جا سکتا لیکن صوفیاء کے نزدیک کشف والہام حجت ہے (حاشیہ نبراس شرح عقائد)

اور آج تک تمام اولیاء علماء آپ کے دانتوں کی موجودگی کے قائل ہیں جو تبرکات کے طور پر آج بھی بادشاہی مسجد لاہور میں موجود ہیں بلکہ اس پتھر کی موجودگی ثابت ہے چنانچہ صاحب سہیل یمنی لکھتے ہیں۔

کہ منقول ہے کہ وہ پتھر جس سے جناب خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے اپنے دندان مبارک توڑے تھے آپ کے اس مزار یمن کے ایک دیکچے

ہیں موجود ہے،، واللہ اعلم!

دعائے مغنی

دعائے مغنی دو ہیں ایک یہی جو ہم نے سلسلہ اولیسیہ والوں کے لیے فقیر اویسی غفرلہ نے لکھ دی ہے دوسری اس سے زیادہ طویل ہے۔ مستند و معتمد علیہ اہل سلسلۂ اولیسیہ کے لیے کہ کسی شیخ کامل یا سُنّی عالم باعمل سے اجازت لی جائے زکوٰۃ کے بعد وِرد وظائف زیادہ مناسب ہے اور زکوٰۃ کا طریقہ یہ ہے۔

خواص اس کا عامل نہ صرف دنیاداروں سے بے نیاز ہو کر تونگر ہو جاتا ہے بلکہ اس کے تمام دینی و دنیوی حاجات و مہمات رفع ہو جاتے ہیں اور آفات ارضی و سماوی سے شیخ ابو سلمان دارانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

جب کسی کو امر کے پورا کرنے کی خواہش ہو تو اسے چاہیے کہ پاک و صاف اور باوضو ہو کر بعد نماز درود شریف پڑھ کر اس دعاء کو شروع کرے اور بعد دعاء درود شریف پڑھ کر درگاہِ الٰہی میں اپنی خواہش کا اظہار کرے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی خواہش پوری ہو جائے گی۔

شان درود

اس دعاء کے عمل کا طریقہ اگرچہ معلوم نہیں ہو سکا لیکن آپ کے معتقدین

میں تنگ دستی کی مصیبت سے مسافرت میں بیماری سے محفوظ رکھے گا"

دیگر صاحب لطائف نفیسہ نے لکھا ہے کہ مندرجہ ذیل دعاء ایک ورق پر مجھے ملی ہے جو بزرگانِ سلسلہ اویسیہ سے ہے

اَللّٰھُمَّ اِنَّ قَلْبِیْ مَرِیْضٌ فَصَحِّحْہُ وَفَا وَفَاسِدٌ فَاصْلِحْہُ وَمُظْلِمٌ فَنَوِّرْہُ وَعَمِیٌّ فَبَصِّرْہُ وَدَنَسٌ فَطَہِّرْہُ وَخَرَابٌ فَعَمِّرْہُ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ الْاِیْمَانَ الْکَامِلَ بِکَ وَنَسْئَلُکَ الْعِصْمَۃَ عَنِ الْبَلَاءِ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ واصحابہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط"

اس دعاء کا وردِ صفائی قلب و تجلّی باطن حاصل ہونے کا باعث ہے

صلوٰۃ اویس مع ترکیب

عمل بطریق نماز بھی آپ سے منسوب ہے جیسے صاحبِ مفتاح الجنان نے نقل کیا ہے۔

یہ نماز ماہِ رجب المرجب کی تیسری۳ چوتھی۴، پانچویں۵، تیرہویں۱۳، اور چودہویں۱۴، پندرہویں۱۵ تیئسویں۲۳، چوبیسویں۲۴ اور پچیسویں۲۵ شب کو پڑھی جاتی ہے نماز ہذا بارہ رکعت اور تین سلام پر مبنی ہے جس کی ادائیگی کا طریقہ یہ ہے کہ:۔

بروقت چاشت غسل اور وضو کے بعد پہلے چار رکعت کی نیت کی جائے ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ (الحمد شریف) کے بعد قرآن مجید کی کوئی سورت

سے سنا گیا ہے کہ سلسلۂ اویسیہ کا کوئی بزرگ دنیا کے فقر و فاقہ میں مبتلا ہو گیا تھا اس نے چالیس دن اس دعائے مغنی کا اس طریق سے ورد کیا کہ پہلے روز ایک دفعہ پڑھی دوسرے روز دو دفعہ تیسرے روز تین دفعہ چوتھے روز چار دفعہ اسی طریق سے ہر روز ایک کی تعداد بڑھاتے گئے حتیٰ کہ چالیسویں دن چالیس دفعہ پڑھی تو اس کی دعاء کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے بزرگ کو نہ فقط فقر و فاقہ کی مصیبت سے نجات دی بلکہ تونگر و غنی کر دی۔

برائے اویسیان

اس دعاء کے کلمات "بِكَ اسْتَغِيْثُ فَاَغِثْنِيْ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ فَاكْفِنِيْ يَا كَافِيْ اَكْفِنِيْ الْمُهِمَّاتِ مِنْ اُمُوْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ يَا رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا ط

میں اجابت کا اثر ہے اس لیے جو شخص کسی خاص مہم کے لیے اسے پڑھے وہ ان کلمات کو سربسجود ہو کر تین بار بحضور دل ادا کرے انشاء اللہ تعالیٰ پڑھنے والا کا دلی مطلب حاصل ہو جائے گا۔

دیگر دعاء مندرجہ ذیل دعاء بھی آپ سے منسوب ہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكُفْرِ فِی الشَّرْعِ فِیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْغَفْلَةِ فِی الْغُرْبَةِ۔

اسناد اس دعاء کا طریق عمل بعض اسناد کے مطابق یہ ہے کہ بعد ہر نماز کے اسے اگر پانچ دفعہ پڑھنے کا ورد قرار دیا جائے تو اللہ تعالیٰ پڑھنے والے کو جان کنی کے وقت کفر سے بڑھاپے

تلاوت کر کے بعد سلام ستّر بار پڑھے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝

پھر چار رکعت نماز کی نیت باندھے ہر رکعت میں ایک بار الحمد شریف اور اس کے ساتھ ہی سورۃ نصر، ایک بار پڑھ کر بعد از سلام ستّر بار اقوی معین واهدی دلیل وایاك نستعین پڑھے۔ پھر چار رکعت کی نیت باندھے ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد تین بار سورۃ اخلاص پڑھ کر بعد سلام ستّر بار سورۃ الم نشرح پڑھے اور ہاتھ سینہ پر رکھ کر جو حاجت اللہ تعالیٰ کو ہی حاجت روا سمجھ کر دعاء کرے۔

نماز اویس کے فائدے

تین دن تک اس طریق پر یہ نماز پڑھی جائے تو ہر خواہش بہ فضل ایزدی پوری ہو سکتی ہے لیکن ہر روز غسل کر کے وقت سے نماز ادا کر لینے تک کسی قسم کا کلام نہ کیا جائے۔

حکایت حضرت مغربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دار العلوم میں معین الدین نامی بڑا دانش مند تھا ہر مسئلہ کا جواب لا جواب دیا کرتا مناظروں، مباحثوں میں بھی اکثر اس کی تقریر نہایت شستہ ہوتی تھی ان سے سوال ہوا کہ آپ نے یہ علمی کامیابی کہاں سے پائی فرمایا کہ میں نماز اویس پڑھا کرتا تھا اور دعاء کرتا کہ الٰہی میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور علم نہ پڑھ سکا اب اس نماز کے صدقے مجھ سے ابواب علوم کھول دے

یہ اسی نماز کی برکت ہے کہ اب جو مسئلہ مجھ سے پوچھا جاتا ہے میں اس کا اچھی طرح سے جواب دیتا ہوں (حیاتِ اویس ص۱۵)

دعائے مستجاب سیدنا اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص ہر فرض نماز کے بعد یہ دعاء پڑھے گا خدا تعالیٰ اس کو بہشت عطا فرمائے گا اگر بہشت میں نہ گیا تو وہ قیامت کے روز میرا دامن پکڑے دعاء یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

يَا مَنْ لَا يَطْهُرُهٗ طَاعَتِيْ وَلَا تَضُرُّهٗ مَعْصِيَتِيْ فَهَبْ لِيْ مَا لَا يَطْهُرُكَ وَاغْفِرْلِيْ مَا لَا يَضُرُّكَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ [۱] ط

دعائے مغنی کا طریق دعوت وزکوٰۃ

ایک علیحدہ مکان میں زیر آسمان اوّل غسل و وضو کر کے پاکیزہ کپڑے پہنے اور خوشبو لگا کر دو رکعت نماز بہ نیت نفل اس طرح سے پڑھے کہ ہر رکعت میں بعد فاتحہ سات یا ستر بار دعائے سبحان اللہ پڑھے پھر سر

[۱] تلقین لدنی اردو۔ (اویسی غفرلہٗ)

برہنہ ہو کر ایک ہزار مرتبہ دعائے مغنی پڑھ کر دعوت ختم کرے اور جب تک پڑھتا رہے برابر خوشبو جلاتا رہے بعد ازاں بعد نماز صبح ایک مرتبہ یا سات یا گیارہ مرتبہ روزانہ پڑھ لیا کرے خدا چاہے جملہ مہمات دینی و دنیوی آسان ہوتی رہیں گی اور پڑھنے والا چند ہی روز میں غنی ہو جائے گا اور مرتے وقت ایمان کامل نصیب ہو گا لیکن۔

پرہیز گوشت گلے، پیاز، لہسن، مچھلی، انڈے وغیرہ کا ہمیشہ پرہیز رکھے۔"

دعائے سبحان اللہ

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حول ولا قُوَّۃَ الا باللّٰہ العلی العظیم واذا سألک عبادی عنّی فانّی قریبٌ اجیبُ دعوۃ الدّاع اذا دعان فلْیَسْتَجِیْبُوْا لی والیومنوا بی لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ یاغیاثی عند کل کربۃٍ ومعاذی عند کُلّ شدّۃٍ و مجیبی عند کلّ دعوۃٍ و مونسی عند کُلّ وحشۃٍ ویا رجائی حین تنقطع حیلتی یا غیاثی ہ

دعائے مغنی با ترجمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ

اے اللہ رحمت نازل کر حضرت محمد پر اور اولاد محمد پر اور برکت دے

بَارِكْ وَسَلِّمْ وَبِكَ اَسْتَغِیْثُ فَاَغِثْنِیْ وَعَلَیْكَ

اور سلامتی اور تجھ پر سے فریاد چاہتا ہوں پس پہنچ تو میری

تَوَكَّلْتُ فَاكْفِنِیْ یَاكَافِیْ اَكْفِنِیْ الْمُهِمَّاتِ

فریاد کو اور تجھ پر بھروسہ کیا میں نے پس کفایت کر میری

اے کافی کفایت کر مجھے میری مشکلوں میں ۔

مِنْ اَمْرِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَیَا رَحْمٰنَ الدُّنْیَا

کام میں دنیا کے اور آخرت کے اور اے رحم کرنے والے

وَالْاٰخِرَةِ وَیَا رَحِیْمَهُمَا اَنَا عَبْدُكَ بِبَابِكَ

دنیا اور آخرت کے اور اے مہربان ان دونوں کے میں تیرا بندہ ہوں

فَقِیْرُكَ بِبَابِكَ سَائِلُكَ بِبَابِكَ ذَلِیْلُكَ بِبَابِكَ

تیرے دروازہ کا تیرا فقیر ہوں تیرے دروازہ پر تیرا سائل تیرے دروازہ پر

مِسْكِیْنُكَ بِبَابِكَ ضَعِیْفُكَ بِبَابِكَ ضَیْفُكَ

تیرا ذلیل ہوں تیرے در پر تیرا قیدی ہوں تیرے در پر تیرا مسکین ہوں تیرے در پر ناتوان

بِبَابِكَ یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ ط الطَّالِحُ

ہوں تیرے در پر تیرا مہمان ہوں تیرے در پر پروردگار جہانوں کے بدکردار ہوں

یَاغِیَاثُ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ ... بِبَابِكَ یَا

كَاشِفُ كُرُوْبِ الْمَكْرُوْبِيْنَ ۝ عَاصِيْكَ بِبَابِكَ

يَا طَالِبَ الْبَارِّيْنَ الْمُقِرُّ بِبَابِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

تیرے در کا اے فریاد رس فریاد چاہنے والوں کے تیرا اندوہگین ہوں تیرے

كَاشِفُ كُرُوْبِ الْمَكْرُوْبِيْنَ ۝ عَاصِيْكَ بِبَابِكَ

در پر اے کھولنے والے پریشانیوں کے پریشان کو تیرا گناہ گا ہوں تیرے در پر

يَا طَالِبَ الْبَارِّيْنَ الْمُقِرُّ بِبَابِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

اے کھولنے اور چاہنے والے نیک کاروں کے اقرار کرنے والا ہوں تیرے در پر اے

اَلْخَاطِئُ بِبَابِكَ يَا غَافِرَ الْمُذْنِبِيْنَ اَلْمُعْتَرِفُ

بڑے رحم کرنے والے کرنے والوں کے خطا کار ہوں تیرے در پر اے

بِبَابِكَ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ ۝ اَلظَّالِمُ بِبَابِكَ يَا مَنْ

بخشنے والے گناہگاروں کے خطا کا اقرار کرنے والا ہوں تیرے در کا اے پروردگار

اَلظَّالِمِيْنَ ۝ اَلْمُسِيْئُ بِبَابِكَ اَلْبَائِسُ بِبَابِكَ..

جہانوں کے ظلم کرنے والا ہوں تیرے در پر اے جائے امن طالبوں کے خطاوار ہوں

اَلْخَاشِعُ بِبَابِكَ اِرْحَمْنِيْ يَا مَوْلَايَ اَنْتَ

تیرے در پر محتاج ہوں تیرے در پر عاجزی کرنے والا ہوں تیرے در پر رحم کو مجھ پر اے

اَلْغَافِرُ وَاَنَا الْمُسِيْئُ وَهَلْ يَرْحَمُ الْمُسِيْئَ اِلَّا

میرے مولا تو بخشنے والا ہے اور میں خطا کار ہوں اور کون رحم کرتا ہے گناہ گار پر سوا

اَلْغَافِرُ مَوْلَايَ اَنْتَ الرَّبُّ وَاَنَا

بخشنے والے کے اے میرے مولا اے میرے مولا تو پروردگار ہے اور میں بندہ

اَلْعَبْدُ وَهَلْ يَرْحَمُ الْعَبْدَ اِلَّا الرَّبُّ و

پرسوائے مالک کے اے میرے پروردگار! اور

مَوْلَایَ مَوْلَایَ اَنْتَ الْمَالِکُ وَاَنَا الْمَمْلُوْکُ

میرے مولا اے میرے مولا تو مالک ہے اور میں بندہ اور کون رحم کرتا ہے

اِلَّا الْمَالِکُ مَوْلَایَ مَوْلَایَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ وَاَنَا

بندہ پر سوائے مالک کے اے میرے مولا تو غالب ہے اور میں ذلیل اور میں۔

الذَّلِیْلُ وَھَلْ یَرْحَمُ الذَّلِیْلَ اِلَّا الْعَزِیْزُ ہ مَوْلَایَ

کون رحم کرتا ہے ذلیل پر سوائے غالب کے اے میرے مولا

مَوْلَایَ اَنْتَ الْقَوِیُّ وَاَنَا الضَّعِیْفُ وَھَلْ یَرْحَمُ

اے میرے مولا تو قوی ہے اور میں کمزور اور کون رحم کرتا ہے کمزور پر

الضَّعِیْفُ اِلَّا الْقَوِیُّ مَوْلَایَ مَوْلَایَ اَنْتَ

اے میرے مولا اے میرے مولا! تو بخشش والا ہے

الْکَرِیْمُ وَاَنَا اللَّئِیْمُ وَھَلْ یَرْحَمُ اللَّئِیْمَ

اور میں نا اہل اور کون اور کون رحم کرتا ہے۔

اِلَّا الْکَرِیْمُ مَوْلَایَ مَوْلَایَ اَنْتَ الرَّزَّاقُ

نا اہل پر سوائے بخشش والے کے اے میرے مولا اے میرے مولا تو رزق

وَاَنَا الْمَرْزُوْقُ وَھَلْ یَرْحَمُ الْمَرْزُوْقَ اِلَّا

دینے والا ہے اور میں روزی دیا گیا ہوں اور کون رحم کرتا ہے روزی دیئے

الرَّازِقُ مَوْلَایَ مَوْلَایَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ وَاَنَا

گئے پر مگر روزی دینے والا اے میرے مولا اے میرے مولا یہ کہ

الذَّلِیْلُ وَاَنْتَ الْغَفُوْرُ وَاَنَا الْمُذْنِبُ وَاَنْتَ الْقَوِیُّ

تو غالب ہے اور میں خوار اور تو بخشنے والا ہے اور میں گنہگار اور تو توانا ہے

وَاَنَا الضَّعِیْفُ اِلٰھِیْ الْاَمَانُ الْاَمَانُ فِیْ ظُلْمَۃِ

اور میں ناتوان اے میرے اللہ امان دے امان اندھیرے میں قبر کے

اَلْقُبُوْرِ وَضِیْقِهَا ۝ اِلٰهِیْ الْاَمَانُ الْاَمَانَ

اور تنگی میں ان کی اے اللہ میرے امان دے امان

عَنْ سُؤَالِ مُنْكَرٍ وَنَكِيْرٍ وَّهَيْبَتِهِمَا اِلٰهِیْ

بروقت سوال منکر اور نکیر اور ان کی ہیبت کے اے اللہ میرے

اَلْاَمَانَ الْاَمَانَ عِنْدَ وَحْشَةِ الْقُبُوْرِ وَ

امان دے امان بروقت وحشت قبروں کے اور ان کی سختی کے

شِدَّتِهَا اِلٰهِیْ الْاَمَانَ الْاَمَانُ فِیْ يَوْمٍ

اے میرے اللہ امان دے امان اس دن میں کہ

كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ اِلٰهِیْ

جس کی مقدار پچاس ہزار برس کی ہو گی اے میرے اللہ

اَلْاَمَانُ الْاَمَانُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ

امان دے امان جس دن پھونکا جائے گا صور!

فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ

پس بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے جو لوگ آسمانوں میں ہیں اور زمین میں ہیں مگر جن

شَآءَ اللّٰهُ ۝ اِلٰهِیْ الْاَمَانُ الْاَمَانُ يَوْمٍ

کو چاہے اللہ اے اللہ میرے امان دے امان جس دن

زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا اِلٰهِیْ الْاَمَانُ الْاَمَانُ

ہلائی جائے زمین بھونچال سے اے اللہ میرے امان دے امان

يَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ اِلٰهِیْ الْاَمَانُ الْاَمَانُ

جس دن پھٹیں گے آسمان ساتھ بادلوں کے اے میرے اللہ امان دامان

يَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ اِلٰهِىْ الْاَمَانُ الْاَمَانُ

جس دن پھٹیں گے آسمان ساتھ بادلوں کے اے میرے اللہ امان دے امان

يَوْمَ نَطْوِى السَّمَآءَ كَطَىِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ اِلٰهِىْ

جس دن لپیٹے جائیں جائیں آسمان جس طرح سے لپیٹے جاتے ہیں قبالے کاغذ کے

الْاَمَانُ الْاَمَانُ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ

اے اللہ میرے امان دے امان جس دن بدلی جائے گی زمین اور زمین سے آسمان اور

وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ اِلٰهِىْ

حاضر ہوں لوگ سامنے اللہ کیلئے زبردست کے اے اللہ

الْاَمَانُ الْاَمَانُ يَوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ

امان دے امان اس دن کہ دیکھے گا آدمی جو کچھ آگے بھیجا اس کے

يَدَاهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِىْ كُنْتُ تُرَابًا اِلٰهِىْ

ہاتھوں نے اور کہے گا کافر اے کاش میں ہوتا مٹی اے اللہ میرے

الْاَمَانُ الْاَمَانُ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوْنَ اِلَّا

امان دے امان اس دن کہ ندا کی جائے گی عرش اور نہ لڑکے مگر

مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ اِلٰهِىْ الْاَمَانُ الْاَمَانُ

جو لوگ آئیں گے اللہ کے پاس ساتھ قلب سلیم کے الٰہی امان دے امان

يَوْمَ يُنَادِىْ مِنْ بُطْنَانِ الْعَرْشِ اَيْنَ الْعَاصُوْنَ وَاَيْنَ

اس دن کہ ندا کی جائے گی عرش کے اندر سے کہاں ہیں گنہگار اور کہاں ہیں

الْمُذْنِبُوْنَ وَاَيْنَ الْخَآئِفُوْنَ وَاَيْنَ الْخٰسِرُوْنَ هَلُمُّوْا

اور کہاں ہیں ڈرانے والے اور کہاں ہیں نقصان پانے والے چلو حساب کیلئے

اِلَى الْحِسَابِ اَنْتَ تَعْلَمُ سِرِّىْ وَعَلَانِيَتِىْ فَاقْبَلْ

تو جانتا ہے میرے پوشیدہ اور میرے ظاہر کو پس قبول کر میرا
مَعْذِرَتِیْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِیْ ۳ بار بخواند فَاَعْطِنِیْ سُؤَالِیْ یَا
عذر اور تو جانتا ہے میری حاجت تین بار پڑھے (پس عطا کر میرا سوال
اِلٰهِیْ اٰهٌ مِنْ کَثْرَةِ الذُّنُوْبِ وَالْعِصْیَانِ اٰهٌ مِنْ
اے اللہ میرے افسوس سے زیادتی گناہوں اور خطاؤں سے افسوس ہے
کَثْرَةِ الظُّلْمِ وَالْجَفَاءِ اَلَا مِنْ کَثْرَةِ النَّفْسِ وَ
زیادتی ظلم اور جفاء سے افسوس ہے نفس بھلگے ہوئے سے اور
لَطُوْدَةِ اٰهٌ مِنَ النَّفْسِ الْمُتَبُوْعَةِ لِلْهَوٰی اٰهٌ مِنَ الْهَوٰی
افسوس ہے کہ نفس فرماں بردار خواہش کا افسوس ہے۔ خواہش سے
۳ بار بخواند اَغِثْنِیْ یَا مُغِیْثُ عِنْدَ تَغَیُّرِ حَالِیْ ۳ بار بخواند
(تین بار پڑھے اے اللہ پہنچ گئی فریاد کو اے فریاد رس وقت تغیر میرے حال کے
اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ عَبْدُكَ الْمُذْنِبُ الْمُجْرِمُ الْمُخْطِئُ اَجِرْنِیْ
اے اللہ میرے بے شک میں تیرا بندہ ہوں گناہگار مجرم خطاکار ہوں مجھ خطاکار کے گناہ
مِنَ النَّارِ ه یَا مُجِیْرُ یَا مُجِیْرُ ه اَللّٰهُمَّ اِنْ تَرْحَمْنِیْ
پناہ دے مجھ کو دوزخ سے اے پناہ دینے والے پناہ دینے والے اے اللہ میرے
فَاَنْتَ اَهْلٌ وَاِنْ تُعَذِّبْنِیْ فَاَنَا اَهْلٌ فَارْحَمْنِیْ
اگر تو رحم کرے گا مجھ پر پس تو لائق عذاب کے لیے اور اگر عذاب کرے گا مجھ پر
یَا اَهْلَ التَّقْوٰی وَیَا اَهْلَ الْمَغْفِرَةِ وَیَا اَرْحَمَ !
تو میں لائق اس کا ہوں پس رحم کر تو مجھ پر اے صاحب ترس۔ اور
الرَّاحِمِیْنَ ه وَیَا خَیْرَ الْغَافِرِیْنَ ه حَسْبِیَ اللّٰهُ وَ
اے صاحب بخشش اور اے بڑے رحم کرنے والے والوں سے

نِعْمَ الْوَكِيْلُ ۝ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ (۵)

اور اچھے بخشنے والے کافی ہے مجھ کو اللہ اور اچھا نگہبان ہے اچھا مالک

وَصَلَّى اللّٰہُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ

اور اچھا مددگار ہے اور رحمت کاملہ نازل کرے اللہ تعالیٰ اپنے بہترین مخلوق

اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۝

پر کہ حضرت محمد ہیں اور ان کی اولاد اور ان کے یاروں پر سب پر اپنی رحمت سے اے بڑے رحم کرنے والے

نوٹ دعائے مغنی کے پڑھنے کے طریقے جو یہاں درج کئے گئے ہیں یہی معمولات مشائخ میں چلے آتے ہیں ممکن ہے کہ اور بھی طریقے ہوں جن کو ان بزرگوں نے زبانی تلقین پر منحصر رکھا ہو لہذا سلسلۂ اولیسیہ کے معتقدین و مریدین کو چاہیے کہ اپنے شیخ یا کسی دوسرے بزرگ سے اس کے پڑھنے کی خاص طور پر اجازت حاصل کرلے اور شرائط مندرجہ کتاب ہذا کی پوری پوری پابندی کرے۔

دعائے دیگر

ایک اور دُعاء بھی حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے منسوب کی جاتی ہے اور وہ یہ ہے۔

• اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکُفْرِ فِی النَّزْعِ وَاعوذبِکَ مِنَ العلّۃِ فِی الغربۃِ ؕ۔

اس دعا کی اسناد میں اس طرح سے لکھا ہے کہ جو کوئی اس دعاء کو پانچوں وقت کی نماز کے بعد پانچ پانچ بار روزانہ پڑھا کرے اور ہمیشہ کے لیے اپنا وِرد و معمول کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو جان کندنی کے وقت بلائے کفر سے اور بڑھاپے میں فقر و فاقہ کی تکلیف سے اور مسافرت میں بیماری سے اپنی پناہ میں لے لیتا ہے اور یہی تینوں بلائیں بدترین بلائیں شمار ہوتی ہیں۔

ایک اور دُعاء

اَللّٰھُمَّ انّ قلبی مریضٌ فصحّحہ وَفاسدٌ فاصلحہ ومظلمٌ فنوّرہٗ وَ عمیٌ فبصّرہٗ ودنسٌ فطھّرہٗ وخرابٌ فعمّرہ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ الایمان الکامل بِکَ ونسئلک العصمۃ عن البلاء وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیرخلقہٖ محمّدٍ وّاٰلِہٖ واصحابہٖ اجمعینَ ؕ)

یہ بھی حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے منسوب کی جاتی ہے جو ایک ورق پر لکھی ہوئی ملی ہے اور تصفیۂ قلب اور تجلیۂ باطن کے واسطے اس کو تنہا پڑھنا مفید ہے۔

(اذکار سلسلۂ اولیہ)

ذکرِ خفی جب سالک کے دل کی چربی دور ہو کر زندہ ہو جائے۔ تو چاہیئے کہ فوراً ہی پاس انفاس شروع کر دے یعنی سانس کو زور زور سے کھینچ کر دماغ میں لے جائے اگر سانس رکنے لگے تو اتنا آہستہ آہستہ سانس لینے لگے کہ اس کا احساس تک نہ ہو اس کو سکون کہتے ہیں۔ اور یہی ذکرِ خفی کہلاتا ہے اور یہی طریقہ سلسلۂ اویسیہ میں مروّج ہے اور اس کو ذکرِ اویسیہ بھی کہتے ہیں۔

پاسِ انفاس اس ذکر سے بہت سے اولیاء منزلِ مقصود کو پہنچے اس کا طریقہ یہ ہے کہ

"کلمہ لَا اِلٰہَ" کو سانس کے نیچے زمین کی طرف لے جائے اور اِلاَّ اللّٰہ" کو اوپر کے سانس کے ساتھ مغرب (بائیں جانب) کھینچے یہاں تک کہ سانس خود بخود ذکر کرنے لگے اور چاہیے کہ سانس کھینچے وقت نظروں پر رہے اور زبان کو ہلائے بغیر سانس سے اس قدر ذکر کرے کہ خود سانس ذکر بن جائے یہ شغل اٹھتے بیٹھتے ہر وقت جاری رہے یہاں تک کہ نیند میں بھی جاری رہے"

ذکرِ جلی ذکرِ اویسیہ کے کمال کی یہ علامت یہ ہے کہ جس شخص کو یہ دولت حاصل ہوتی ہے اس کا سانس ناک کے نتھنوں سے نکلنے لگتا ہے اور اسمِ ذات سانس کے ساتھ بڑے زور شور سے جاری ہو جاتا ہے یہ حالت طریقۂ اویسیہ میں اوّل اوّل تو بے شک پیدا ہو جاتی ہے لیکن بعدہٗ یہ ذکر کسی کے تو ناک سے منتقل ہو کر اس کے دل میں پہنچ جاتا ہے یعنی اس کا دل جاری ہو جاتا ہے اور کسی کے دماغ میں پہنچ کر اثر پذیر ہوتا ہے اور کسی کی پہلی حالت ہی آخر دم تک قائم رہتی ہے

اور یہ ذکر جلی کہلاتا ہے۔

مذکورہ بالا بیانات سے ثابت ہوتا ہے کہ سلسلۂ اویسیہ کے بزرگوں میں دونوں طریقے یعنی ذکر خفی اور ذکر جلی مروج ہیں۔

سلطان العارفین حضرت شاہ جلال الدین محمد نور اللہ مرقدہ کتاب گلزار جلالی میں ذکر خفی کے ساتھ پاس انفاس کرنے کو ترجیح دیتے ہیں اور بھی بہت سے بزرگ کا ملین کا یہی مقولہ ہے مثلاً حضرت شاہ قطب الدین قدس سرہٗ کتاب مقصود الطالبین میں اور شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سیر نامہ میں اور شیخ محمود رحمہ اللہ تعالیٰ بحر الرموز میں ذکر خفی ہے ہی سے پاس انفاس کو افضل بتاتے ہیں۔

ذکر انف (ناک سے ذکر کرنا)

بعض مشائخ اور علماء تو ناک سے ذکر جاری رکھنے کو سخت مذموم سمجھتے ہیں بلکہ ایسے ذاکر کو گناہگار اور کافر تک کہتے ہیں (نعوذ باللہ من ذالک) اور کہتے ہیں کہ چونکہ ناک غلاظت اور گندگی کے گزرنے کی جگہ ہے اور اسم ذات پاک کو ایسی جگہ سے گزارنا یقیناً تباہی اور ضلالت میں ڈال دیتا ہے اور گناہگار کر دیتا ہے اور اگر اس کو گناہ نہ جانیں اور اس پر استغفار نہ کریں تو نعوذ باللہ من ذالک کفر میں پڑ جانے کا اندیشہ ہے جیسا کہ مصنف محک الطالبین نے لکھا ہے کہ ناک کے راستہ سے ذکر کرنا بدعت اور حرام ہے اور یہ سلسلہ مہدویہ میں مشہور ہے۔

مہدویہ واضح ہو کہ یہ لفظ مہدویہ دراصل مہدی ہے لیکن چونکہ یہ لفظ دو سلسلوں سے منسوب ہو گیا ہے اس لیے دھوکا کھانے سے بچنے کے لیے مہدویہ اختیار کیا گیا اور مہدویہ سے مراد حضرت شیخ محمد عراقی قدس سرہٗ ہیں جنہوں نے عالم سکر اور غلبۂ حال میں انا مہدی کا دعوےٰ کیا تھا۔

ازالہ وہم ذکر انف کو بدعت اور یہ کہنا کہ سلسلۂ مہدویہ میں یہ بدعت جاری ہے یہ بڑی بھاری غلطی ہے اس لیے کہ یہ ایک معتبر اور صحیح ذکر ہے اور جو سلسلۂ اویسیہ کے لیے ہی مخصوص ہے جیسا کہ اس سے قبل حضرت شیخ عبدالخالق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حال میں ذکر کیا گیا ہے اور یہ ذکر شیخ محمد عراقی قدس سرہٗ سے اس لیے منسوب ہے کہ آپ اویسی تھے اگرچہ سہروردی طریقہ بھی رکھتے ہیں۔

(جواب):- یہ بات علماء ظاہری کی ہے کہ جن کے باطن پر حقیقت کے آفتاب کا نور نہ چمکا ہو ورنہ یہ ہرگز بھی اس طرح سے نہ کہتے۔

اسم ذات اسم ذات سبحانی لطائف و انوار اور عالم قدس و اسرار میں سے ہے اور جو کچھ بھی اس عالم ناسوت میں ہے سب کثیف و خبیس ہے اور لطیف کو کثیف سے کیا نسبت ہو سکتی ہے بقول ع

چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

علاوہ ازیں ذاکر ذکر کے وقت بے اختیار مغلوبُ الحال اور فانی الصفت ہوتا ہے اور جو فانی الصفت اور مغلوب الحال ہو اس کو معذور جاننا چاہیے اس کو بدعتی اور گناہگار کہنا درست ہو سکتا نہیں۔

(ف) ۔ گلزار جلالی اور بحر الرموز میں لکھا ہے کہ اگرچہ اسم اللہ کا حروف اور آواز کے اعتبار سے نشان ہوتا ہے لیکن حقیقتاً وہ حضرتِ حدیث کا نمونہ ولباس ہوتا ہے کیونکہ اسی نام سے مسمّٰی ہوتا ہے اور یہی مطلب دال ہے مدلول پر یہیں سے اہل تحقیق کا مذہب لینا چاہیے کہ اسم عین مسمّٰی ہوتا نہیں تو کسی کو بھی اس سے چارہ نہیں اور کسی مومن کا ایمان درست نہ رہے بر صوفیہ کا مذہب ہے متکلمین کہتے ہیں اسم مسمّٰی کا عین ہے نہ غیر تفصیل کتب کلامیہ جیسے شرح عقائد وغیرہ میں ہے۔

(فـ) ۔ اس سے ثابت ہوا کہ دال عین مدلول اور اسم عین مسمّٰی ہے اور مسمّٰی مدلول عین ذات احدیث حضرتِ حق سبحانہٗ ہے۔

محققین کے ایک گروہ نے اپنی تصنیفات میں بہت کچھ اس مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے بالخصوص مولانا جامی قدس سرہٗ اپنی کتاب موسومہ لوائح وشرح لمعات میں تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کا تقرب اور معیت تمام اشیاء اور اس کی ماہیت سے خواہ وہ اچھی ہوں یا بُری یکساں ہوتا ہے اور باوجود اس مشابہت کے ذات پاک میں کوئی خرابی واقع نہیں ہو سکتی جس طرح سے سورج کی روشنی باوجودیکہ ہر کثیف ولطیف پاک ونا پاک پر یکساں پڑتی ہے مگر اس میں کوئی کمی نہیں آتی اور بدستور قائم رہتی ہے تو اس کی تحقیق فقیر کے رسالہ "تنبیہ الغبی" میں لکھا ہے

(ف) کتاب مرأۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ قالب (بدن) کے ہر ذرّہ اور ہر جزو میں رُوح ہوتی ہے اور اسی سے سب اجزاء اور ذرّوں کی زندگی وابستہ ہوتی ہے اور باوجود اس کے کہ خون اور اجزائے خون قالب کے باطن میں ہوتا ہے روح کے پاک اور طاہر ہونے میں کوئی خرابی واقع نہیں ہوتی رُوح پاک اور طاہر ہی رہتی ہے اسی طرح اسم ذات اور ذات حدیث جو ذاکر

کے وجود اور جملہ اجزائے وجود میں متصرف ہوتی ہے آلائش وجود سے پاک اور طاہر رہتی ہے۔

بحث خرقہ

تذکرۃ الاولیآء سلک السلوک، بحرالرموز، رسالہ مسعودیہ و مجالس المومنین وغیرہ کتب میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ اُویس قرنی رضی اللہ عنہ کو اصحاب رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے خرقہ لاکر دیا تھا جس کی تفصیل گزری ہے مزید حوالہ جات ملاحظہ ہوں

● ۱ مولانا علی حمزہ بن مالک بن حسن طوسی معروف بآزری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب جواہر الاسرار میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت سلطان ابراہیم ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت موسیٰ بن یزید الراعی سے اور انہوں نے حضرت اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے اور انہوں نے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے خرقہ پہنا تھا۔"

● ۲ شیخ عبداللہ مطری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب نورِ احمدی میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت اُویس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ خرقہ پہنا تھا اور ان کو حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مرحمت فرمایا تھا۔"

● ۳ رسالہ اشطاریہ میں بھی یہی لکھا ہے کہ حضور نبی کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلّم نے سات جنس اقسام کے خرقے زیبِ تن فرمائے اور وہ یہ ہیں

خرقہ لبس العصمت ● جس کو جبرائیل علیہ السلام آسمان سے لائے تھے اور حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے مولیٰ علی کرم اللہ وجہہٗ کو عنایت فرمایا تھا"۔

۲ خرقہ لبس الصنوت جو شب معراج میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کو مرحمت فرمایا تھا اور آپ نے حضرت سلمان فارسی کو عنایت فرمایا تھا۔

۳ خرقہ لبس النہمت جس پر آتش پرستوں نے آپ کی صورت بنی ہوئی دیکھی تھی اور جس روز حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ابوجہل کو کشتی لڑ کر پچھاڑا تھا اور آپ کا یہ معجزہ دیکھ کر عیسائیوں نے یہ خرقہ آپ کو نذر کیا تھا آپ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مرحمت فرمایا تھا۔"

۴ خرقہ لبس الخشیت یہ خرقہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا ہے جو بپشت نجاشی شاہِ حبشہ کو پہونچا تھا۔ اور اس نے حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت بھیجدیا تھا اور حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے وہ خرقہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مرحمت فرمایا تھا۔"

۵ خرقہ اریان جس پر خود حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنے دست مبارک سے پیوند لگائے تھے۔ یہ خرقہ بھی حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو عنایت فرمایا تھا۔

۵ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ حضرت شاہ عبداللہ معشوق اللہ اُولیبی جعفری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے سیر نامہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ جو جبہ متبرکہ خانوادۂ نیکو کارہ (اولاد شیخ عبداللہ نیکو کارہ) کے پاس ہے وہ حضرت قطب عالم مخدوم جہانیاں بخاری قدس سرہٗ کا ہے اور شیخ

عبداللہ نیکو کار آپ کے خلفاء میں سے تھے لیکن بعض مشائخ کہتے ہیں کہ یہ جبہ وُہی ہے جو حضور سردار دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت خواجہ اُویس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو بھیجا تھا۔،،

۵ کلمات عین القضاۃ ہمدانی جو کتاب تمہیدات کے حاشیہ پر لکھے ہیں ان سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضور نبی کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلّم نے جبّہ حضرت خواجہ اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عنایت فرمایا تھا۔

خلاصہ بہرحال ان اقوال وروایات سے ثابت ہو گیا کہ حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت فخر موجودات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے خرقہ پہونچا تھا۔،،

بیان دندان شکنی

تذکرہ الاولیاء، جلوۃ الذاکرین، لوامع الانوار فی طبقات الاخیار وغیرہ معتبر کتب میں آپ کے دندان شکنی کا حال لکھا ہے مگر ملا علی قاری کتاب معدن العدنی میں اور ایک دوسرے رسالہ (جو انہوں نے موضوع احادیث کے بیان میں تصنیف کیا ہے) میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضور پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے دندان مبارک کے شہید ہونے کا حال سُنا۔ تو اُس کے رنج و ملال میں اپنے تمام دانت توڑ ڈالے اس

کی کوئی اصلیت نہیں ہے اس لیے کہ یہ کام شریعتِ غرّا کے خلاف ہے اس لیے کسی صحابی نے ایسا نہیں کیا۔ اور اس کو عیب جانتے ہوئے بھی سوائے نادانوں کے یہ فعل کسی سے صادر نہیں ہو سکتا نیز خرقہ نبوی (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم) کا آپ تک پہونچنا اور آپ سے دیگر مشائخ کو ملنا کسی معتمد اور معتبر حدیث سے ثابت نہیں ہوتا اور نہ ہی تلقینِ ذکرِ خفی وجلی ثابت ہے اور حضرات ابوبکر اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ذکرِ خفی وجلی ثابت ہے اور حضرات ابوبکر اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ذریعہ سے حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم سے خرقہ کے پہونچنے کو منسوب کرنا بھی اس اہل سیر اور محدثین کے نزدیک صحیح نہیں ہے (از معدن العدنی)

• ۔ شرح احیاء العلوم اور ایک رسالہ مصنّفہ مولا علی قاری میں لکھا ہے کہ بقول عراقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حدیث یہ ہے۔

"انی لاجد نفس الرحمٰن من قبل الیمن او جانب الیمن" کی بھی کوئی اصلیت معلوم نہیں ہوتی۔

جواب مولا علی قاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام سے یہ مطلب ہے کہ یہ واقعات احادیث سے ثابت نہیں ہوتے حالانکہ کتب سیر و مذاکرات مشائخ میں یہ واقعات بخوبی پائے جاتے ہیں۔ اور ثبوت کے لیے یہ کتب کافی ہیں۔ جس کے حوالہ جات اوپر مذکور ہوئے۔

سوال • ۔ ملا علی قاری کے کلام سے یہ شبہ دار ہو سکتا ہے کہ شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسے

اور شیخ عبداللہ مطری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ جیسے جلیل القدر اولیائے کاملین کی تصنیفات میں جو خرقہ پہونچے دندان مبارک توڑ ڈالنے اور حدیث " انی لاجد نفس الرحمٰن من قبل الیمن او جانب الیمن " کا ذکر ہے وہ حق و صداقت سے دور اور غیر معتبر ہے اس لیے کہ نصِ حدیث سے ثابت نہیں ہے "

تحقیقی جواب

• سب جانتے کہ یہ حضرات کاملین میں سے تھے اور جس قدر علوم باطنی اور کشف و کرامت میں کامل تھے ان کو علومِ ظاہری میں بھی اُسی قدر پوری پوری دسترس و کرامت و کمال حاصل تھا اس لیے جب ان حضرات نے ان روایات کو اپنی تصانیف میں درج فرمایا اور ان پر اعتبار کیا۔ تو پھر کس طرح ان کو غیر معتبر اور غلط مانا جائے اور غیر معتبر روایات کا لکھنا ان حضرات سے قطعی بعید تھا انھوں نے خود ہی پوری پوری تحقیق کے بعد ہی ان کو لکھا ہوگا بایں ہمہ اگر پھر بھی ان روایات کو معتبر نہ مانا جائے تو گویا ان بزرگوں کی ولایت اور کمال علمی سے انکار کرنا ہے اور ایسے اعتقادات سے معصیت اور ضلالت میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ ہے

جواب ۲

• یہ ہو سکتا ہے کہ یہ روایات صاحب شریعت اور صحابہ کرام سے سینہ حضرات مشائخ تک پہنچی ہوں اور ان حضرات کے علم میں وہ صحیح اور معتبر ہوں اور ملا علی قاری کے احاطۂ علم میں نہ آئی ہو اور وہ ان کی تصدیق نہ کر سکے ہوں اس لیے کہ علم کی نہ کوئی حد ہے اور نہ ہی انتہاء

جیسا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے

رسائل و مکاتیب کے دسویں رسالہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ اگر کوئی چیز کسی شخص کے نزدیک ثابت نہ ہو تو اس سے لازم نہیں آتا کہ دوسرے کے نزدیک ثابت نہ ہو پھر پچاسویں رسالہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت عمر و حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں کو یا دونوں میں سے صرف ایک کو دیکھنا اور ان سے صحبت رکھنا ایسی معتبر روایات سے ثابت ہے کہ اس میں کوئی شک و شبہ ہو سکتا بلکہ یہاں تک بھی دلائل صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی آخری عمر میں جنگِ صفین میں جا کر حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے بیعت کی تھی (اس کا مفصل ذکر آپ کی شہادت کے بیان میں درج ہے۔"

دندان شکنی کی عجیب روایت

• کتاب موادالشرعیہ شرح شرعۃ الاسلام کی چالیسویں فصل میں دو شخصوں میں دوستی اور برادری کے حال میں ہے۔ کہ۔

"ان یکون نفساھما کنفسٍ واحدۃٍ امتزاجًا وایتلافًا حتّٰی یجد فی فمہ لذّۃ ماکل اخوہ"

ترجمہ: مزاجی اعتبار سے دو جانیں مثل ایک جان کے ہیں یہاں تک کہ اگر ایک ان میں سے کچھ کھاتا ہے تو دوسرا اس کی لذت محسوس کرتا ہے۔"

یہاں بھی ایسے ہوا کہ جب مشرکین قریش نے جنگِ حنین میں پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم پر پتھر مارے اور آپ کے آگے کے دندانِ مبارک شہید ہو گئے تو اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ واقعہ سن کر اپنے دانت توڑ ڈالے، یہ باتیں ایک بزرگ کے کچھ مرید خانقاہ سے باہر بیٹھے ہوئے کر رہے تھے وہ بزرگ اندر سے سن رہے تھے بعدہٗ شیخ نے مریدوں کو بُلا کر کہا کہ جس وقت تم یہ باتیں کر رہے تھے۔ اس وقت خواجہ اُویس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ میرے مرید کہہ رہے ہیں کہاں تک درست ہے فرمایا کہ میرے دانت بغیر توڑے خود ہی جھڑ گئے تھے۔

دلیل منصوری

جب شیخ منصور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُن کے بھائیوں نے دار پر سے کھینچا تو اُن کے خون کا قطرہ زمین پر ٹپکتا تھا۔ اس سے نقش انا الحق، پیدا ہو جاتا تھا اس عجیب روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دانت توڑے تھے بلکہ اس رشتہ معنوی اور تعلق روحی اور عشق ومحبت کے سبب جو اُن کو حضور سردار دوجہاں سے تھا آپ کے دندان مبارک خود ہی جھڑ گئے تھے۔

دلیل از عشق مجنون

- سچے عاشقوں کے حالات میں اس قسم کے واقعات بہت پائے جاتے ہیں مثلاً شیخ سعدی قدس سرہٗ مجنون کے حال میں ایک واقعہ لکھتے ہیں۔

شنیدستم کہ روزے گردِ لیلے
بقصد فصد سوئے نیشں میلے
چوز دیلیلے مجی نیشں از پۓ خوں
بہ وادی رفت خوں از دستِ مجنوں

فائدہ مولانا عبداللہ انصاری رحمہ اللہ تعالےٰ علیہ کتاب منہاج العابدین اور معراج المسلمین میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ اُویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کا قصہ محبت وموّدت پر ہے اسی لیے تو چار دانت آپ کے ٹوٹے تھے جب کہ چار ہی دانت مبارک حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے شہید ہوئے تھے اور یہی روایت مشہور ہے۔

دلیل عقلی از نقل حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا اپنے دانتوں کو حالتِ سکر اور غلبہ حال میں شہید کر ڈالنا جائز بھی ہو سکتا ہے کیونکہ ایسے مغلوب الحال اور مست الست بزرگوں سے اس قسم کے خلاف شرع افعال اکثر سرزد ہوتے رہے ہیں مثلاً حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ سے تنویر لحیہ داڑھی صاف کرانا) خرقِ ثیاب (کپڑے پھاڑ ڈالنا) اور القاء دراہم دراہم آب (روپیہ، پیسوں کو دریا میں پھینک دینا) وغیرہ جیسے افعال خلاف شرح کا ذکر کتب سے ثابت ہے۔

واقعات شیخ شبلی

(رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

(۱) حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک لڑکا تھا وہ مر گیا اس کی ماں نے رنج و غم سے اپنے سر کے بال نوچ ڈالے اور انہوں نے بھی اپنی داڑھی منڈوالی یہ حال سن کر اہل بغداد آپ کے پاس آپ کے لڑکے کی تعزیت کو نہیں آئے بلکہ آپ سے بیزاری کا اظہار کیا آپ نے فرمایا کہ ایک حدیث میں نے سنی ہے کہ جو شخص دوسروں کو نصیحت کرتا ہے اور خود غافل رہتا ہے وہ لعنت کا مستحق ہے اس لیے میں نے چاہا کہ لوگ میرے پاس تعزیت کے واسطے آئیں اور انا للہ وانا الیہ راجعون آکر کہیں اور ان کے دل حق سے غافل ہو کر میری وجہ سے لعنت کے مستحق ہوں اسی لیے میں نے داڑھی صفا کرا کر خلقِ خدا کو اس لعنت سے بچا لیا

شیخ شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ایک روز ان کو خیال آیا کہ تو بخیل ہے آپ نے اپنے دل میں عہد کر لیا آج جس قدر فتوح ہو گی کسی فقیر کو دے دوں گا چنانچہ اس روز پچاس دینار فتوح ہو گی کسی فقیر کو دے دیئے جو فقیر نائی سے سر منڈوا رہا تھا فقیر نے کہا کہ مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے اس نائی کو دے دو حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا اس کو تو میں نہیں دیتا فقیر نے کہا اسی لیے تو کہا تھا کہ تو بخیل ہے تب آپ نے وہ

دینار اس نائی کے آگے رکھ دیئے نائی نے کہا کہ میں فقیروں کی حجامت اجرت لے کر نہیں بناتا پھر حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ پر ایک کیفیت طاری ہو گئی دیناروں کی تھیلی دریائے دجلہ میں ڈال دی اور کہا:

"ما اعزك احد الا اذلہ اللہ"

(ترجمہ) تجھ کو کسی نے عزت نہیں دی بے شک اللہ تعالیٰ نے اسکو ذلیل کیا

شیخ شبلی کی حاضر جوابی

• - حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک دفعہ نیا لباس پہنا تو اس کا دامن کہیں سے ذرا سا پھاڑ لیا لوگوں نے کہا کہ تم نے یہ کیا کیا کس علم کی رو سے نئے لباس کو پھاڑنے کا حکم ہے فرمایا کون سے علم کی رو سے گھوڑوں کی کوچیں کاٹ ڈالنے کا حکم ہے اور اس میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصہ کی طرف اشارہ ہے کہ ایک روز آپ گھوڑوں کو دیکھ رہے تھے دیکھتے دیکھتے نماز عصر کا وقت جاتا رہا۔ آپ نے اس کی پاداشں میں گھوڑوں کی کوچیں کٹوا ڈالیں (سورہ ص پارہ ۲۳)

اس قسم کی اور بھی بہت سی روائتیں مشہور ہیں اور غلبہ حال اور حالت سکر میں اکثر بزرگوں سے ظاہری شریعت کے خلاف افعال و اقوال سرزد ہوئے ہیں جس میں وہ معذور سمجھے گئے ہیں لیکن ایسے خلاف شرع اقوال و افعال دوسروں کے لیے قابل اتباع و اقتداء نہیں ہو سکتے۔

• - حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رسالہ مرج البحرین میں اس کو نہایت شرح و بسط کے ساتھ لکھا ہے۔

ان تمام واقعات اور حقائق کے پیش نظر حضرت خواجہ اُویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو اپنے دانتوں کو توڑنے کا فعل کس طرح ناجائز ہو سکتا ہے کیونکہ وہ حقیقتاً ایسا ہی کرنے میں بوجہ غلبۂ حال اور محبت کمال معذور تھے ان سے اس کا مواخذہ قطعی نہ ہوگا۔

سلسلہ اُویسیہ کے اعمال

• حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سیر نامہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ عبداللہ معشوق اللہ سے لوگوں نے سوال کیا کہ آپ کے طریقہ (سلسلہ اُویسیہ) کی بنیاد کس پر ہے فرمایا کہ سلسلہ اویسیہ کی بنا سات چیزوں پر ہے اور وہ سات اصول یہ ہیں

(۱) پیروی رسولِ خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

(۲) خلوۃ در انجمن۔

(۳) خاموشی در سخن۔

(۴) نظر بر قدم۔

(۵) ہوش در دم

(۶) زہر نوشی

(۷) پردہ پوشی

فائدہ • اگرچہ یہ سب کلمات قدسی جوامع الکلم سے ہیں اور باوجود مختصر الفاظ میں ہونے کے اس قدر حقائق و معنی پر مشتمل

تھا کہ جس کے واسطے بڑی بڑی شرحوں کی ضرورت ہے تاہم کسی قدر معنی اور شرح ہر ایک کی اپنی بضاعت کے مطابق بیان کی جاتی ہے:۔

پیرویٔ رسول (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

• تمام اکابر اولیاء اللہ اور صاحبِ تقویٰ حضرات کا اس پر اتفاق ہے کہ کوئی سعادتِ دارین کوئی فیض کوئی درجہ عرفان کوئی دولت و نعمت کشف و انوار اور اسرار الٰہی بغیر آپ کی پیروی کے حاصل و میسر نہیں ہو سکتی اور اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں بھی اس کی تاکید فرماتا ہے۔:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ؕ" (القرآن)

ترجمہ:۔ کہہ دیجئے (اے محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو تو اللہ کے محبوب ہو جاؤ گے"

• شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ شرح فتوح الغیب میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رسالہ مرج البحرین میں اس کو نہایت شرح و بسط کے ساتھ لکھا ہے۔

ان تمام واقعات اور حقائق کے پیش نظر حضرت خواجہ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے دانتوں کو توڑنے کا فعل کس طرح ناجائز ہو سکتا ہے کیونکہ وہ حقیقتاً ایسا ہی کرنے میں بوجہ غلبہ حال اور محبتِ کمال معذور تھے ان سے اس کا مواخذہ قطعی نہ ہوگا۔

اس آیۃ کریمہ کی تفسیر اس طرح بیان فرماتے ہیں۔ کہ کہہ دیجئے اے محمد! (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کہ اے میرے محب اور میرے محبوب اگر تم لوگ خدا کو دوست رکھتے ہو اور چاہتے ہو کہ اس کی درگاہ میں تم مخصوص ہو جاؤ کہ خدا تمہارا ہو جائے اور تم کو دوست رکھے تو تم پیروی کرو تاکہ تم کو خدا دوست رکھے تو تم میری پیروی کرو تاکہ تم کو خدا دوست رکھے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم چاہو کہ خدا کے محب ہو جاؤ تو میری پیروی کرنے سے اس کے محب بلکہ محبوب ہو جاؤ گے۔

- ایک جگہ قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا ؕ"

(ترجمہ) چنگل مارو اللہ کی رسی میں سب مل کر۔"

- ملا حسین واعظ کاشفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر حسینی میں تحریر فرماتے ہیں کہ بعض کے نزدیک حبل اللہ سے مراد قرآن ہے کہ اور بعض کہتے ہیں کہ حبل اللہ میں حضرت رسولِ خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر حسینی میں تحریر فرماتے ہیں کہ بعض کے نزدیک حبل اللہ سے مراد قرآن ہے کہ اور بعض کہتے ہیں کہ حبل اللہ میں حضرت رسولِ خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کا ارشاد پایا جاتا ہے یعنی اس آیت شریف کا یہ مطلب ہوا کہ سب مل کر آپ کی موافقت و پیروی کریں کیونکہ جب تک آپ کی ظاہری اور باطنی پیروی نہ کی جائے گی اور مطلوب حقیقی حاصل نہیں ہوگا بقول (رباعی)

حقا کہ بے متابعتِ سید رسل
ہر گز کسے بمنزلِ مقصود رہ نیافت

از ہیچ در بہیچ درے رہ نمید ہند
آنرا کزآستانۂ او روئے دل تبافت

مولانا عبدالکریم چشتی لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے رسالہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ اے عزیز حضرت بنی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت کرنے یا ان کی پیروی کرنے کی تین اقسام ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے :-

(۱) الشریعۃ اقوالی -

(۲) والطریقۃ افعالی -

(۳) والحقیقۃ احوالی -

۱ - اور حکم قرآن و حدیث کی دو اقسام ہیں بعضے حکم اچھے ہوتے ہیں اور بعضے زیادہ اچھے -

۱) پہلی قسم کو شریعت کہتے ہیں -

(۲) دوسری قسم کو طریقت کہتے ہیں -

(۳) اور شریعت و طریقت دونوں کا نتیجہ حقیقت کہلاتا ہے یہ تیسری قسم ہے جب سالک شریعت و طریقت دونوں میں مکمل ہوجاتا ہے تو حقیقت اس پر منکشف ہوجاتی ہے -

• مشاغل جلالی میں لکھا ہے کہ حضرات شیوخ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا طریقہ بھی پیروی رسول مقبول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کرنا ہی تھا اور تین اقسام پیروی رسول کی بھی ہیں (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

(۱) آپ کے اعمال کی نہایت استقامت کے ساتھ اتباع کرنا اور یہ کام اعضاء کا ہے"

(۲) آپ کے اخلاق اور سیرت کی مطابعت کرے اور اس پر قائم رہے اور یہ کام دل کا ہے۔

(۳) آپ کے احوال کی پیروی کرے اور یہ کام روح کا ہے۔

احوال پر استقامت جو انتہائی سعادت کا درجہ ہے وہ بغیر پیروی اخلاق اور اخلاق بغیر پیروی اعمال حاصل نہیں ہو سکتا اس لیے کہ اخلاق کی اعمال کے ساتھ ایسی ہی نسبت ہے جیسی استنجے کی نسبت وضو کے ساتھ اور اخلاق احوال کے لیے اتنا ہی ضروری ہے جتنا وضو نماز کیلئے

• متابعتِ اعمال سے مطلب یہ ہے کہ احکام باری تعالیٰ کی بجا آوری کرے اور منکرات و ممنوعات سے باز رہے۔

جب متابعتِ اعمال پر استقامت ہو جائے تو اخلاق کی اتباع کرے اور یہ تزکیہ نفس سے حاصل ہوتی ہے یعنی نفس کا بُری عادات سے پاک کرنا اور جب نفس پاک ہو جاتا ہے تو دل کا دروازہ کھل جاتا ہے اور اس میں انوار و معارف اور اسرار حقائق وغیرہ منور و متجلی ہونے لگتا ہے گو اس میں اور بھی بہت سی باتیں ہیں مگر بخوف طوالت اسی قدر پر اکتفا کیا جاتا ہے

(۲) خلوت در انجمن

• ۔ مطلب یہ ہے کہ ظاہر میں مخلوق کے ساتھ مشغول رہے اور باطن میں سب سے علیحدہ اور دور رہے۔ صورتاً سب کے ساتھ ہو اور باطن میں کسی کے ساتھ نہ ہو: ؎

دست بکار دل بہ یار ہو۔"

تن خرابات میں دل حضوری میں یا تن جلوت میں دل خلوت میں ہو۔"

• - حضرت شاہ جلال الدین محمد جعفری اویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب گلزارِ جلالی میں یہ حدیث شریف بیان فرماتے ہیں۔

(حدیث) :- "خَالِطُوا النَّاسَ بِاَبْدَانِکُمْ وَزَایِلُوْهُمْ بِقُلُوْبِکُمْ" (یعنی لوگوں میں رہو جسموں تک اور دور رکھو اُن کو اپنے دل سے) اور حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول "السلامۃ فی الوحدۃ" میں بھی اسی حدیث کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔ اور مطلب اس قول کا یہ ہے کہ انسان کے لیے تنہائی میں رہنا ہی بہتر ہے اور تنہا وہی رہ سکتا ہے جو وحدت میں فرد ہو اور وحدت وہی ہے جو غیر کے خیال سے پاک رکھے کیونکہ اسی صورت سے سلامت رہ سکتا ہے ورنہ اگر تنہائی خود بینی کے واسطے ہوگی تو درست نہ ہوگی۔

"الشیطان مع الواحد وھو عن الاثنین ابعد"

(ترجمہ) شیطان انسان کو تنہائی میں زیادہ بہکاتا ہے اور دو سے دور بھاگتا ہے

مولانا علی ابن حسین واعظ کاشفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب رشحات میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین قدس سرہٗ نے بھی اپنے سلسلۂ طریقت کی بناء خلوت در انجمن پر رکھی ہے۔

(آیت) "رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ" (ترجمہ) مردوں کو ان کی سوداگری اور ان کا بیچنا اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتا"، میں بھی اسی مقام کی طرف اشارہ ہے خواجۂ اولیاء کبیر قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ خلوت در انجمن اس کو کہتے ہیں کہ ذاکر ذکر میں اس درجہ مشغول و مستغرق ہو جائے کہ اگر بازار میں جارہا

ہو تو کسی کی آواز کی طرف متوجہ نہ ہو۔''

حضرت داتا علی ہجویری قدس سرہٗ کشف المحجوب میں لکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص یہ سمجھے کہ وحدۃ محض تنہا رہ کر زندگی گزارنے کو کہتے ہیں تو اس کا یہ خیال غلط ہے اس لیے کہ جب تک شیطان دل پر مسلط رہتا ہے اور نفس اس پر حکومت کرتا ہے اور دنیا و عقبیٰ کا فکر اس کو دامن گیر رہتا ہے اس وقت تک وحدۃ کا حاصل ہونا محال ہے اگرچہ بظاہر لوگوں سے علیحدہ بھی رہے کسی چیز کو آنکھ سے دیکھ کر دل خوش کرنا یا اس کا محض خیال کر کے خوش ہونا دونوں برابر ہیں دونوں کا ایک ہی حکم ہے البتہ اگر کوئی حقیقتاً وحید ہو گا تو مخلوق کے ملنے سے اس کو کوئی ضرر نہ پہنچے گا اور ملنا اس کا وحدت میں مزاحم نہ ہو گا۔

رسالہ ناطقہ میں لکھا ہے کہ جب مبتدی خلوت اختیار کرنا چاہے تو جملہ مخلوق سے منہ پھیرے بلکہ تمام پسندیدہ چیزوں حتیٰ کہ بیوی بچوں، مال و متاع سب کو خیر باد کہے اور شروع میں ترکِ وطن کرے اور کنبہ رشتہ والوں سے دور چلا جائے تو یقین ہے کہ خلوت در انجمن اس کو حاصل ہو جائے اور مجاز میں حقیقت نظر آنے لگے اور وہ خدا سے نزدیک ہو جائے کسی بزرگ سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے یہ مرتبہ کیسے حاصل کیا فرمایا خلوت در انجمن سے۔

از درون شو آشنا واز برون بیگانہ دش
ایں چنیں زیبا روشں کم می بود اندر جہاں

لیکن یہ جب ہی حاصل ہو سکتی ہے کہ جب آدمی صاحبِ دل ہو اور

خدا کے ذکر سے مانوس ہو کر غیر خدا کا خیال اس کے دل سے محو ہو جائے اور وہ بظاہر مخلوق سے مشغول اور باطن میں حق سے مصروف ہو۔

حضرت جامی قدس سرہٗ فرماتے ہیں ؎

دل و جانم بتو مشغول و نظر در چپ و راست
تا نگویند رقیباں کہ تو منظور منی

کشف المحجوب میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب خدا سے تعلق پیدا ہو جاتا ہے تو مخلوق سے خود بخود قطع تعلق ہو جاتا ہے اور لوگوں کی محبت دامن گیر ہو گی حق کی محبت۔ ان کے دلوں سے کہاں سما سکتی ہے ایسے شخص حق سے قطعی بے خبر رہتے ہیں۔" اور:۔

لان الوحدۃ صفۃ عبد صادق سمع اوحدت ایک سچے بندے کا حال ہے جس نے اپنے رب کا یہ حال سنا۔ کہ

الیس اللہ بکاف عبدہٗ ط"

(ترجمہ) کیا اپنے بندے کے لیے خدا کافی نہیں ہے)

ہ۔ گلزار جلالی میں لکھا ہے کہ (حدیث) تَفَقَّهُوْا وَاعْتَزِلُوْا ط

(ترجمہ) دانائی سیکھو اور تنہائی اختیار کرو اس میں دل جمعی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ جب دل یادِ حق سے مستحکم و مضبوط ہو جاتا ہے اور اس کی حالت ایک جگہ قائم ہو جاتی ہے تو سالک کا درجہ بلند ہو جاتا ہے اس کا ظاہر و باطن یکساں ہو جاتا ہے ایسی حالت میں سالک کو ملنے میں کوئی نقصان نہیں پہنچتا

ہ بحر السعادت میں لکھا ہے کہ مخلصین کی عزلت اختیار کرنے کے تین طریقے ہیں:۔

ہ۱ اول یہ کہ لوگوں سے بظاہر ... میں ملتا جلتا رہے اور

باطن میں اہلِ طریقت کے نقشِ قدم پر چلے اور انبیاء علیہم السّلام کی پیروی کرے اور لوگوں سے اپنی اصلی حالت کو چھپائے۔

۲ دوسرے یہ کہ لوگوں میں رہے اور اپنے نفس کو ریاضت میں گزارے اور جائز نصیحتوں اور وعظوں سے لوگوں کو اپنی طرف سے متنفر کرے اور منحوس دنیا پرست مخلوق کے ٹھوکر مارتا رہے تاکہ ان کے اختلاط کے شر سے محفوظ رہے۔

(۳) یہ کہ ایسی تنہائی اختیار کرے کہ لوگوں کی صحبت سے نہ بھاگے۔ البتہ اگر بظاہر تنہائی اختیار کی اور جب مکان سے باہر آیا تو لوگوں کی باتیں سنیں جو لوگ اس کے پاس آئے ان سے مل کر خوش ہوا تو یہ قطعی ریاکاری ہو جائے گی اور اس سے شہرت ہو گی کچھ روحانی فائدہ نہ ہو گا۔

مولانا جامی قدس سرہٗ سلسلۃ الذہب میں فرماتے ہیں کہ عزلت کی رُو سے دوٌ اقسام ہیں،،۔

(۱) عزلتِ مریدان۔

(۲) عزلتِ محققان۔

عزلتِ مریدان

اس کو کہتے ہیں کہ اپنے آپ کو لوگوں کے اختلاط سے بچائے یعنی سب سے الگ تھلگ رہے گھر کا دروازہ اہلِ دنیا کے واسطے بند کر دے اور اپنے واسطے بند کر دے اور اپنے واسطے اس میں ایک گوشہ پسند کرے۔

۱ پاؤں رگڑ رگڑ کر نہ چلے۔

(۲) دوسروں کی باتوں میں دخل نہ دیا کرے۔

(۳) فضول باتیں نہ کیا کرے۔

(۴) دنیا داروں کی ملاقات کے لیے قدم نہ اُٹھائیے ۔
(۵) اُن کے فائدہ کو نقصان اور ان کے بخل کو سخاوت سمجھے ۔

عزلتِ محققان اس کو کہتے ہیں کہ سالک ہوش و حواس کھودے اور دل و جان کو دونوں جہان کے فکروں سے خالی کر دے" ؎

عزلتِ ہوش آنکہ غیر خدا
در حریم دلت نیاید جا
ور کنی اندک ایں پیشہ
از ہمہ تا شوی یک اندیشہ
چوں یک اندیشی گیرت پیشہ بود
دولتِ گہ گہت ہمیشہ بود
ہرچہ بند تو بندگی گردو ؛ بندگی جملہ زندگی گردو
بے نشاں بندہ شوی اَحدی
جاں نشاں زندۂ شوی اَبدی
سر رشتۂ دولت اے برادر بکف آر
ویں عمر گرامی بخسارت مگزار
دائم ہمہ جا با ہمہ کس در ہمہ کار
میدار نہفتہ چشم دِل جانب یار

خاموشی در سخن اس کا مطلب یہ ہے کہ سالک اپنی زبان کو فضول گوئی سے بند رکھے اور دل کو یادِ شاہ دوجہان کی یاد میں گویا رکھے ... شرح نفحات الانس میں

تحریر فرماتے ہیں۔: کہ

اِذَا سَکَتَ اللِّسَانُ عَنْ فُضُولِ الْکَلَامِ نَطَقَ الْقَلْبُ مَعَ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ۔

(ترجمہ) جب زبان فضول گوئی سے خاموش ہو جاتی ہے تو دل ذکرِ حق میں گویا ہو جاتا ہے)

دوسرا مطلب یہ ہے کہ دل کو خطرات اور خواہشات نفسانی سے پاک شہودِ حق میں مستغرق رکھے اگرچہ بظاہر لوگوں سے مجبت وملاقات کے وقت باتیں کرتا رہے۔"

- مولانا جامی قدس سرہٗ آگے فرماتے ہیں کہ صمت کی دو اقسام ہیں۔

(۱) اوّل فضول گوئی سے زبان کو خاموش رکھنا۔

(۲) خطرات وخواہشاتِ نفس سے دل کو خاموش رکھنا۔

- جس کی زبان خاموش اور دل گویا ہوگا اس کے گناہ ہلکے ہوں گے اور جس کی زبان اور دل دونوں خاموش ہوں گے اس پر اسرار اور تجلیاتِ الٰہی وارد ہوں گی لیکن جس کا دل اور زبان دونوں گویا ہوں گے وہ مغلوب اور مسخرِ شیطان ہوں گا (نعوذ باللّٰہ من ذالک)

جس شخص کا دل خاموش اور زبان گویا ہوتی ہے مگر حکمت کے ساتھ تو دل کے خاموش رہنے میں بھی فائدہ ہے اور اسی کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ظاہر میں لوگوں سے بات چیت کرے اور باطن میں خاموش رہے کیونکہ باطن کی خاموشی سی رہے کیونکہ باطن کی خاموشی کے ساتھ مخلوق سے کلام کرنا حضوریِ حق میں خارج نہیں ہو سکتا۔

سب سے اچھے وہی لوگ ہیں جو بظاہر لوگوں سے باتیں کرے مگر

باطن میں خاموش رہیں جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ظاہری زبان سے لوگوں سے بولتا رہے اور باطنی زبان سے ذکرِ حق میں مشغول رہے ۔

لمعات اور شرح لمعات میں لکھا ہے کہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ تیس سال ہو گئے ہیں تو حق سے باتیں (ذکرالٰہی) کرتا ہوں مگر لوگ سمجھتے ہیں کہ میں ان سے مخاطب ہوتا ہوں مجمع عام میں آپ بولتے رہے اور باطنی زبان مگر لوگ یہی بات سمجھتے تھے کہ ان سے بولتے تھے لوگوں کو دیکھتے تھے اور لوگ یہی سمجھتے تھے کہ ان کی دیکھ رہے ہیں حالانکہ وہ بولتے بھی حق سے تھے اور دیکھتے بھی حق ہی کو تھے اور حقیقت تو یہ ہے کہ جنید قدس سرہٗ نہیں بولتے تھے بلکہ خود خدا ہی بولتا تھا اور خدا ہی سنتا تھا ۔ اور ۔

سَمِعَ مُوْسٰی صَلٰوۃُ اللّٰہِ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ

اسی نے سنا جس نے شجر کی زبان سے کہا "اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ"

خود میگوید و از خود می شنود!

از ما و شما بہانہ بر ساختہ است

نظر بر قدم

مولانا جامی قدس سرہٗ لوائح کے تیسرے لائحہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ خدا کو ہر جگہ اور ہر حال اور باطن، حاضر و ناظر اور اس کی بقاء (دید) سے آنکھ اٹھانے میں خسارہ اور اس کی رضا سے پھرنے میں نقصان جانے، ع

آمد سحر آن دلبرِ خونین جگراں

گفت اے ز تو بر خاطرِ من بارِ گراں

شرمت باد اکہ من بسویت نگراں
باشم تو نہی چشم بسوئے دگراں

اور حق کے مشاہدہ میں اس طرح مستغرق رہے کہ اس کی نظریں متواضع اور باادب شخص کی طرح اپنے پاؤں کی طرف جھکی رہیں ادھر اُدھر دائیں بائیں نہ دیکھے اور غیروں کی طرف التفات نہ کرے۔

حکایت حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس ایک لونڈی تھی ایک روز آپ نے اس کو یہ کہہ کر پکارا کہ اے مستورہ (پردہ نشین) لونڈی نے جواب میں عرض کیا کہ میں تو آپ کی لونڈی ہوں مستورہ نہیں ہوں آپ نے فرمایا کہ مجھے تیس۳۰ سال سے یہ مجال ہی نہیں کہ نظر کو قدم سے اٹھاؤں اور اس کے سوا کسی کو دیکھوں اس لیے تجھ کو بھی نہیں پہچانا''

(**ف**) یہاں قدم سے مراد قدم ظاہر کے ہیں لیکن طریقت کے راستہ میں باطن کے قدم کی نگہداشت اور حفاظت کرنے کو کہتے ہیں اس لیے کہ سالک کا معاملہ اور اس کے سلوک کا قدم صراطِ مستقیم کی حد اور راہ حق کے احاطہ سے لڑکھڑا کر باہر نہ آجائے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اسی مضمون کو اس طرح لکھا ہے کہ سالک کو چاہیے کہ ہر قدم پر اور ہر دم ہوشیار رہے راستہ کو دیکھتا رہے اور نظر قدم پر رکھے اور اس بات سے خبردار رہے کہ قدم کہاں پڑتا ہے اور ایسا نہ ہو کہ کسی کنوئیں وغیرہ میں جا پڑے کیونکہ اگر ایسا ہو یعنی غیر راستہ میں پڑ گیا یا کنوئیں میں گر گیا تو وہاں سے آنا کیونکہ اگر ایسا ہو یعنی غیر راستہ اور منزل مقصود کو پہنچنا دشوار ہوگا

حضرت شیخ بخشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی سلک السلوک میں تحریر فرمایا ہے کہ سالک کو اپنے جامہ کے موافق دعویٰ کرنا چاہیے کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

حدیث | ویلٌ لِمَنْ لَبِسَ الصّوف وخَالَفَ قَولُہٗ فعلَہٗ۔

(ترجمہ) اس شخص کے لیے موت ہے جو پشمینہ کا لباس پہنے اور اس کا فعل اس کے قول کے خلاف ہو"۔

یعنی اگر کوئی شخص قبا پہن کر کمبل پوشوں کا کام کرے تو وہ قابل تحسین ہوگا لیکن اگر کمبل پوش ہو کر قبا پوشوں کے سے کام کرے تو ایسا شخص قابلِ نفرت اور مذمت ہوگا۔

حضرت اصمعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ کعبہ شریف کے راستہ میں مجھ سے ایک شخص ناراض ہو گیا جب میں منزلِ مقصود کو پہنچ گیا تو دیکھتا ہوں کہ وہی شخص کعبہ شریف کا حلقہ پکڑے ہوئے کہہ رہا ہے کہ اے پارِ خدایا اصمعی کو بخش دے میں نے کہا کہ مجھ سے تو تم تکلیف پہنچی تھی میرے واسطے پھر دعاء کیسی کہنے لگے کہ اے خواجہ انسان کو اپنے حال کے مطابق کام کرنا چاہیے جو تیرا کام ہے تو کر میرے والدین نے تو میرا نام محسن رکھا ہے لہذا مجھ کو اپنے نام کے مناسب کام کرنا چاہیے۔

نخشبی ہم بنام غرہ مشو
مگس نوشش کارِ نیش کند

مرد کامل کسے بود کہ بہ دہر
کارِ درخورِ ونامِ خویش کند

اور کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ ؎

خس و خار سے کہ زراہِ دگراں برادری
در دل خاک ترا باغ و بہارے روید

نظر بر قدم کے ایک معنے یہ بھی ہیں کہ سالک جب کسی راستہ میں قدم رکھے تو نظر قدم پر رکھے اور چشم باطن سے ذرہ بھر بھی غیر کی طرف التفات نہ کرے کیونکہ اگر کسی غیر سے کچھ بھی تعلق ہو گیا تو اس کا سلوک رہ جائے گا خواہ خالق کو دونوں جہاں کی کرامتیں اور مقامات حاصل ہوں سب اس کے راستہ میں حجاب ہو جائیں گے۔

شرح تعرف میں لکھا ہے کہ اس راستہ کے بہت سے اٹکاؤ ہیں ان اٹکاؤوں میں ایک اٹکاؤ کرامت بھی ہے۔

ترا ہر چہ مشغول دارد ز دوست
گر انصاف پرسی دلا رامت اوست

نفحات الانس میں مولانا جامی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ چالیس سال تک بہشت کو اور بہشت کی جملہ نعمتوں کو میرے آگے پیش کیا گیا مگر میں نے آنکھ اٹھا کر بھی اس کی طرف نہ دیکھا۔

شیخ الاسلام کا قول ہے کہ حق کی حضوری میں رہتے ہوئے غیر حق کو دیکھنا شرک ہے جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے فرماتا ہے:-

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ”

یعنی نظر (رسول) صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے دوسری نگاہ بھی نہ

کی دائیں بائیں جانب بھی نہ دیکھا اور جو حد دیکھنے کے واسطے مقرر کر دی تھی اس سے آگے نہ بڑھائی)

وَقُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ"

اور کہیے اللہ پھر چھوڑ دے ان کو۔

نظر بر قدم کے ایک معنے یہ بھی ہیں کہ نظر کو قدم پر رکھ کر کوشش کرے کہ ہر قدم پہلے قدم سے پہلے پڑے ایسا نہ ہو کہ اس راستہ کا مدعی ہو اور اس راستہ پر قدم سے پہلے پڑے ایسا نہ ہو کہ اس راستہ پر قدم رکھتا ہو لیکن بعد میں اس راستہ سے ایک قدم پیچھے رہ جائے۔

شرح تعرف میں لکھا ہے کہ اگر سالک اس راستہ کا مدعی ہو اور اس راستہ میں قدم رکھتا ہو لیکن بعد میں دعوے سے پھر جائے اور اس راستہ سے اپنا قدم ہٹالے تو اس کا حشر زانیوں لوطیوں اور شرابیوں سے بھی زیادہ بدتر ہوگا۔

مولانا علی ابن ملا حسین واعظ کاشفی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ رشحات میں تحریر فرماتے ہیں کہ نظر بر قدم سے مراد یہ ہے کہ سالک کی نظر چلتے پھرتے شہر و صحراء میں ہر جگہ اس کے قدم پر رہنی چاہیے تاکہ نظر پراگندہ نہ ہو اور کسی نادیدنی سے نہ الجھے سالک کی نظر کو چاہیے کہ اشارہ میں ہستی کی رفتار کی ساری منزلیں اور خود پرستی کی جملہ دشوار گزار گھاٹیاں طے کرے یعنی اس کی نظر جہاں تک پہنچے وہاں تک اس کا قدم بھی پہنچتا ہو۔"

حضرت ابو محمد ردیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول ادبُ المسافر اَنْ لَا یَتَجَاوَزَ ھِمَّتَہٗ قَدَمَہٗ"

مسافر کا ادب یہ ہے کہ قدم کی ہمت سے زیادہ تجاوز نہیں کرتا، میں

بھی اسی مطلب کی طرف اشارہ ہے۔

حضرت مولانا جامی علیہ الرحمۃ تحفۃ الاحرار میں اسی مضمون کو اس طرح تحریر فرماتے ہیں ؎

کم زدہ بے ہمدمے ہوش دم
وزنگذشتہ اش نظرش از قدم
بلکہ زخود کردہ بسرعت سفر
باز نماندہ قدمش از نظر

نیز نظر برقدم سے یہ بھی مفہوم لیا جاتا ہے کہ سالک اپنے شیخ کے قدم پہ چلے اور اس کی پیروی و متابعت کرے اور پھر اس بات میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ

پہلے پیغمبر وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو راستہ بتایا پس ان کی ہدایت کی پیروی کرو۔)

اس آیت شریفہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مرید کو اپنے شیخ کی پیروی کرنے سے چارہ نہیں بلکہ اس کے لیے اپنے پیر و مرشد کے نقشِ قدم پر چلنا ضروری اور لازمی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پہلے پیغمبروں کی پیروی کے واسطے فرمایا ہے۔

صاحبِ تفسیر ویلمی نے بھی اس آیت شریفہ کی تفسیر یہی بیان کی ہے۔ بہر حال نظر قدم کے معنی ہیں کہ سالک کا راہ سلوک میں مطمع نظر اپنے شیخ کے قدم بر قدم کے معنی ہیں کہ سالک کا راہ سلوک میں مطمع نظر اپنے شیخ کے قدم بہ قدم چلنا اور اس کے ظاہری و باطنی اقوال و افعال کی پیروی کرنا ہونا چاہیے کیونکہ

اللہ تعالیٰ نے خود نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پہلے پیغمبروں کی پیروی کے واسطے فرمایا ہے۔

صاحبِ تفسیرِ ویلمی نے بھی اس آیت شریفہ کی تفسیر یہی بیان کی ہے بہرحال نظر برقدم کے معنی ہیں کہ سالک کا راہ سلوک میں مطمعِ نظر اپنے شیخ کے قدم بہ قدم چلنا اور اس کے ظاہری و باطنی اقوال و افعال کی پیروی کرنا ہونا چاہیے کیونکہ ایسا کرنے سے اپنے شیخ کے مرتبہ کو پہنچے گا۔

ے

سگِ اصحابِ کہف روزے چند
پئے نیکاں گرفت و مردم شد

اصحابِ کہف کا قصہ قرآن مجید میں موجود ہے اور بہت مشہور ہے کہ اُن کے ساتھ ایک کتا بھی ہو لیا تھا چونکہ اصحابِ کہف اولیاء اللہ میں سے تھے کتے نے اُن کا ساتھ دیا اور ان کے قدم بہ قدم اُن کے پیچھے پیچھے رہا اس لیے اُس کتے کو بھی مرتبہ اعلیٰ ملا اور اس کا حشر بھی اُن ہی حضرات کے ساتھ ہوگا۔

پیرِ ہری قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ جب کتے بھی دوست ہیں اور کتے کو بھی دیدار سے محروم نہ رکھیں گے تو پھر انسان اس کے فضل سے کیوں ناامید ہو۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں اپنے رسائل و مکاتیب میں کہ جو شخص کسی کی پیروی کرتا ہے اور اس کے قدم پر قدم رکھتا ہے یقیناً اسی کے مرتبہ کو پہنچ جاتا ہے اگرچہ وہ مقام کتنا ہی بلند اور اعلیٰ ہو اور وہ شخص اپنے مقام میں فرد و یگانہ کیوں نہ ہو بلکہ کوئی دوسرا اس کے مقام کا

مقابلہ نہ ہو چونکہ اس مقام کا حلقہ بڑا وسیع ہوتا ہے اس لیے جو نور کہ اس پر متجلی ہوتا ہے اور جو فیض کہ اس کو پہنچتا ہے اس کا پرتو اوروں پر اثر اوروں پر پڑتا ہے بالخصوص ان لوگوں پر جو محبت سے علاقہ رکھتے ہیں اور ساتھ رہتے ہیں بقول حدیث "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ" فیض باہر سے اندر پہنچتا ہے اگرچہ باہر کی طرف جدائی ہو۔

ہوش در دم

یہ اصطلاحاتِ نقشبندیہ میں ہے اور مطلب یہ ہے کہ کوئی دم یادِ خدا سے غافل نہ ہو، دم (سانس) کی حفاظت کرنے کا نام ہوش در دم ہے اور سانس کی حفاظت سے مطلب یہ ہے کہ یادِ حق میں ہی نکلے اس کی حضوری کے بغیر نہ نکلے۔

سالک کو چاہیے کہ اس شغل کی مداومت کرے اور ہر گھڑی اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے کھاتے پیتے سنتے بولتے اور سوتے جاگتے غرضیکہ جملہ حرکات و سکنات میں اس شغل میں محو رہے اور اس سے کسی حال میں غافل نہ ہو تاکہ وقت بیکار نہ جائے اور نفس پر پورا پورا قابو ہو جائے۔

رباعی

سر رشتہ دولت اے برادر بکف آر
ویں عمر گرامی بخسارت مگذار
دائم ہمہ جا با ہمہ کس در ہمہ کار
میدار نہفتہ چشم جانب یار

سلسلۃ الذہب میں مولانا جامی قدس سرہٗ اس طرح فرماتے ہیں۔

(نظم)

سرِ مقصود در مراقبہ کن
نقدِ اوقات را محاسبہ کن

باش در ہر نفس زاہلِ شعور
کہ بغفلت گذشت یا بحضور

در ہمہ شغل باش واقفِ دل
تا نہ گردد زِ شغلِ دلِ غافل

بگسلی خویش از ہوا و ہوس
روئے او در خدائی داری و بس

شیخ عماد الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح لوائح شریف میں لکھا ہے کہ بعض بزرگوں کا خیال ہے کہ کام کی بنیاد نفس پر ہے اس لیے ایک ایسا بیش قیمت جوہر ہوتا ہے کہ جس کی قیمت اس کا عطا کرنے والا ہی جانتا ہے لہذا اگر غفلت سے بیش بہا جوہر کو ہاتھ سے جلنے دیا تو پھر ساری عمر بھی اس کی طلب میں گزار دے گا تب بھی دوبارہ یہ ہاتھ نہ آئے گا اور عولیہم لا یقضی دہنہ میں اسی قسم کے سالک کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے اور اہل طریقت اس کو پاس انفاس بھی کہتے ہیں۔

(رباعی)

اے دوست اگر فنائے خود میخواہی
ایں است نجاتِ نفس اگر آگاہی
دل حاضر یار دار ویک چشم زدن
غافل مشو از رابطہ آگاہی

مولانا علی بن حسین واعظ کاشفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب رشحات میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت مخدوم مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی قدس سرہٗ نے شرح رباعیات کے آخر میں لکھا ہے کہ۔

شیخ نجم الدین کبرٰے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فوائح الجمل میں فرماتے ہیں کہ جو ذکر حیوانات کے سانسوں سے جاری ہوتا ہے وہ ان حیوانات کے ضروری سانسوں سے ہوتا ہے کیونکہ سانس کے اندر باہر آنے جانے میں جو حروف پیدا ہوتے ہیں وہ حق سبحانہٗ کے غیب کی طرف اشارہ کرتے ہیں خواہ چاہے یا نہ چاہے اسی طرح سے جو حروف اسم اللہ میں ہیں جس میں الف لام کی تعریف کی اور تشدید لام برائے مبالغہ کے ہے) ان میں تعریف ہے اس لیے طالب ہوش مند حق آگاہی حاصل کرنے کے لیے ان حروف کے تلفظ ادا کرتے وقت حق سبحانہٗ کی ذات پاک کا لحاظ رکھے اور خبردار رہے کہ اس کے سانس کے اندر باہر آتے وقت اس کی حضوری میں کوئی قصور و فتور تو واقع نہیں ہوتا یہاں تک کہ اس مقام تک پہنچ جائے کہ جہاں تک نسبت کو قائم رکھے بغیر ہی ہمیشہ دل سے حاضر رہے اور پھر تکلف کے ساتھ بھی نسبت کو دل سے دور نہ کر سکے۔

کتاب گلزار جلالی اور مقصود الطالبین میں لکھا ہے کہ خدا کو یاد کرنا دائمی فرض ہے جو نص قرآن و حدیث سے ثابت ہے لیکن یہ فرض اس

وقت تک ادا نہیں ہو سکتا کہ جب تک سانسوں کی نگہداشت نہ کی جائے اور پھر نفس کی پاسداری کے بغیر ذکرِ دوام حاصل نہیں ہوتا اور اس میں حکمت یہ ہے کہ سانس سب اعضاء کی سیر کرتا ہے اور جب ذکرِ حق کی حالت میں سانس سب اعضاء کی سیر کرتا ہے تو ذکر کی برکت اور فیض سے دل اور جمیع اعضاء میں اثر حیوٰۃ پیدا ہو جاتا ہے اس وقت طالب حق کا دل زندہ ہو جاتا ہے اور انوار ربانی کی واردات قبول کرنے لگتا ہے اور موت کی بلا سے رہائی پا جاتا ہے کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ جو بھی سانس بغیر یاد الٰہی کے آتا ہے وہ مردہ ہے)

اور غفلت کی تاریکی سے نکل جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ غافلوں کے بارے میں فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ وَلَا يَسْمَعُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ

یعنی یہ کہ انسان اور جن دوزخ کے واسطے پیدا ہوئے ہیں ان کے دل ہیں مگر بے دانش اور آنکھیں ہیں مگر اندھی اور ان کے کان ہیں مگر بہرے اور وہ مانند چاروں کے ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں کیونکہ اگر چوپائے شریعت کی موافقت نہیں کرتے تو وہ اس کے مکلف نہیں ہیں

حیوٰۃ دل

یہ جب حاصل ہوتا ہے کہ سانسوں کی پاسداری میں ہمیشہ اور ہر وقت کوشش کی جائے یہاں

تک کہ یہ نسبت طبیعت کی مطیع ہو جائے بلکہ خود طبیعت بن جائے اور مانند دیکھنے اور سننے کے ذکر کا جوہر دل میں قرار پکڑ لے اور حق آگاہی اور حضوری کا ملکہ پیدا ہو جائے کیونکہ اس وقت حقیقی توحید اور اسلام کا شاہد اپنے چہرے سے نقاب اٹھا لیتا ہے اور عاقبت کے تمام خوف اور سختیاں جاتی رہتی ہیں اور جب موت کے وقت ملک الموت تشریف فرما ہو جاتے ہیں اور سکرات کی سختیاں رونما ہونے لگتی ہیں تو اس وقت مرنے والا اگرچہ واقف علم اوّلین و آخرین بھی ہوتا ہے تاہم تمام حجتیں اور دلیلیں بھول جاتا ہے اور اس کی لوحِ مدرکہ سے جملہ معلومات محو کر دی جاتی ہیں لیکن اگر ایسے وقت میں کوئی چیز مفید ہو سکتی ہے تو صرف ذکر حق کا جوہر اور زندگی دل اور حضوریٔ قلب اور حق آگاہی کا ملکہ ہی ایسی چیز ہے۔

بعض عارفوں کا خیال ہے اور یہ ان کا قول ہے کہ جب کسی کو حضوریٔ قلب کا ملکہ ہو جاتا ہے اور ذکر کا جوہر اس کے دل میں قرار پا جاتا ہے تو باوجود اس کے سالک کو موت کے وقت سختی اور شدتِ درد اور بیتابیٔ دل کے سبب اس کی حضوری میں کچھ فتور اور خلل بھی واقع ہو جاتا ہے لیکن روح کے بدن سے جدا ہو جانے کے بعد وہی حال پھر اس پر وارد ہو جاتا ہے اسی لیے اس کا ملکہ پیدا کرنے کی اشد ضرورت ہے (منقول از شرح مشکوۃ) باب بکا و خوف مصنفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

زہر نوشی صبر و شکیبائی مصیبتوں و دشواریوں اور بلا و جفا کو سہنے کا نام زہر نوشی ہے۔

امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب منہاج العابدین میں تحریر فرماتے ہیں کہ صبر ایک تلخ دوائی کو کہتے ہیں جو نفس کے واسطے ایک مکروہ شربت ہے اس سے فائدے حاصل ہوتے ہیں اور مضرتیں دور ہو جاتی ہیں اہل دانش اس کو پینے سے گھن نہیں کھاتے بلکہ اس کی کڑواہٹ کو برداشت کر لیتے ہیں کیونکہ اس کی تھوڑی دیر کی تلخی کو برداشت کرنے سے ایک سال سے بھی زیادہ عرصہ تک کی بہت سی بیماریاں دور ہو کر آرام کی امید ہوتی ہے آپ نے صبر کی چار اقسام بتائی ہیں۔

(۱) طاعت (عبادت) پر صبر۔

(۲) دنیا کی فضولیات سے صبر۔

(۳) محنت کے کاموں پر صبر۔

(۴) مصیبتوں پر ..... صبر۔

پھر ان اقسام کو بیان کر کے آپ فرماتے ہیں کہ جب طالب ان چاروں مقام سے صبر کی تلخیاں برداشت کرتا ہوا گزر جاتا ہے تو اس کو طاعت (عبادت) میں استقامت بے حد اور ثواب و خیر بے شمار حاصل ہو جاتا ہے اور وہ گناہوں اور دنیا کی بلاؤں اور آخرت کے عذاب سے بچ جاتا ہے۔

گلزار جلالی کتاب) میں لکھا ہے کہ محنت و مشقت کر کے اور رنج و غم اٹھا کر راحت و آرام کے احساس کو دلوں سے دور کر دینے کو صبر کہتے ہیں جس طرح مرنے کے بعد کوئی حسرت و آرزو باقی نہیں رہتی اور ایک جگہ رہتے رہتے دل مر جاتا ہے اسی طرح نفس پر قابو پانے اور اس کی آرزوؤں کو مٹانے کے لیے ضروری ہے کہ نفس کو اس کی پسندیدہ اور محبوب ترین

چیزوں سے روکے اور صحیح راستہ پر چلنے کے لیے دل وجان کو پاک صاف رکھے۔

جامع العلوم میں بقول حضرت مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صبر کی تین اقسام لکھی ہیں اور وہ یہ ہیں۔

(۱) صبر عام یعنی ایسی چیزوں سے نفس کو روکنا جن کا روکنا عام طور پر دشوار معلوم ہوتا ہو صبر عام کہلاتا ہے۔

۳ صبر اخص الخاص۔ بلاؤں سے خوش ہونا اور تکلیفوں سے آرام پانا مثل حضرت ایوب علیہ السلام کے کہ جب ان کے بدن سے کیڑے زمین پر گر پڑتے تھے تو پھر ان کو چن کر اپنے بدن میں رکھ لیا کرتے تھے اور ان کو اس تکلیف سے ہی راحت ولذت حاصل ہوتی تھی

زہر نوشی سے مراد وہی صبر خاص ہے کہ جو رضا ورغبت سے ہو۔ اور اس صبر کرنے میں لطف اندوز ہوتا ہو اور اس کے دل پر ذرا بھی تکلیف کا احساس تک نہ ہو۔

مکتوبات شریف میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ امام شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی درویش نے کہا۔

لیس بصادقٍ فی حبہٖ من لم یصبر علی ضربہٖ

(ترجمہ) اس کی محبت میں سچا جب ہی ہو گا جب اس کی مار پر صبر کرے گا

ایک عارف نے سن کر نعرہ مارا اور کہا:-

اَخطاءَت یا فقیر بلْ لَیْسَ بصَادِقٍ مَنْ لَمْ یَتَلَذَّذ بِضَرْبِہٖ۔

اے درویش تو نے غلط کہا بلکہ صحیح یہ ہے کہ اس کی محبت میں

سچا نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی مار سے لذّت حاصل نہ کرے) کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

(بیت)

او بر سرِ قتل و من در حیرانم
کان راندنِ تیغش چہ نکو می آید

جب عاشق محبوب کے جمال سے مست اور بے خود ہو جاتا ہے بلکہ اس میں فنا ہو جاتا ہے تو اس کو درد اور بلا سے کیوں کر تکلیف محسوس ہو سکتی ہے اس کو تو بلاؤں سے لذّت ہی محسوس ہو گی۔

کہتے ہیں کہ جس دن حضرت رابعہ بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بلائیں نازل نہ ہوتی تھیں تو آپ درگاہِ بے نیاز میں گڑگڑا کر مناجات کرتیں کہ یا الٰہی تو نے روٹی تو مجھے عطا کی مگر اس کے ساتھ لگاون نہیں دیا دستار بندی اور جبہ پوشی درویشوں کو اس اوڑھنی پوشاک کی خوراک طلب بلا سے نصیحت پکڑنی چاہیے کیونکہ اس کی درگاہ میں صورت کام نہ آئے گی بلکہ حالت دیکھی جائے گی۔

بغیر منہ بنائے زہر پینے میں راز ہے کہ بندہ کے لیے بلاکشی ہی محبت حق کی دلیل ہے،،

شرح تعرف میں لکھا ہے کہ محبّت کی غذا بلا ہے جب بلا کو اٹھا لینے میں محبّت کھو دیتے ہیں سب چیزیں راحت سے بقا پاتی ہیں اور بلاء سے نیست و نابود ہو جاتی ہیں لیکن محبّت بلاء سے راحت پاتی ہے اور راحت سے نیست و نابود ہوتی ہے اسی لیے جب عاشق کو بغیر

محبوب کے قرار پکڑنا حرام ہے تو بلا کشی ہی اس کو کامیاب بنا سکتی ہے

ے

درد تو دوا شد است مارا
خاکِ تو ضیاء شدہ است مارا

جب کوئی شخص ناز و نعمت اور راحت و آرام کو پسند کرتا ہے اور اس کا دل اسی لطف سے لطف اندوز ہوتا ہے تو حقیقت میں وہ دوست سے بہت دور ہو جاتا ہے اور جو شخص بلا و مصیبت سے آرام و چین حاصل کرنے لگتا ہے تو وہ دوست کے قریب ہو جاتا ہے یعنی اس کو وصل محبوب میسر ہو جاتا ہے"۔

طالبان راہِ حق کو چاہیے کہ راحت و آرام کو اپنے دروازہ پر نہ بھٹکنے دیں بلکہ بلاؤں اور مصیبتوں کو اپنے گھر میں جمع رکھیں۔

ے

ہر بلا کایں قوم راہ حق دادہ است
زیر آن گنج کرم بنہادہ است
گر شرابِ لطف او خواہی مدام
قطع کن وادئ قہر او تمام
زانکہ تا ایں بنودت آں بنودت
بے بلا و درد درمان بنودت

ے

اے دل چو از دست ہر بلا و ہر غم
غمہا ست فرجہا د بلیات نعم

در صورت رنج و درد خیرات و شفاء

در شکل جفا و جور لطف و کرم

زہر نوشی سے ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ غصہ کو پیئے اور نادانوں اور ناواقفوں سے جو رنج اور تکلیفیں پہونچیں ان کو برداشت کرے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:-

اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَۃَ (ط)

برائی کو نیکی سے دفع کر "یعنی مجرموں اور قصور واروں کو بخش دو اوران سے اس طرح درگذر کرو کہ دین میں سستی واقع نہ ہو اور اپنے علم سے نادانوں کو دور کرو غصہ کو بردباری سے اور قصوروں کو معافی سے بدل دو اور دنیا کی ہر لغویات سے غافل بن کر رہو

جیسا کہ قرآن پاک میں حق تعالیٰ فرماتا ہے

وَمَا یُلَقّٰھَآ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَمَا یُلَقّٰھَآ اِلَّا ذُوْحَظٍّ عَظِیْمٍ ۔

(ترجمہ) (بدی کا نیکی سے مقابلہ کرنے کی خصلت اسی کو دی جاتی ہے۔ جو سختیوں پر صبر کرے اور یہ صفت اُسی کے حصہ میں آتی ہے جس میں ایمان یا اخلاقِ حسنہ کا بہت بڑا حصہ ہو)۔

قرآن پاک میں حَظٍّ عَظِیْمٍ جہاں آیا ہے کہتے ہیں یہ ایک بہشت کا نام بھی ہے (تفسیر حسینی)

اور نیز اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو جو بروں کے ساتھ نیکیاں کرتے ہیں اپنا محبوب فرمایا ہے (آیت کریمہ)

وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰہُ

يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝"

(ترجمہ) اور غصّہ پی کر جانے والا اور لوگوں کے گناہوں سے درگزر کرنے والا اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے"۔

(بیت)

خشم خوردن پیشہ ہر سرور است
تلخ باشد و ز شکر شیریں است

بقول صاحبِ تفسیر حسینی سب سے عمدہ احسان یہ ہے کہ اپنے دشمن کے ساتھ بھلائی کرے۔"

(بیت)

بدی را بدی سہل باشد جزا
اگر مردے احسن الیٰ من اسا

اور آیۃ وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں کہ قولؔ "سلامؔ" سے مطلب یہ ہے کہ سفہا یعنی نادانوں سے نہ جھگڑے اور مجادلہ و مکالمہ سے بچتا رہے جیسا کہ محقق رومی علیہ رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے۔

(رباعی)

اگر گویند زراقی و سالوس
بگو ہستم دو صد چندان و میرو

دگراز خشم دشنامے دہندت
دعا کن خوشدل و خنداں و میرو

بحر السعادت میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت امیر المؤمنین امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی غلام کے ہاتھ سے گرم گرم سالن کا پیالہ گر پڑا اور آپ کا تمام لباس اور چہرہ مبارک سالن سے بھر گیا آپ نے غلام کو گھورا دیا۔ اور غلام نے یہ آیت پڑھی۔

وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ"

امیر المومنین نے فرمایا کہ میں نے تجھ کو آزاد کیا غلام نے پھر یہ آیت پڑھی

وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ

حضرت نے فرمایا کہ اس کو سیم وزر دیا جائے۔

مفتاح الجنان میں لکھا ہے کہ میمون بن مہران کے پاس ایک لونڈی تھی ایک دن کھانے کا پیالہ اس کے ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گیا میمون کو غصہ آیا اور لونڈی کو تیوڑی چڑھا کر دیکھنے لگا لونڈی نے کہا کہ آقا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالْکَاظِمِیْنَ الغیظ" آپ پر کار بند ہوں میمون یہ سن کر ہنس پڑا اور کہا کہ میں اس پر کار بند ہو گیا پھر لونڈی نے کہا کہ اس کے آگے جو کچھ ہے اس پر بھی کار بند ہوں یعنی والعافین عن الناس" میمون نے کہا میں نے تجھ کو معاف بھی کیا پھر لونڈی نے اس سے آگے کا ٹکڑا پڑا واللّٰہُ یُحِبُّ المحسنین میمون نے کہا میں نے تجھ کو آزاد کیا۔

خشم (غصّہ) کا علاج

رسالہ عین العلم میں لکھا ہے کہ غصّہ ایمان کو اس طرح زائل کر دیتا ہے جس طرح ایلوا شہد کو۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص اپنے غصّہ کو دور کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے اپنے عذاب کو دور کر دیتا ہے نیز یہ بھی آیا ہے کہ بُردبار کو روزہ دار قائم اللیل کا درجہ حاصل ہوتا ہے

ایک جگہ یہ بھی لکھا ہے کہ غصّہ سلگتی ہوئی آگ کی طرح سے دل میں پیدا ہو جاتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ غصہ کے وقت انسان کی آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں اور رگیں بھی پھول جاتی ہیں اس کو دور کرنے کی اور بجھانے کی ترکیب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگے یعنی اعوذ پڑھے وضو کرے کھڑا ہو تو بیٹھ جائے بیٹھا ہو تو تکیہ لگالے یعنی اعوذ پڑھے وضو کرے کھڑا ہو تو بیٹھ جائے بیٹھا ہو تو تکیہ لگالے پہلو بدل لے یا زمین پر رخسار لگائے تو انشاء اللہ تعالیٰ غصّہ کی آگ فوراً ٹھنڈی ہو جائے گی۔

پردہ پوشی

اس کو کہتے ہیں کہ لوگوں کے عیوب سے آنکھ بچائے گناہ گاروں کے گناہوں کو ظاہر کرنے کی کوشش نہ کرے بلکہ ان کے عیبوں کی پردہ پوشی کرے اور یہ صفت آنکھ بچانے سے بھی افضل ہے اور پردہ پوشی میں اسی کا اشارہ ہے

(۱) پردہ پوشی کی تین اقسام ہیں۔
اوّل کسی کی عیب جوئی نہ کرنا

(۲) دوسرے کسی کے عیب کو جانتے ہوئے اس کو ظاہر نہ کرنا اور اس کے افشار کی کوشش نہ کرنا

۳ تیسرے کسی کا عیب ظاہر ہو جانے پر اس کو ڈھانکنا اور کوشش کرنا کہ یہ عیب اس پر سے جاتا رہے اور لوگ اس کو اس عیب سے پاک سمجھیں اور یہ قسم پہلی دونوں اقسام سے افضل ہے۔

تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں ایک دن رات کو چور آگیا اور باوجود بے حد تلاش کرنے کے اس کو سوائے پیراہن کے اور کچھ نہ ملا وہ اسی کو غنیمت سمجھ کر لے گیا۔

دوسرے روز حضرت شیخ بازار سے گزر رہے تھے اپنا پیراہن ایک دلال کے ہاتھ میں فروخت ہوتے دیکھا اور ایک خریدار کو بھی دیکھا جو یہ کہہ رہا تھا کہ کوئی گواہ لا جو یہ ضمانت دے کہ یہ پیراہن تیرا ہی ہے ورنہ میں اس کو نہ خریدوں گا شیخ نے اُن کے پاس جا کر کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اسی کی ملک ہے خریدار نے یہ سن کر وہ پیراہن خرید لیا۔

(ف) روایت مذکورہ بالا میں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے پردہ پوشی فرمائی کیونکہ آپ کے اندر بھی پردہ پوشی کی صفت موجود تھی اگرچہ ایسا کرنے میں بظاہر آپ پر یہ الزام عائد ہو سکتا ہے کہ آپ نے جھوٹ بولا مگر اتنے بڑے مقتداء جھوٹ کا گمان کرنا قطعی نازیبا ہوگا انہوں نے رفع کذب کے لیے کوئی نہ کوئی صورت جواز ضرور نکال لی ہوگی ممکن ہے انہوں نے وہ پیراہن اسی کو بخش دیا ہو)۔

حکایت جھوٹ کے متعلق ایک اور بڑے بزرگ کا قصہ

حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تذکرہ الاولیاء میں بھی لکھا ہے کہ حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس ایک عورت کوئی مسئلہ دریافت کرنے آئی اثنائے گفتگو میں عورت کی ریاح خارج ہو گئی حاتم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ پکار کر کہہ کیونکہ مجھے کم سنائی دیتا ہے اور بہرہ وراس لیے بن گئے تاکہ اس عورت کو اپنے عیب ظاہر ہو جانے پر شرمندگی نہ ہو عورت نے پکار کر کہنا شروع کیا آپ نے فرمایا اور زیادہ پکار کر کہہ کیونکہ مجھے کم سنائی دیتا ہے اور بہرہ وراس لیے بن گئے تاکہ اس عورت کو اپنے عیب ظاہر ہو جانے پر شرمندگی نہ ہو عورت نے پکار کر کہنا شروع کیا آپ نے فرمایا اور زیادہ پکار کر کہہ وہ اور بھی زیادہ زور سے کہنے لگی پھر اس کو مسئلہ سمجھا دیا اس واقعہ سے پندرہ سال بعد تک وہ عورت بقید حیات رہی اس وقت تک آپ بہرہ بنی ہی رہے اس لیے کہ کوئی اس عورت سے نہ کہہ دے کہ وہ بہرہ نہیں ہیں اسی سبب سے آپ کو حاتم اصم کہتے ہیں۔

حکایت

رسالہ علیہ فی الاحادیث النبوۃ میں لکھا ہے کہ خیر نساج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کسی کوچہ میں سے گزر رہے تھے کہ ایک ریشمی کپڑا بننے والا جولاہا اُن کو اپنا غلام سمجھ کر اپنے گھر پکڑ کر لے آیا کیونکہ اس کا غلام جو اُن کا ہم شکل تھا وہ بھاگا ہوا تھا اور گھر پر لاکر طرح طرح سے دھمکا کر پوچھنے لگا کہ کیوں بھاگا تھا حضرت شیخ نساج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس راز سے آگاہ کر کے شرمندہ کرنے سے شرم دامن گیر ہوئی خاموشی سے ایک عرصہ اس کی خدمت گزاری میں گزار دیا اب اتفاقاً

اس کی اصلی غلام بھی مل گیا وہ اس کو دیکھ کر سخت حیران ہوا اور اس کے دل پر آپ کی بندگی کا بڑا اثر پڑا فوراً آپ کے قدموں پر گر پڑا اور اپنی خطا معاف کرا کر کہنے لگا کہ آپ نے بھی نہ فرمایا کہ آپ کون تھے فرمایا کہ یہ بات مروت سے بعید تھی کیونکہ کسی مسلمان کا عیب ظاہر کرنا گناہ ہے میں نے تجھ کو معاف کیا تو بھی مجھ کو معاف کیجیئو کیونکہ مجھ کو تو نے روٹیاں کھلائی ہیں۔

سبق اس واقعہ سے بھی پردہ پوشی کی فضیلت ظاہر ہے کہ اولیاء اللہ نے کیسی کیسی تکلیفیں اٹھا کر بھی لوگوں کے عیب وقصور ظاہر نہ کئے۔

(ف) پردہ پوشی کی خصلت ایسی عمدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی قرآن مجید میں فرمایا ہے " وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا

یعنی اللہ کے بندے ایسے ہوتے ہیں کہ جب کسی برے اور ناپسندیدہ راستہ سے گزرتے ہیں تو نہایت بردباری سے بچتے ہوئے گزر جاتے ہیں اور جو شخص لوگوں کی خطاؤں اور قصوروں پر انہوں نے اس کے ساتھ کئے ہوں ان سے در گزر کرتا ہے اور ان کے عیب اور خطا سے چشم پوشی کرتا ہے تو وہ شخص صفات ستاری غفاری رحیمی اور غفوری سے متصف ہو جاتا ہے

حدیث شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بشرح اسماء الحسنیٰ میں حدیث بیان فرماتے ہیں:۔

تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ ۔

یعنی صفاتِ حق سے متصف ہو جاؤ کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی کسی صفت سے متصف ہو جاتا ہے وہ عذاب دوزخ سے اور دوری و مہجوری

کی آگ سے نجات پالیتا ہے اور اُس عالمِ آخرت سے اس کو مناسبت اور پھر مشابہت حاصل ہو جاتی ہے ۔

انتباہ

مخلصان و معتقرانِ سلسلۂ اُویسیہ کو چاہیے کہ صرف اسی پر اکتفا نہ کریں کہ اس سلسلہ میں مرید ہو کر اویسیوں میں نام گنوائیں بلکہ ان اعمال ہفت گانہ کو اپنا معمول بنا کر بزرگانِ سلسلہ کی اقتداء کریں تاکہ صحیح معنیٰ میں اُویسی کہلانے کے مستحق ہوں ۔

(خواجہ اویس کے)
(سلسلہ اویسیہ کے مشائخ)

اصطلاح تصوف کے پیش نظر سلسلۂ اویسیہ کے مشائخ کا شمار گنتی سے باہر ہے ذیل خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صرف ان حضرات کے اسم گرامی پیش کرتے ہیں جن کو حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فیض نصیب ہوا اور وہ بھی صرف جو فقیر کے معلومات میں ہیں۔

قاعدہ رسالہ بحر الرموز میں شیخ محمود رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا ہے بعض مشائخ کا یہ خیال صحیح ہے کہ حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ علیہ کا سلسلہ طریقت چودہ خانوادوں سے الگ تھا لیکن بعض مشائخ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ چودہ خانوادے سلسلہ اویسیہ سے تعلق رکھتے ہیں کیونکہ طالب کو آپ کی روحانیت متجلی ہو کر درگاہِ ایزدی تک پہنچا دیتی ہے۔

فقیر اویسی ان پر شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رسالہ سیر نامہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ میرے پیر و مرشد حضرت عبداللہ معشوق اللہ قدس سرہٗ اپنے سیر و سیاحت کے زمانہ میں موضوع شیخ داہین ضلع بہاولپور ریلیے ہے اجو شیخ عبداللہ نیکو کا رہ کا مسکن ہے تشریف لے گئے اور جبہ شریف کی زیارت کرنے کی نیت سے دو رکعت نماز نفل پڑھ کر جبۂ مبارک کو پہن لیا وہ آپ کے جسم مبارک پر بالکل ٹھیک آیا شیخ زادوں کو حیرت ہوئی اور کہنے لگے کہ یہ اسی کے بدن پر ٹھیک آتا ہے جو اس خاندان اور سلسلۂ صاحبِ سجادہ ہو پھر فرمایا کہ

یا حضرت آپ کو مبارک ہو حضرت پیر دستگیر نے یہ سن کر فرمایا کہ واقعی مجھ کو بھی سلسلۂ سہروردیہ سے نسبت ہے اور مجھ کو حضرت غوث العالم شیخ بہاء الدین ذکریا ملتانی قدس سرہٗ کے خاندان میں سے حضرت مخدوم شیخ شہر اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہٗ کے ہاتھ سے خرقۂ خلافت بھی تبرکاً ملا ہے شیخ زادوں نے یقین کر لیا کہ واقعی ان کی نسبت سلسلۂ سہروردیہ میں صحیح ہے اس کے بعد شیخ زادوں نے حضرت سے دریافت فرمایا کہ یا حضرت آپ کے سلسلہ کا کس کے بعد شیخ زادوں نے حضرت سے دریافت فرمایا کہ یا حضرت آپ کے سلسلہ کا کس خانوادہ سے تعلق ہے فرمایا اویسیہ سے پھر پوچھا کہ کیا سلسلۂ خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ چودہ خانوادوں سے الگ ہے فرمایا ہاں مگر بعض مشائخ باوجود چودہ خانوادوں کے منسلک ہونے کے سلسلہ اویسیہ سے تعلق رکھتے تھے کیونکہ حضرت خواجہ کی روحانیت بغیر کسی واسطہ کے متجلی ہوتی ہے اور حق رسیدہ کر دیتی ہے ایسے مشائخ کا حال رسالہ بحر الرموز و گلزار جلالی مصنف شاہ جلال الدین کبیر اویسی جعفری رحمۃ اللہ تعالیٰ وغیرہ سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے ان ہی کتابوں میں لکھا ہے کہ شیخ محمد عراقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دو نسبتیں حاصل تھیں ۔

(۱) سلسلۂ سہروردیہ ۔

(۲) سلسلہ اویسیہ ۔

(۱) سہروردیہ سلسلہ کی نسبت اس طرح سے تھی کہ خواجہ محمد عراقی کو قطب الدین دمشقی سے ان کو برہان الدین سمرقندی سے ان کو عبدالرحمٰن کرتی سے، ان کو احمد کو رباکی سے ان کو ابی علی لالا سے، ان کو مجد الدین

بغدادی سے ان کو نجم الدین کبریٰ سے ان کو عمار بن یاسر سے ان کو نجیب الدین سہروردی سے ان کو نجم الدین کبریٰ سے ان کو عمار بن یاسر سے ان کو ابوعلی رودباری سے کو جنید بغدادی سے ان کو سری سقطی سے، ان کو معروف کرخی سے، ان کو داؤد طائی سے، ان کو حبیب عجمی سے ان کو حسن بصری سے ان کو معروف کرخی سے ان کو داؤد طائی سے، ان کو حبیب عجمی سے ان کو حسن بصری سے ان کو امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے اور ان کو سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ہے“)

(۲) اور سلسلہ اویسیہ کی نسبت یوں مخفی شیخ محمد عراقی کو ابو محمد متوکل اویسی سے ان کو خواجہ زین الدین متوکل سے، ان کو خواجہ ابوالحسن متوکل اویسی سے، ان کو خواجہ حبیب اللہ متوکل سے ان کو خواجہ ابوسعید متوکل سے ان کو خواجہ ابو بریان متوکل سے ان کو خواجہ صدر الدین متوکل سے ان کو خواجہ ابو کبیر فقیر متوکل سے ان کو خواجہ عبدالوہاب متوکل سے ان کو خواجہ شرف الدین متوکل سے ان کو خواجہ سلیمان متوکل سے، ان کو خواجہ ابوالخیر متوکل سے ان کو خواجہ علم الدین متوکل سے ان کو خواجہ معروف کرخی متوکل سے، ان کو شمس الدین سبحاوندی متوکل سے ان کو خواجہ حسام الدین یمنی متوکل سے ان کو حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ان کو حضور سرور کائنات خلاصۂ موجودات حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے“

معلوم ہوا کہ شیخ محمد عراقی کو سہروردی نسبت بھی تھی۔ اور آپ نے حضرت شیخ جلال الدین محمد ابن با یزید ابی بکر اویسی جعفری عرف کہہ کو تلقین کیا تھا اس لیے شیخ جلال الدین محمد کو بھی ہر دو کی نسبت حاصل تھی

حکایت

سیادت پناہ حاجی محمد علی سلمہ اللہ تعالیٰ علیہ وتیز شیخ محمد عراقی کے بکثرت مرید تھے اور سب کامل تھے مگر جب آپ بوجہ غلبہ حال آپ کی زبان مبارک سے کلمہ اَنَا مہدی صادر ہونے لگے اور سارا اعتقاد جاتا رہا اور سب نے ان کو چھوڑ دیا۔

اتفاقاً شیخ محمد عراقی نے ہندوستان سے ملک عرب جانے کا ارادہ کیا تو اس وقت کوئی بھی ان کے ہمراہ نہ تھا سوائے ایک درویش شہابل عرف کرہانہ نامی کے اب اس کی اولاد بودلہ کے لقب سے مشہور ہے)

(۲) دوسرے دین محمد عرف لِتّی۔

(۳) تیسرے خواجہ جلال الدین محمد عرف کھکہ کے۔

جب آپ چلتے چلتے علاقہ کوہستان میں پہونچے تو آپ کی اجل آپہنچی سکرات موت طاری ہوگئی آپ نے ان تینوں درویشوں کی طرف منہ کرکے فرمایا کہ تم کو تمہارے مقاصد و حاجات اس سے پورے کرادوں شہابل درویش نے عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ مستجابُ الدعوات ہو جاؤں دین محمد نے چاہا کہ میرے اور میری اولاد کے ہاں لنگر خانہ جاری رہے اور کبھی اس میں کمی نہ آئے مگر خواجہ جلال الدین محمد نے علم و فقری چاہی کہ میری اولاد میں قیامت تک علم و فقر رہے شیخ نے فرمایا کہ شہابل بندۂ نفس تھا کیونکہ اس نے کرامت اور راحتِ نفس طلب کی اور دین محمد نے دنیا کی گندگی چاہی البتہ یہ چیز دونوں جہان میں بہتر اور افضل تھی وہ جلال الدین محمد نے مانگی پھر شیخ نے ہر ایک کے حق میں دعا کی سب کی دلی مرادیں پوری ہوئیں اور شیخ نے پیام اجل کو لبیک کہا تینوں شخص شیخ کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہو کر اپنے اپنے مکان کو روانہ ہو گئے اور وہاں آ کر رہنے لگے کہتے ہیں

کہ شیخ کی دعاؤں کا اثر آج تک ان تینوں کی اولاد میں باقی ہے"

ازالہ وہم

کہتے ہیں کہ جب شیخ محمد عراقی نے "انا مہدی" کہنا شروع کیا تھا تو دنیا دار ظاہر بین حضرات آپ کو بدعتی اور ملحد کہنے لگے تھے مگر وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ اس طرح کہنے سے وہ خود ہی طریقت کے راستہ میں گنہگار ہوں گے کیونکہ اس قسم کے خلاف شرع اس طرح کے مست اور بے حال درویشوں سے برابر سرزد ہوتی رہی ہیں مگر اس میں معذور تھے اور ان سے اس کا مؤاخذہ نہ ہوگا مثلاً حضرت منصور نے انا الحق کہا اور کسی نے سُبحانی ما اعظم شانی" فرمایا اور کسی نے لیس فی جبّتی ما سوی اللہ" کہا وغیرہ وغیرہ اور ان باتوں کو وہی خوب سمجھ سکتا ہے جس نے کتب اولیاء اللہ کی خوب چھان بین کی ہو لیکن انا مہدیؒ سے ہدایت والا مراد تھا نہ کہ امام مہدی (فافہم)

لا جرم دیوانہ اگر چہ خطا ست
ہر چہ میگوید بگستاخی رواست
ہر چہ از دیوانہ آید در وجود
عفو می دارند از دیوانہ زود

سلسلۂ اُویسیہ کے ایک بزرگ عالم نے اولیاء اللہ کے خانوادوں کے شجرے جمع کر کے ترتیب دیئے ہیں اور حضرت رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر اپنے زمانہ تک بزرگوں کے نام بھی دیئے ہیں جو کئی خانوادوں میں نسبت رکھتے ہیں انہی بزرگ نے سلسلۂ اُویسیہ کے بزرگ نے سلسلۂ اُویسیہ کے بزرگوں کے ساتھ بھی بڑی تفصیل سے

لکھا ہے جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے ۔

شجرۂ اُویسیہ

(۱) امیر المؤمنین حضرت عمرؓ و حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ علیہ
(۲) حضرت خواجہ اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔
(۳) حضرت خواجہ موسیٰ بن یزید الراعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔
(۴) حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(۵) حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔
(۶) حضرت ابو عمر اصطخری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔
(۷) حضرت جعفر حداء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔
(۸) حضرت قاسم جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔
(۹) حضرت قاضی رویم بغدادی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ ۔
(۱۰) حضرت ابو عبداللہ محمد بن حنیف شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔
(۱۱) حضرت ابو العباس نہاوندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔
(۱۲) حضرت اخی فرخ زنجانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔
(۱۳) حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔
(۱۴) حضرت ابی عبداللہ محمد تاج العارفین مدین رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ ۔
(۱۵) حضرت شیخ نور الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔
(۱۶) حضرت شیخ شعیب مدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔

(۱۷) حضرت شیخ احمد زاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۱۸) حضرت شیخ جمال الدین یوسف بن عبداللہ کورانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۱۹) حضرت شیخ نجم الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

شجرہ سے نمبر شمار ۳ سے دوسرا سلسلہ اسی طرح چلا

(۱) حضرت خواجہ مدام بن خیام رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۲) حضرت عبداللہ مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۳) حضرت شیخ علی شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۴) حضرت حضور حاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۵) حضرت شیخ محمد غوث گوالیاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۶) حضرت شیخ حبیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

شجرہ سے نمبر ۱۳ سے دوسرا سلسلہ اس طرح چلا

(۱) شیخ احمد دینوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۲) شیخ محمد سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۳) شیخ نجیب الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن غوث شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

(۴) شیخ نور الدین عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۵) شیخ محمود اصفہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(خلفاء)

حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ کے ایک ملفوظ میں لکھا ہے کہ آپ سے چار اشخاص نے بیعت کی سعادت حاصل کی ہے اور وہ چار مرید یہ ہیں:۔

(۱) خواجہ موسیٰ بن یزید الراعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۲) خواجہ حسام الدین یمنی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ

(۳) خواجہ احمد خراسانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ

(۴) خواجہ صدر الدین مفتی خراسانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ

جو خواجہ موسیٰ بن یزید الراعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کو آپ نے نصیحت کی تھی کہ اسے موسیٰ موت کو نہ بھولیو یاد رکھو اور ناک کو جو قبر کی مانند تیری آنکھوں کے سامنے ہے نظر انداز نہ کیجیو آپ اسی نصیحت پر عمل کرنے سے اس قدر کمال کو پہنچے اور ان سے سلسلہ اویسیہ تک جاری ہے۔

بعد وصال

چونکہ حضور سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلہ روحانیت سے متعلق ظاہری ملاقات کا ہونا ضروری نہیں اور نہ ہی وصال ان کے فیوض کے اجراء کو حائل ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کے وصال کے بعد بھی آپ کے خلفاء سلسلہ جاری رہا اور ان شاء اللہ تا قیامت جاری رہے گا بہت سے ایسے بزرگ ہیں جنہیں وصال کے صدیوں بعد فیض نصیب ہوا اور خواجہ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عالم بیداری میں انہیں فیض یاب فرمایا منجملہ ان کے ہمارے پیران پیر حضرت خواجہ حافظ عبدالحق اویسی حنفی خانقاہ بخش خان ضلع بہاولنگر ہیں جن کے مشہور خلیفہ حضرت خواجہ محمد عبداللہ محکم الدین سیرانی قدس سرہ ہما ہیں۔

اوّل الذکر حضرت سید پیر بلھے شاہ قصوری اور حضرت مولانا فخر الدین دہلوی کے، ہم عصر اور مؤخر الذکر حضرت خواجہ نور محمد مہاروی قدس سرہٗ کے ہم عصر اور مؤخر الذکر حضرت خواجہ نور محمد مہاروی قدس سرہٗ کے ہم عصر اور ہم درس ہیں ان حضرات کے لیے فقیر نے علیحدہ سے سوانح لکھی ہے اور اور حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے دیگر خلفاء و دلچسپ مضامین فقیر کی تصنیف "سلسلہ اویسیہ کے ستر کے قطب اور تذکرہ مشایخ اویسیہ" میں ہیں۔

(نوٹ) سلسلہ اُویسیہ کا دارومدار غیبی امداد پر ہے اسی لیے فقیر اس پر بحث کر کے کتاب کو ختم کرتا ہے"

(تعارف)
سِلسلۂ اُویسیہ

(۱) قبور میں تشریف لے جا کر جو حضرات فیض پہنچاتے ہیں اُن کے فیض یافتہ لوگوں کو اویسی کہتے ہیں اور اس سلسلہ کو اویسیہ کہا جاتا ہے یہ ضروری نہیں کہ جنہیں سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ یا اُن کے فیض یافتہ حضرات فیض پہنچائیں بلکہ جسے بھی کسی صاحبِ مزار سے فیض ملے اُسے اویسی کہا جائے گا۔ کما قال شاہ عبد الحق محدث الدھلوی فی اللمعات ص۲۳۲، حتیٰ ان کثیرًا منھم حصل لھم الفیوض من حصل لھم الفیوض من الارواح وتسمّٰی ھٰذا الطائفۃ اویسیۃ فی اصطلاحھم

(ترجمہ) یعنی بہت سے لوگوں کو اولیاءکرام کے ارواحِ مقدسہ سے فیوض وبرکات پہنچے اُسے اصطلاح شرع میں اویسی کہا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ صوفیاءکرام نے اور اصطلاحیں بیان فرمائی ہیں جو مندرجہ ذیل اور سب کی سب صحیح لیکن سب کا محور سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کہ لا محالالہٗ صاحب اصطلاح اپنی سند شیخ مذکور کو بنائے گا۔

(۲) حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ اپنے رسالہ قدسیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ اصطلاحِ صوفیہ میں اُویسی اس کو کہتے ہیں کہ جو بے واسطہ پیر اور اس کے ارشاد وتلقین کے درگاہِ خداوندی سے درجۂ ولایت پائے اور بعض کا یہ خیال ہے کہ جس کو حضور نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی پیروی کرنے اور آپ کی سنّت پر قولاً وفعلاً واعتقاداً عمل پیرا ہونے کے سبب مرتبۂ ولائیت حاصل ہوا اس کو اویسی کہتے ہیں اور کچھ لوگوں کا یہ قول ہے کہ جس کو حضرت خضر علیہ السّلام سے فیض پہنچے وہ اویسی ہے۔

(۳) ایک جماعت یہ بھی کہتی ہے کہ جس کو کسی خاص بزرگ سے (جو حضور سرورِ کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی ولایت کا سجادہ نشین ہو) باطنی علوم کی تعلیم حاصل ہوئی ہو وہ اویسی ہوتا ہے۔

(۴) ایک گروہ کا عقیدہ ہے کہ جس کو ایسے ولی کامل نے ہدایت کی ہو جس کو درمیانی واسطوں کے بغیر ہی درجۂ ولائت مل گیا ہو اسی کو اویسی کہتے ہیں خواہ صاحب وصال ہو یا زندہ

" یعنی بوقت فیض رسانی ان دونوں کو ظاہری ملاقات کا موقعہ نہ ملا ہو سیدنا علی ہجویری حضرت داتا گنج بخشؒ لاہوری قدس سرہٗ ان چودہ میں سے اوّل الذکر بارہ بارہ سلسلے بتاتے ہیں باقی دو کو ناقابلِ اعتبار فرماتے

ہیں (کشف المحجوب)"

(۴) جس طرح چمن میں قسم قسم کے خوشبودار گلاب، کیوڑے کے پھول ہوتے ہیں اور اگر انسان وہاں جاتے تو ان لطیف خوشگوار نجارت کے ہوا میں ملنے سے اس میں ایک خاص اور شادگی پیدا ہو جاتی ہے جس سے ایک خاص حسرت آمیز کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جس سے انسان نہایت ہی صحت اور تندرستی کی حالت میں نظر آتا ہے اسی طرح باطنی لطیف روحیں جو اولیاء اللہ کی روحیں ہیں ان کی لطافت اور پاکیزگی دلوں کے لیے نسیم سحری کا کام دیتی اور کرتی ہیں بلکہ روح رفتہ رفتہ اس حد تک تازگی اور فرحت میں ترقی کر جاتی ہے جسے ہم روحانیت سے تعبیر کرتے ہیں اس سے ہی بندہ میں یک بیک وجد کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اسے ہم فیض سے تعبیر کرتے ہیں۔

یہ کیفیت کسی ولی اللہ کی خدمت سے پیدا ہو یا ان کے مزارات پر حاصل ہو یہی حالت پھر درد سوز گداز کی طرف بے اختیار توجہ دلاتی ہے اور یہی حالت یہی باری تعالیٰ کے عرفان حاصل کرنے کے خاص عنصر ہیں۔

(۵) حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول مولانا غوثی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب گلزار ابرار میں اور مولانا جامی قدس سرہٗ کتاب نفحات الانس میں نقل فرماتے ہیں کہ بعض اولیاء اللہ جن کو مشائخ طریقت اویسی کہتے ہیں ان کو بظاہر پیر کی حاجت نہیں ہوتی کیونکہ ان کو حضرت رسول کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بلا واسطہ پیر خود ہی ہدایت فرما دیتے ہیں جیسا کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی واسطے کے بغیر ہی ہدایت نصیب ہو جاتی ہے۔

(ف) مولانا عبدالغفور [illegible] تعالیٰ علیہ [illegible] فرماتے ہیں کہ یہ ضروری نہیں

ہے کہ اویسی وہی ہوگا کہ جس کو حضور نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی کی روحانیت سے فیض پہنچا ہو بلکہ ہر اس شخص کو جو کسی ولی سے خواہ وہ بقید حیات ہو یا نہ ہو ہدایت و تربیت پائے اویسی کہہ سکتے ہیں۔

ان اقوال بالا مذکورہ سے ثابت ہو گیا کہ اویسی اسی کو کہتے ہیں جس کو یا تو حضرت خواجہ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح حضور نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی روحانیت سے بغیر درمیانی واسطے کے فیض پہونچا ہو یا کسی زندہ ولی اللہ سے پہنچا ہو اور حضرت خواجہ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب کرنا محض تشبیہہ تصور کرتے ہیں۔

(۶) ایسے ہی اس کو بھی کہہ سکتے ہیں جو سلسلۂ اویسیہ کے مشائخ سے ارادت رکھتا ہو جیسے چشتی قادری، نقشبندی کہلاتے ہیں

(خاتمہ ۵) مولانا ابراہیم نہٹوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب غنیۃ الطالبین مصنفہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بعض عربی عبارتوں اور کلمات کا جو فارسی زبان میں ترجمہ کیا ہے اس کے تیسرے باب میں تحریر فرماتے ہیں کہ طالبوں کو مشائخ طریقت کے واسطے کے بغیر ہدایت نہیں مل سکتی سوائے حضرت ابراہیم خلیل اللہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت خواجہ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی متقدر اور مخصوص ہستیوں کے جنہوں نے بلا واسطۂ پیر طریقت کے خاص ہدایتِ خداوندی میں تربیت پائی،، اس سے معلوم ہوا کہ خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو مرتبۂ ولایت حاصل ہوا تو وہ صرف ہدایتِ خداوندی اور عنایت الٰہی تھی جو ان کے شاملِ حال تھی۔،،

ثبوت
فیوضاتِ اولیاء
بعد از وصال

ہمارا عقیدہ ہے کہ حضرات اولیاء کرام جس طرح عین حیات میں فیض پہنچاتے ہیں عالمِ برزخ میں بھی تشریف لے جا کر بھولے بھٹکوں کو راہِ حق نہ صرف دکھاتے بلکہ ہر طرح کے فیوض و برکات سے نوازتے ہیں شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ شرح مشکوٰۃ لمعات میں تحریر فرماتے ہیں۔

فانّ للصالحین مددًا ظاھرًا بیزائرھم بحسب ادبھم وقبولھم (حاشیہ مشکوٰۃ صفحہ ۱۵۴ مشر)

(ترجمہ) یعنی اولیائے کرام (صالحین) اپنے زائرین کو مدد (فیض پہنچاتے) کرتے ہیں ان کے آداب و محبت اور قبولیت کے حسب مراتب۔"

اہل علم کے لیے سینکڑوں نقلی دلائل پیش کیے جاتے ہیں اور پیش کیے جا سکتے ہیں لیکن آج کل یہ ہماری جدید تعلیم یافتوں میں ہے انہی سے متاثر ہو کر دینی علوم پڑھنے والے بھی اس کا انکار کرتے ہیں اس لیے ذیل میں عقلی دلائل سے یہ مسئلہ حل کیا جاتا ہے۔

عقلی دلائل

(۱) روشن خیال جدید تعلیم یافتہ حضرات کا راسخ عقیدہ ہے کہ جسمانی تندرستی کے لیے عمدہ ہوا قدرتی طور پر

تازگی دہ اور صحت بخش ہو جاتی ہے اسی وجہ سے یہ حضرات تبدیل آب و ہوا کے لیے ان شہروں میں جاتے ہیں جن کی آب و ہوا تازگی و خنکی میں مشہور ہیں جب ان کو تندرستی جسم کے لیے آب و ہوا کی ضرورت ہے تو ہمیں روحانی صحت کے لیے فطرتی طور پر اعلیٰ ترین روحانی اثرات، تازگی دہ اور صحت کے لیے فطرتی طور پر اعلیٰ ترین روحانی اثرات تازگی دہ اور صحت کے لیے اچھی تازہ ہوا ضروری ہیں جس طرح وہ اس آب و ہوا کو حاصل کرنے کے لیے کسی خاص شہر کو تصور کرتے ہیں ایسے ہی ہم اس روحانی اثرات اولیاء اللہ کے مزارات کو مانتے ہیں کہ جس طرح ہوا ہر جگہ برابر طور پر چلتی ہے لیکن اس علاقہ کی آب و ہوا خصوصی وجہ سے وہ ہوا خوشگوار ہو جاتی ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ کی رحمت و فیوض و برکات عام تو ہے لیکن اللہ والوں کی مقدس و حسین ہی اس کا مرکز ہیں اس لیے وہاں حاضر ہو کر وہی فیوض و برکات کرتے ہیں جیسے تم آب و ہوا حاصل کرتے ہو اور وہ روحیں بے انتہا لطیف ہوتی ہیں اور اس درجہ بڑھی ہوئی ہوتی ہیں کہ ان کے مزارات کے ذرہ ذرہ میں روحانی فرحت و لطافت بخشنے کی طاقت اور تاثیر پیدا ہو جاتی ہے اسی کو ہم فیض سے تعبیر کرتے ہیں۔

حضرت مولانا حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ؎

نہ ہو آرام جس بیمار کو سارے زمانے میں
اٹھا لے جائے تھوڑی خاک ان کے آستانے میں

(۲) پھر جس طرح خوشگوار علاقہ کی آب و ہوا جسمانی امراض کے لیے صحت بخش ہے پھر جس طرح خوشگوار علاقہ کی اسی طرح اولیاء اللہ کے مزارات کی سرزمین کے لیے وہاں کی پاکیزگی روحانیت اور لطافت کی وجہ سے روحانی کے لیے صحت بخش ہے

قاعدہ ہے کہ جس جگہ آب و ہوا خراب ہو جاتی ہے اس جگہ کا ذرّہ ذرّہ بدترین خیال کیا جاتا ہے اور جس جگہ کی آب و ہوا اچھی ہوتی ہے اس جگہ کا ذرّہ ذرّہ بہترین خیال کیا جاتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ جس طرح ظاہری ہوا کے خراب ہونے سے ظاہر تندرستی ٹھیک نہیں رہتی ہے اسی طرح باطنی ہوا خراب ہونے سے قلبی درستی میں فرق آجاتا ہے اور فراڈ، ہوس اور شیطان کے شر و فساد کا آغاز یہیں سے شروع ہو جاتا ہے اور فراڈ، ہوس اور شیطان کے شر و فساد کا آغاز یہیں سے شروع ہو جاتا ہے اور فراڈ، ہوس اور شیطان کے شر و فساد کا آغاز یہیں سے شروع ہو جاتا ہے زمین کی گلی اور سڑی چیزوں کے فاسد بخارات مل جانے سے (یعنی ہوا کی خرابی) سے روح میں فساد پیدا ہو جاتا ہے۔ بخارات مل جانے سے تو انسان طاعون، چیچک فالج، لقوہ، ہیضہ وغیرہ کی ظاہری بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے اسی طرح باطنی کثافت بھری روحیں (شیطانوں کی روحیں) اپنی کثافت کی وجہ سے روحانی امراض قلبی بیماریاں مثلاً نفسانیت ریا بغض حسد کینہ وغیرہ میں مبتلا کر دیتی ہے

روحانی بیعت کا ثبوت

روحانی بیعت صرف عقیدت پر مبنی ہے عقیدت صحیح ہے تو بیڑا پار ہے ورنہ بلا عقیدت ظاہری بیعت منافقین کو بھی کام نہ آئی۔

حدیث قدسی میں ہے:- "انا عند ظن عبدی بی الخ"، میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوں یہی وجہ ہے کہ کبھی انسان عبادات شاقہ کے بعد بھی کامیاب نہیں ہوتا لیکن کبھی ؏

اگر ہو ذوقِ یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں۔

بہجۃ الاسرار میں ہے حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

فرمایا کہ جس کا مرشد نہ ہوا اگر میرے ساتھ دل میں ہی عقیدت جوڑ لے وہ قیامت میں میرے مریدوں میں اٹھایا جائے گا (انشاء اللہ تعالیٰ)

حوالہ جات

۱) روحانی بیعت کا ثبوت متعدد کتب سے ملتا ہے ارشاد رحیمیہ میں شاہ عبدالرحیم والد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ معنی اُویسی آنست کہ حضرت شیخ طریقت شیخ فریدالدین عطار قدس سرہٗ گفتہ اند کہ بعضے از اولیاء اللہ باشند کہ ایشانرا مشائخ طریقت و کبراء حقیقت اویسیان نامند ایشانرا در ظاہر حاجت بہ پیر نبود زیرا کہ ایشان رحضرت نبوت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یا روح ولی از اولیاء حق در حجر عنایت خود پرورش می دہد بیواسطہ غیر چنانچہ اویس را در رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم واین مرتبہ عالی تا ہر کرا خواہد دہد ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء (ارشاد رحیمیہ ص۹)

شاہ محقق علی الاطلاق سیدی عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالے علیہ اشعۃ اللمعات ص۲۷ میں فرماتے ہیں کہ۔

واین امرے محقق و مقرر است نزد اہل کشف و کمال از ایشان تا آنکہ بسیارے رافیوض و فتوح از ارواح رسیدہ و این طائفہ را در اصطلاح ایشان اویسی خوانند۔"

(۲) خواجہ ابوالحسن خرقانی کی حضرت سلطان العارفین سیدنا ابایزید بسطامی قدس سرہما سے روحانی بیعت بھی متعدد اور معتبر کتب سے ثابت ہے مثلاً

مثلاً مثنوی شریف اور تذکرۃ اولیاء للعطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور خزینۃ الاصفیاءؒ للمفتی غلام سرور مرحوم وغیرہم اور شاہ عبدالرحیم دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں "شیخ ابوالحسن بعد از وفات شیخ ابو یزید است بمدت و تربیت شیخ ابو یزید بدو سے را جب باطن روحانیت بودہ است بظاہر و صورت"
(ارشاد رحیمیہ ص۶)

(۳) سلسلہ اویسیہ و نقشبندیہ کے علاوہ بے شمار بزرگوں کو اس طریق سے فیض ملا ہے چند ایک اسماء ارشاد رحیمیہ میں ص۵ تا ص۹ میں لکھتے ہیں اور سلسلہ کے مشائخ کو مفتی غلام سرور لاہوری مرحوم نے "حدیقۃ الاسرار" میں سلسلہ اُویسیہ کے نام سے بے شمار بزرگوں کا نام لکھا ہے اور حضرت شاہ عبدالحق دہلوی قدس سرہٗ نے اخبار الاخیار اور شیخ عطار قدس سرہٗ نے تذکرۃ الاولیاءؒ میں بہت بزرگوں کے نام لکھے ہیں۔

منجملہ ان کے ہمارے پیران پیر حضرت خواجہ حافظ محمد عبدالخالق اویسی حنفی قدس سرہٗ ہیں جنہیں حضور سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے صدیوں وصال کے بعد کے فیض نصیب ہوا اور ان سطور سے بھی مقصود یہی ہے۔

ضروری انتباہ

حضرت سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے متعلق اولاد کی کوئی تفصیل نہیں ملتی سوائے اس کے کہ سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ حسن بصری حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے پوتے ہیں اسی لیے ہم نے اس پر ایک لطیفہ لکھا ہے۔

(فائدہ) سلاسل طیبہ کے متعلق ہمارا عقیدہ ہے کہ مسلمان جب بھی ان سلاسل طیبہ میں کسی سلسلہ سے وابستہ ہو گیا وہ قیامت میں انشاء اللہ

انشاء اللہ تعالیٰ بہ برکت مشائخ سلسلہ نجات سے سرشار ہوگا بشرطیکہ اس کا کسی صحیح سلسلۂ ولایت سے سچی وابستگی ہو وہ صاحب سلسلہ بھی واقعی صاحب سلسلہ ہو ورنہ آج کل تو یہ حال ہے کہ جو بھی کسی صاحب سلسلہ کی اولاد ہے خواہ وہ دین کا دشمن اور اسلامی شعار کا مخالف اور پرلے درجے کا بے عمل اور اسے کسی سلسلہ سے اجازت ہو یا نہ وہ ہمارا پیر ہے ایسے بے عمل و بے سلسلہ پیروں کے لیے حضرت مولانا رومی قدس سرہٗ نے فرمایا ؎

کار شیطان می کند نامش ولی

گر ایں است ولی لعنت بر ولی

اے بسا ابلیس در روئے آدم است

پس نباید داد دست در دمہ

اسی لیے مریدین پر لازم ہے کہ چار اوصاف کے پیر کو پیر بنائے۔

عقائد اہلسنت رکھتا ہو (بدمذہب، وہابی، دیوبندی، اور شیعہ نہ ہو)

(۲) سلاسل اولیاء میں کسی سلسلہ سے اسے اجازت ہو صرف کسی پیر کا بیٹا یا اس کا رشتہ دار ہونا کافی نہیں ورنہ بہت سے پیرزادہ پیری مریدی کا دھندا کر رہے ہیں اس کا خیال نہایت ضروری ہے۔

(۳) عالم ہو کم از کم شرعی مسائل حلال و حرام اور ضروریات دین کا علم رکھتا ہو دور حاضرہ میں اکثر پیر صاحبان علم دین سے کورے ہیں اسی لیے انہیں علماء کرام کی قدر و قیمت نہیں خود بھی جہالت کے گڑھے میں ہیں مریدین کو بھی غرق کر رہے ہیں۔

(۴) شریعت کے احکام کا عامل ہو (بے عمل بے نمازی، داڑھی منڈا شریعت کا مخالف کبھی پیری مریدی کا حق دار نہیں کیونکہ ع ۔

آنکہ خود گم است کرا رہبری کند

جو خود گمراہ ہو وہ دوسروں کا کس طرح رہبر ہو سکتا ہے"

اسی لیے مُرید ہونے سے پہلے ان چار امور کو لازم سمجھیں ورنہ مرید ہونے کا کوئی فائدہ نہیں کہ جب یہ بات ہے تو سلاسل (قادری، چشتی، سہروردی کا وجود نہیں رہتا سلسلہ نقشبندیہ حضرت قاسم از سلمان فارسی ثابت کیا جاتا ہے تو امام جعفر کی سلمان فارسی سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔

سلسلہ اویسیہ کی علیحدہ حیثیت ثابت کی جائے تو محدثین کے نزدیک سیّدنا اُویس کوئی شخص نہیں ہے صرف خیالی انسان کا نام اویس ہے۔؟

جواب

شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رسائل مسائل و مکاتیب کے پچاسویں رسالہ میں لکھتے ہیں۔ کہ

حضرت حسن بصری کی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت اور تلقین ذکر وغیرہ حاصل کرنا محدثین کے نزدیک ثابت ہے اور مشہور ہے اگرچہ بعض محدثین کے نزدیک روایت بیان کرنا ثابت نہیں ہونا تو وہ ہمیں مضر نہیں۔

ملاقات علی بر حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی مزید تحقیق امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے رسالہ " اتحاف الفرقہ ،، بر فوائد المخرقہ ،، مشمولہ بالحاوی للفتاوی ص ۱۹۱، جلد ۲، اور حضرت مولانا فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رسالہ " فخر الحسن اور اس کی شرح " القول المستحسن " میں دیکھئے۔

ملاقات حضرت قاسم

اور

حضرت سلمان فارسی

(رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

ان دونوں حضرات کی ملاقات بھی تاریخ سے ثابت ہے کافی عرصہ تک زندہ رہے آپ نے تین سو سال کی عمر پائی ڈیڑھ سو سال جاہلیت میں گزارا اور باقی ڈیڑھ سو سال اسلام میں" اس معنی پر)

کیونکہ حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد وصال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کافی عرصہ تک زندہ رہے۔

لہٰذا مخالفین کا ان کی عدم ملاقات کا اعتراض مبنی پر جہالت ہے اور پھر سیّدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق ہم نے سوالات وجوابات کے باب میں تفصیل سے لکھا ہے

(نوٹ) سلاسل طیبہ کا تعارف اور تحقیق وتفصیل فقیر کی کتاب تعارف سلاسل اولیاء میں ہے یہ کتاب چونکہ سیّدنا اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکرِ خیر پر مبنی ہے اسی لیے سلسلہ اویسیہ کا تعارف یہاں عرض کر دیا گیا ہے تاکہ سلسلۂ اویسیہ سے منسلکین کو سہولت نصیب ہو (فقط السّلام)

وصلے اللہ تعالیٰ علی حبیبہ الکریم الرؤف الرحیم الامین وعلیٰ آلہ الطیبین واصحابہ الطاہرین واولیائہ امتہ الکاملین والواصلین ہٰذا آخر سطرہ)

(قلم الفقیر القادری)

محمد فیض احمد اویسی

دارالعلوم جامعہ اویسیہ رضویہ سیرانی مسجد بہاولپور